

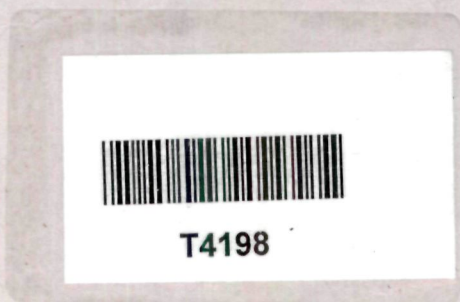
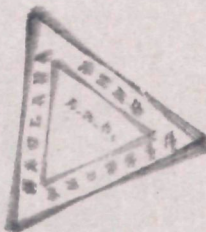
ہندوستانی پریس

۱۵۵۶ء تا ۱۹۰۰ء

ڈاکٹر نادر علی خان

شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

T- 4198



اشاعت —

تعداد —

مطبع —

قیمت —

کتابت سرآج رسولپوری

ملنے کے پتے :

فہرست

پیش لفظ ۹

فن طباعت کا مولد و منشأ ۱۱

ہندوستان میں فن طباعت کا آغاز و ارتقاء ۱۳

۱۔ پنی کیل ۱۸

۲۔ وپی کوٹ ۱۸

۳۔ امبلا کاٹ ۱۸

۴۔ ٹرا و نکور (مدراس) ۲۱

۵۔ بمبئی ۲۳

۶۔ کلکتہ ۲۶

۷۔ مدراس ۲۷

ہندوستانی پریس ۲۹

مطابع آکولہ (برار) ۳۲

” آگرہ ”

” الموڑہ ” ۴۰

” الوری ”

” الہ آباد ”

” امرتسر ” ۴۵

” امروہہ ” ۴۷

مطابع اٹاوا ۲۹

” اجیر ”

” اجودھیا ” ۳۰

” احمد نگر (بہار اشتر) ” ۳۱

” اراکاٹ ”

” اعظم گڑھ ”

” آره (ضلع شاہ آباد، بہار) ” ۳۲

مطایح بھاگل پور ————— ۱۲۰	مطایح اُناؤ ————— ۶۷
” بھاول پور ————— ”	” انبالہ ————— ”
” بھاؤنگر ————— ”	” اندور ————— ۶۸
” بھرت پور ————— ”	” اودے پور ————— ۷۴
” بھوپال ————— ۱۲۲	” اورنگ آباد ————— ”
” پٹنہ (عظیم آباد) ————— ۱۲۳	” ایٹہ ————— ”
” پیٹالہ ————— ۱۲۵	” آنولہ (بانس بریلی) ————— ”
” پرتاپ گڑھ ————— ۱۲۶	” بابوگنج (بنگال) ————— ۷۵
” پشاور ————— ”	” بارہ بنکی ————— ”
” پونہ ————— ۱۲۸	” باسودہ ————— ”
” پیلی بھیت ————— ۱۳۰	” بجنور ————— ”
” تھانہ (ممبئی پریسڈنسی) ————— ”	” بدایوں ————— ۷۶
” ٹونک ————— ۱۳۱	” بڑھانہ (ضلع مظفرنگر) ————— ۷۷
” جالندھر ————— ”	” بریلی ————— ”
” جاؤرہ (گلشن آباد) ————— ۱۳۲	” بگرام پور ————— ۸۴
” جبل پور ————— ”	” بلندشہر ————— ”
” جودھ پور ————— ۱۳۴	” بلیا ————— ۸۵
” جون پور ————— ”	” بمبئی ————— ”
” جہلم ————— ۱۳۵	” بنارس ————— ۱۰۲
” جے پور ————— ”	” بنگلور ————— ۱۱۶
” جھجھر ————— ۱۳۶	” بہار شریف ————— ۱۱۹
” چنسرہ ————— ۱۳۷	” بہرائچ ————— ”
” حصار ————— ”	” بہیرہ ضلع شاہ پور (پنجاب) ————— ”

مطابع حیدرآباد (دکن) — ۱۳۷	مطابع سیالکوٹ — ۱۹۱
خیرآباد (ضلع سیتاپور) — ۱۴۲	سیتاپور — ۱۹۳
دہلی — ۱۴۳	سیرام پور — ۱۹۵
دھاروار — ۱۸۴	شاہجہاں پور — ۲۰۹
دھاکہ —	شاہدرہ (دہلی) — ۲۱۰
راولپنڈی — ۱۸۵	شب پور (بنگال) — ۲۱۱
رائے بریلی — ۱۸۶	شولہ پور — ۲۱۲
رتلام —	شمہ —
رڑکی —	عظیم آباد (پٹنہ) — ۲۱۵
رام پور — ۱۸۷	علی گڑھ — ۲۱۷
رتناگری — ۱۸۹	غازی پور — ۲۲۲
رہتک —	فتح پور — ۲۲۴
سادھورہ —	فتح گڑھ —
سارن —	فرخ آباد — ۲۲۵
ستارہ — ۱۹۰	فیروز پور — ۲۲۶
سردھنہ —	فیض آباد —
سکندرآباد —	قادیان — ۲۲۷
سکھر —	قنوج —
سلطان پور —	کاسگنج —
سورت —	کان پور —
سہارن پور — ۱۹۱	کیورتھلہ — ۲۴۳
سہسرام (شاہ آباد) —	کراچی —
سیالده —	کرناٹ — ۲۴۴

۳۴۶ مالوہ (اندور)	۲۴۴ مطایح کشمیر
۳۵۱ مستفرا	۲۴۵ کلکتہ
۳۵۲ مدراس	۲۴۶ کوچ بہار
۳۶۰ مراد آباد	کوٹھا پور
۳۶۴ مرزا پور	گجرات، پنجاب - ۲۴۸
۳۶۵ مظفر پور	گڑگانوالہ
۳۶۶ مظفرنگر	گوالیار
ملتان	گوجرانوالہ
۳۶۸ مونگیر	گورداس پور - ۲۴۹
میرٹھ	گورکھ پور
۳۶۹ میسور	گونڈہ - ۲۸۰
میں پوری	گیا (بہار) - ۲۸۱
ناگپور	لاہور
نہنی تال	لدھیانہ - ۳۰۱
ہردوتی	لکھیم پور - ۳۰۶
۳۸۰ ہوشنگ آباد	لکھنؤ
ہوشیار پور	مالیر کوٹلہ - ۳۲۵

۳۸۱ ضمیمہ: قوانینِ پریس

۴۱۷ انتباہ

پیش لفظ

نول کشور پریس کے قیام و اجراء اور فروغ و ارتقاء کی داستان کی ترتیب و تشکیل اور تاریخ کی تالیف و تدوین کے دوران ہمعصر مطابع کا تذکرہ ناگزیر تھا تاکہ انیسویں صدی میں ہندوستان کے جملہ مطابع کے انوار میں نول کشور پریس کا اختصاص و امتیاز مجلّی ہو کر سامنے آجائے چنانچہ آزاد لائبریری (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) کی اردو، فارسی اور عربی مطبوعات کی درق گردانی کر کے جامع تفصیلات کا التزام کیا گیا جو موجودہ تالیف میں عطر بن کر ہر لفظ کے رگ و ریشے میں بسا ہوا ہے۔

اختر شاہنشاہی (۱۸۸۸ء) اخبارات اور مطابع کا نادر تذکرہ ہے اور اردو صحافت کے محققین نے اسے صحیفہ آسانی سمجھ کر بھرپور استفادہ کیا ہے مگر اس میں کتابت اور طباعت کے اغلاط کے علاوہ انیسویں صدی کے محدود وسائل میں مختلف مقامات پر تسامحات کا شدید احساس ہوتا ہے چنانچہ تحقیق و تدقیق کے دوران یہ داعیہ پیدا ہوا کہ اس کتاب کو حواشی و تعلیقات کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے لیکن مسلسل غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچا کہ اس کی جدید ترتیب و تصحیح کے بجائے اس موضوع پر آغاز سے انیسویں صدی تک مسلسل تاریخ ترتیب دی جائے تاکہ اس کے ضروری اور صالح مواد کے علاوہ اس فن پر جو بیش بہا سرمایہ تواریخ، اخبارات اور سرکاری کاغذات میں منتشر ہے سمٹ کر ایک جلد میں محفوظ ہو جائے۔ اس کے علاوہ حروف تہجی کی ترتیب سے مطابع کا تذکرہ ہے لیکن اس ناچیز تالیف میں مقامی ترتیب

کا التزام اور زمانی تسلسل و ارتقاء کا اہتمام کیا گیا ہے۔ نیز ہندوستان میں فنِ طباعت کی تاریخ مستند ماخذ کی روشنی میں مرتب کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ مستقبل میں اس موضوع پر تحقیق کی راہیں کشادہ اور روشن ہو جائیں۔

۱۱

پریس کے آغاز و ارتقاء میں حکومت کے رجحان اور طرز عمل کا تذکرہ ناگزیر تھا اس لئے ایجاز و اختصار کے باوجود اس تلخ داستان کے ضروری اجزاء کو حتی الامکان سمیٹنے اور انیسویں صدی کے اواخر تک سرکاری قوانین و ضوابط کو محفوظ کرنے کی بھرپور سعی کی گئی ہے جسے کتاب کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل کر دیا گیا ہے۔

آزاد لائبریری کی مطبوعات کے علاوہ دیگر مطبوعہ اور غیر مطبوعہ فہرست کتب سے بھی استفادہ کیا گیا ہے لیکن ایمان کی بات یہ ہے کہ یہ تمام راہیں مسدود اور تاریک ہی رہتیں اگر عزیز محترم ڈاکٹر ضیاء الدین انصاری سلمہ کی محبت و عنایت مشعلِ راہ نہ بنتی۔

بندہ

نادر علی خان کان اللہ

۱۵ اکتوبر ۱۹۸۸ء

فنِ طباعت کا مولد و منشاء

انسانی فتوحات میں رسم خط کی ایجاد و ارتقاء ایک عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مدد سے انسان نے اپنے قلبی احساسات اور ذہنی افکار کے بحرِ ناپیدا کنار کو کوزہ میں بند کر لیا ہے اور فنِ طباعت کی ایجاد نے تو سونے پر سہاگے کا کام کیا چنانچہ جملہ علوم و فنون صفحہ قرطاس میں سمٹ کر آگئے اور ہزاروں سال قدیم علمی سرمایہ ہر کس و ناکس کے لئے مفید اور مستحضر ہو گیا۔

فنِ طباعت کا مولد و منشاء غیر اختلافی ہے اس کی ایجاد کا سہرا چینیوں کے سر ہے۔ کیونکہ وہاں بدھ مت کی ترویج کے لئے مذہبی ادب اور تصاویر کی اشاعت کی ضرورت اس کا سبب بنی چنانچہ مہاتما بدھ کی تصاویر چھاپنے کے لئے ۶۵۰ء میں بلاک کی چھپائی کا استعمال کیا گیا اور برٹش میوزیم میں قدیم ترین چینی طباعت (۷، ۷، ۷) کا نمونہ محفوظ ہے۔ سرارل آسٹین نے ۱۹۰۷ء میں چینی صوبہ کانسو میں ”مزار بدھ“ نامی غار میں ایک مطبوعہ کتاب دریافت کی ہے جس پر تحریر ہے :

اس کتاب کو وانگ جی ایہ نے ۱۱ مئی ۸۶۸ء کو مفت تقسیم کرنے کے لئے چھاپا تاکہ اس کے والدین کی یاد کو دوام حاصل ہو جائے

یہ بارہ صفحات پر مشتمل ہے جس کا ہر صفحہ ۱۲ x ۳۰ انچ ہے لیکن یہ سارے اوراق ایک دوسرے سے چسپاں کر کے ۱۶ فیٹ لمبا ایک مسلسل تھان بناتے ہیں۔ پی شنگ نے ۱۰۴۱ء لغایت ۱۰۴۹ء میں چینی سٹی کے ٹائپ تیار کئے جو ایک آہنی شکنجے میں نصب کئے گئے تھے اس کے بعد وانگ چانگ نے ۱۳۱۴ء میں چوبی ٹائپ تیار کیا اس کے بعد جنرل لی (شاہ کوریا) نے ۱۳۹۲ء میں دھات کے ٹائپ کا ڈھالا خانہ قائم کیا اور ایک کتاب تانبے سے بنے ہوئے کوریائی حروف سے چھاپی بلے

جیسا کہ مذکورہ بالا بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ بلاک کے ذریعے طباعت کا فن چینیوں کو ساتویں صدی عیسوی سے معلوم تھا مگر یورپ میں یہ فن بارہویں صدی عیسوی میں پہنچا اور ابتداءً اس کا استعمال بھی آراشی رہا۔ چودہویں صدی میں تاش کے پتوں کی طباعت ہوئی پندرہویں صدی کے اوائل میں (۱۴۲۳ء) سینٹ کرسٹوفر کی ٹپتے سے طبع شدہ تصویر جان رائی لینڈز لائبریری مانچسٹر میں محفوظ ہے لیکن یورپ میں فن طباعت نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک کہ پندرہویں صدی کے وسط میں الگ الگ حروف کے ٹائپ ایجاد نہیں ہوئے۔

یورپ میں فن طباعت کی ایجاد کا مسئلہ اختلافی ہے بعض محققین کا دعویٰ ہے کہ اس کی ایجاد کا سہرا لارنس جان زور کو سٹر (Dourance Tanguor Coster) باشندہ ہارلم (ہالینڈ) کے سر ہے مگر بعض محققین مصر ہیں کہ جان گٹن برگ (John Gutenberg) باشندہ مینر (جرمنی) نے جان فسٹ اور پیٹر شوفر کی مدد سے ایجاد کیا بعض کا قول ہے کہ جوہانس بریٹو باشندہ بروگسن (بیلجیم) نے یہ کارنامہ سر کیا لیکن بعض نے بامفیلو کا سٹیلڈے باشندہ فیلٹر (اطلی) سے منسوب کیا ہے۔

جان گٹن برگ نے ۱۵۵۴ء میں مینر (جرمنی) میں اپنا مطبع قائم کیا جس میں سانچے میں ٹائپ کے حروف ڈھالے گئے اور کچھ دستاویز طبع کیں۔ دو سال بعد انجیل طبع کی

اس کے ایک سال بعد رنگین طباعت کا بھی تجربہ کیا گیا۔ سینئر سے یہ فن سارے یورپ میں پھیل گیا دوجرمن اٹلی پہنچے اور انھوں نے روم کے قریب ۱۴۶۴ء میں ایک مطبع قائم کیا لیکن طباعت کا اصل مرکز وینس قرار پایا جہاں مختلف ماہرین فن نے ٹائپ کی نوک پلک درست کی اور اس میں نفاست پیدا کی ۱۴۶۴ء میں اندلس فن طباعت سے آشنا ہوا ۱۴۶۸ء میں یہ فن سوئٹزرلینڈ پہنچا ۱۴۷۰ء میں دوجرمنوں نے فرانس کو اس فن شریف سے متعارف کرایا اور ساربون کے مقام پر مطبع قائم کیا ۱۴۷۱ء میں ہالینڈ روشناس ہوا اور انگریزی میں اولین مطبوعہ کتاب تاریخ ٹرلے (History of Troy) ۱۴۷۴ء میں طبع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن ولیم کاسٹن پریس لندن سے شائع ہوا۔ ڈنمارک اور سوڈن میں علی الترتیب ۱۴۸۲ء اور ۱۴۸۳ء میں مطابع وجود میں آئے ۱۴۹۵ء میں پرتگال اور ۱۵۰۳ء میں یہ فن روس پہنچا،

امریکہ میں فن طباعت ہندوستان کے بعد پہنچا چنانچہ لاطینی امریکہ کی پہلی مطبوعہ کتاب (Catecismo en lengua Tamuquana y castellana) مصنفہ فرانسکو پانچہ ۱۶۲۷ء میں میکسیکو میں طبع ہوئی اور امریکہ کی پہلی مطبوعہ کتاب (Bay Psalm Book) ۱۶۴۰ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔

انگلستان میں ولیم کاسٹن نے فن طباعت کی بنیاد رکھی یہ شخص کینٹ کا باشندہ اور نہایت عالم فاضل انسان تھا تین سال ہالینڈ اور بلجیم میں فن طباعت کے حصول میں بسر کئے کولون (جرمنی) کے زمانہ قیام میں رسوخ پیدا کیا اور بالآخر انگلستان واپس آکر اپنا پریس جاری کیا اس نے ۱۳ دسمبر ۱۴۷۶ء کو ایک مذہبی دستاویز طبع کی اور آئندہ پندرہ سال کے دوران تقریباً ایک سو کتابیں طبع کر کے شائع کیں۔ اکثر مطبوعات کا مصنف اور مترجم تھا ۱۴۹۱ء میں وفات پائی۔

یورپ کے اکثر ممالک میں فن طباعت جرمنوں کی وساطت سے پہنچا لیکن یہ انگلستان ہی کی انفرادیت اور امتیاز ہے کہ جہاں اس کے نو نہال ولیم کاسٹن نے اپنے ملک میں اس عظیم الشان فن کی بنیاد ڈالی اس کے علاوہ یورپ کے ہر ایک ملک میں

لاطینی زبان سے طباعت کا آغاز ہوا لیکن انگلستان واحد ملک تھا جہاں قومی زبان میں کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں مزید براں کاسٹن کے تیار کردہ ٹائپ کے حروف منفرد حیثیت کے مالک تھے یعنی ان کا انداز کا تھک تھا نہ کہ رومن۔

انیسویں صدی کے اوائل میں سلنڈر مشین اور بھاپ کی ایجاد نے فن طباعت کی ترقی کی دوسری منزل طے کی ہاتھ سے چھاپنے کی مشین دوسو کا پیاں فی گھنٹہ چھاپتی تھی۔ مگر اس کے بعد ایک گھنٹے میں دو ہزار کا پیاں نکالنے لگیں۔

ہندوستان میں فن طباعت کا آغاز و ارتقاء :

۱۷۹۸ء میں پرتگال کا ایک اولوالعزم واسکوڈی گاما بحر اوقیانوس اور بحر ہند کی لرزہ خیز زہرہ گداز اور جاں گسل فضاؤں اور ہوشربا موجوں سے کھیلتا ہوا ساحل مالا بار پر پہنچا اور اپنی گوناگوں صفات اور کمالات کے وسیلے سے مالا بار کے راجہ کے دربار تک رسائی حاصل کی اور مقرب بارگاہ سلطانی بن کر اعزاز و اکرام سے سرفراز ہوا۔ ہندوستان میں اس کی آمد تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ تھی چنانچہ مالا بار کے راجہ نے الوداع کہتے ہوئے نہ صرف داد و دہش کا بھرپور اظہار کیا بلکہ شاہ پرتگال کو لکھا: آپ کے ملک کے ایک شریف فرد واسکوڈی گاما میری مملکت میں وارد ہوئے جس سے مجھے بڑی مسرت ہوئی میری قلمرو میں دارچینی، لونگ سیاہ مرچ اور جواہرات کی بہتات ہے آپ کے ملک سے مجھے سونا، چاندی اور سرخ رنگ درکار ہے یہ

واسکوڈی کی مراجعت وطن کے بعد شاہ پرتگال کے ایمار اور سرپرستی میں سفر کے نامساعد حالات کے باوجود ایک طرف پرتگالی تجارت کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا تو دوسری طرف مسیحیت کے داعی عیسائیت کی ترویج و اشاعت کے لئے مضطرب گواہینچ کر مضرو کار

ہو گئے چنانچہ ۱۵۴۱ء میں ان کے دو کالج سینٹ پال اور ریشول قائم ہو گئے لیکن انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ شاہ پرتگال جان سوم کے امر و تحریک سے پرتگالی وائسرائے جان ڈی کیٹرو مقیم گوانے مضامین میں ابتدائی مدارس بھی قائم کئے تاکہ ہندوستانی عیسائیوں کی تعلیم و تربیت صحیح پنج پر ہو سکے بلکہ

۱۲

”تین چار سال کی فکر و تدبیر سے تعلیم و تربیت کے نظام میں جو فروغ حاصل ہوا، اس کا تذکرہ کرتے ہوئے پادری جانس دی بیرا نے ۲۰ نومبر ۱۵۴۵ء کو پاپائے روم کے نام ایک خط میں لکھا:

”اس کالج میں جو ”پاک عقیدہ کا گھر“ کے نام سے موسوم ہے، مختلف اقوام کے ساٹھ نوجوان جو ایک دوسرے سے بالکل جدا نو مختلف زبانوں کے بولنے والے ہیں رہتے ہیں ان میں سے بیشتر ہماری ہی زبان پڑھتے اور لکھتے ہیں اور ساتھ ہی اپنی زبان بھی پڑھنا اور لکھنا جانتے ہیں ان میں کچھ لاطینی اچھی طرح جانتے ہیں اور شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں لیکن استاد اور کتابوں کی کمی کی وجہ سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے عیسائی مجموعہ عقائد کو ان تمام زبانوں میں شائع کیا جاسکتا ہے اگر اعلیٰ اقدس اس کی اجازت دیں!“ ۱۳

ہندوستان کے علاوہ حبشہ میں پرتگال مشنریوں کے ایثار و قربانی اور فکر و جدہ سے نو مسیحوں کا ایک معتد بہ طبقہ وجود میں آچکا تھا حتیٰ کہ شاہ حبشہ عیسائیت کی دعوت و فروغ میں پیش پیش تھا چنانچہ ۱۵۲۶ء میں شاہ حبشہ نے پرتگال کے سلطان ڈی مونیل سے فرمائش کی کہ ”آپ چند ایسے افراد جو کتابیں تیار کرنے میں مہارت رکھتے ہوں

۱۳۔ اور نیٹل کانکولیسٹ جلد اول ص ۸ ہسٹری آف گوا ص ۸۵

بحوالہ زمانہ کان پور جنوری ۱۹۳۹ء ص ۳۶، ۳۵۔

۱۴۔ بحوالہ ہندوستان میں چھاپہ خانہ ص ۱۱

حبشہ روانہ فرمادیں" لیکن سو اتفاق اس خط کے پہنچنے سے قبل ہی ڈی مویل کا انتقال ہو گیا اس لیے یہی درخواست اس کے جانشین ڈی جاوے کی گئی اور شرف قبولیت کو پہنچی بالآخر ۲۹ مارچ ۱۵۵۶ء کو سچی راہبوں کی ایک جماعت جو چودہ افراد پر مشتمل تھی اور جس کا غالب حصہ حبشہ میں دعوت و تبلیغ اور تعلیم و تربیت کے لئے مختص تھا جاؤنس براؤ اسقف حبشہ کی سرپرستی اور نگرانی میں ایک چھاپہ خانہ اور چند ماہرین طباعت (راہب جان دی بستا مانتے، جاؤ گونسا بوس اور ایک ہندوستانی ماہر اور رمز شناس فن طباعت) کی معیت میں حبشہ آئے لئے روانہ ہو کر ۶ ستمبر ۱۵۵۶ء کو گوآ پہنچی طویل بحری سفر کے بعد چند ماہ گوآ میں قیام کا قصد تھا مگر بعض وجوہ کے باعث مزید قیام ناگزیر تھا۔

راہبوں کی تازہ دم جماعت اور پریس کی آمد سے گوآ کے کارکنوں کے چمن میں بہار آگئی اور برسوں کا خواب شرمندہ تعبیر ہوتا نظر آیا چنانچہ گوآ پہنچتے ہی طباعت کا کام شروع ہو گیا اور اکتوبر ۱۵۵۶ء میں نلسفہ اور منطق کے بعض مقالات بھی طبع ہو کر شائع ہو گئے لے ۱۵۵۷ء میں جاؤ دی مانتے نے ہندوستانی ماہر طباعت کی معاونت سے سینٹ زیویر (St. Francis Xavier) کی دوٹرینا کرسٹا (نصاب الاطفال) طبع کر کے شائع کی اس کا کوئی نسخہ موجود نہیں البتہ دوسرے ایڈیشن (۱۵۵۹ء) کا ایک نسخہ پریس کے کتب خانے (Bibliothèque Nationale) میں محفوظ ہے۔

”بچوں کی صحیح تعلیم کی غرض سے زیویر نے ایک کائی کزم (کائی کزم آف دی کرسمین ڈاکٹر ن عیسیٰ عیسیٰ تعلیمات بطور سوال و جواب) تیار کی جو گوآ میں ۱۵۵۷ء میں طبع ہوئی ہے

لے ہندوستان میں چھاپہ خانہ ۱۵۴

۱۵ جاؤ دی بستا مانتے وینیشیا (اپنین) میں ۱۵۳۶ء میں پیدا ہوا اور ۱۵۵۶ء میں انجمن یسوع میں داخل ہوا ۱۵۶۳ء میں اس کا نام جاؤ اور ریگائس میں تبدیل ہو گیا ۱۵۶۴ء میں پادری بنا ۱۳ اگست ۱۵۸۸ء کو وفات پائی۔

نسلہ اور نیٹیل کا نولیسٹ مطبوعہ لسن ۱۰، ۱۱ جلد اول ص ۱۸

بنامانے کے رفیق کار اور فن طباعت کے ماہر جان گونسالوس (John Gonsalves) نے تامل زبان کے چوبی ٹائپ تیار کئے راہب جان ڈی فیریا (João de Faria) نے موصوف سے یہ فن حاصل کیا اور اس کی نوک پلک درست کی بالآخر اول الذکر نے ۱۵۷۸ء کو ملن میں ہندوستانی زبان کا سب سے پہلا پریس قائم کیا اور سن مذکور میں سینٹ فرانسس زیور کی کاٹی کوم آف دی کرسمین ڈاکٹرن (مسیحی تعلیمات بطور سوال و جواب) کا تامل ترجمہ (کھرشٹہ ونام) طبع کر کے شائع کیا اس کتاب میں جان گونسالوس اور جان ڈی فیریا دونوں کے تیار کردہ ٹائپ استعمال ہوئے چنانچہ پہلی آٹھ سطروں میں جو ٹائپ استعمال کئے گئے وہ ۱۵۷۷ء میں گوآ میں تیار ہو سکے تھے اور جو باقی سطور میں استعمال ہوئے وہ ۱۵۷۸ء میں کوملن میں تیار کئے گئے تھے لیکن کاٹی کوم کے تامل ترجمہ کی طباعت کے بعد یہ پریس قلعہ کوچین میں منتقل کیا گیا اور ۱۵۷۹ء میں وہیں سے مارکوس جارج کی ۲۰ صفحات پر مشتمل کتاب (۱۵۶۶ء کی مطبوعہ پرتگالی کتاب کا ترجمہ) طبع ہو کر شائع ہوئی مگر اس کے بعد ایسے موانعات پیش آئے کہ تامل طباعت کا سلسلہ زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکا چنانچہ پادری ہوسٹن کا بیان ہے کہ: بالآخر تامل چھپائی ۱۶۱۲ء کے بعد بند ہو گئی کیونکہ نوپلی اور مینول مارٹن کی متعدد

تصانیف ۱۶۴۹ء اور ۱۸۶۰ء میں غیر پڑی رہیں ۱۷

۶ جنوری ۱۶۶۳ء کو قلعہ کوچین چھ ماہ کے مسلسل محاصرے کے بعد ڈچوں کے قبضے میں آیا تو انھوں نے قلعے کی اینٹ سے اینٹ بجادی راہبوں کا زبردست نقصان ہوا اور انھیں خارج البلد کیا گیا بشپ کی قیام گاہ، شاندار کالج، تیرہ گرجے، دوشفا خانے اور متعدد راہب خانے پیوند خاک ہو گئے ۱۷۹۵ء میں کوچین پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو انھوں نے ۱۸۰۶ء میں پرتگال دور کے تمام آثار کو بارود سے اڑا دیا، بہت سی پبلک عمارتیں اور ایک عظیم الشان کیتھڈرل جو ڈچوں کی دست برد سے بچ گئے تھے

اس بارود سے وہ بھی نیست و نابود ہو گئے۔

پہلی کیل :

راہب جان ڈمی فیریا نے ۱۵۷۸ء میں ایک مطبع پنی کیل (ضلع ٹناولی) میں قائم کیا موصوف نے تامل زبان کے حروف خود کاٹے اور پھر ان کو ڈھال کر مذہبی تعلیم کے لئے چھوٹی چھوٹی کتابیں طبع کر کے شائع کیں مزید برآں تامل زبان کا قاعدہ اور دیگر نصابی کتابیں طبع کیں تاکہ اس علاقے میں کام کرنے والے مشنری تامل زبان میں مہارت پیدا کر سکیں یہ بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ پنی کیل کے مطبع میں جو ٹائپ استعمال ہوتا تھا اس کا ایک ایک حرف جمایا جاتا تھا کوچین کے مطبع کی طرح سالم صفحے کا ڈھپہ تیار نہیں کیا جاتا تھا بلکہ

وپی کوٹہ :

سینٹ ٹامس کلیسا سے معاہدہ کے کچھ عرصہ بعد ۱۵۷۹ء میں مسیحی راہبوں نے وپی کوٹہ (چنائی سنگلم) کو اپنا مستقر بنایا ۱۵۸۱ء میں عبادت خانہ تیار کیا اور ۱۵۸۴ء میں مدرسہ الہیات قائم کیا حتیٰ کہ ۱۵۸۷ء میں ایک کالج وجود میں آگیا تو انھوں نے پاپائے روم سے استدعا کی کہ باشندگان مالابار کی مذہبی تعلیم کے لئے مخصوص دینی کتابیں ارسال کی جائیں موصوف نے کتابوں کے بجائے ایک پریس اور کلدانی زبان کا ٹائپ بھیج دیا جو ۱۶۰۲ء میں ہندوستان پہنچا چنانچہ پادری البرٹ لارشی نے اسے وپی کوٹہ میں قائم کیا جس سے قلیل عرصے میں کئی مذہبی کتابیں کلدانی زبان میں طبع ہو کر شائع ہوئیں یہ

امبلا کاڑ :

امبلا کاڑ عیسائی مشنریوں کی مصروفیت کا مرکزی مقام تھا جو تریپچور سے بیس میل کے فاصل پر واقع تھا انھوں نے ۱۶۷۰ء میں وہاں ایک مدرسہ الہیات قائم کیا جو

سینٹ پال سیمیزی کے نام سے مشہور تھا اس کے بعد ایک پریس بھی جاری کیا جس سے سب سے پہلی کتاب تامل پریگیزی ڈکشنری ۱۶۷۹ء میں طبع ہو کر منظر عام پر آئی اس کے لئے ایک مالاباری مسیحی نے تامل زبان کے ٹھپے تیار کئے تھے یہ ڈکشنری کی طباعت کے بعد اور بہت سی کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں ابتداء میں تامل حروف کے لئے جو ٹھپے تیار کئے جاتے تھے اور یورپی زبانوں کے لئے سیسے کے حروف ڈھالے جاتے تھے لیکن کچھ عرصے کے بعد تامل حروف بھی ڈھال لئے گئے چنانچہ ۱۷۰۰ء کے بعد متعدد تامل کتابیں سیسے کے حروف سے طبع ہوئیں۔

ابتداءً جو مشنری ہندوستان وارد ہوئے جو ش مذہبی سے سرشار اور فروغ مسیحیت کے زبردست داعی تھے چنانچہ اپنے مذہب کی ترویج و اشاعت کے پیش نظر مقامی السنہ کے حصول میں پیش پیش تھے اور انھوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ نصابی کتابیں اور لغات بھی تیار کئے بعد میں ہندوستانی اموال کی فراوانی نے غیر مخلصین کو بھی دعوت و تبلیغ سے وابستہ کر دیا اور جوق در جوق ہندوستان پہنچنے لگے چنانچہ ۱۶۰۶ء میں صوبہ جاتی کونسل نے حکم جاری کیا کہ :

”کسی پادری کو حلقہ کلیسا کا منتظم مقرر نہ کیا جائے تا وقتیکہ وہ مقامی زبان نہ سیکھ لے اور حلقہ کلیسا کے جو پادری مقامی زبان سے ناواقف ہیں اگرچہ ماہ کے اندر مقامی زبان کا امتحان پاس نہیں کریں گے تو اپنے موجودہ منصب سے دست بردار ہو جائیں گے یہ

مذکورہ بالا قوانین بھی ہوس زر کے شتر بے مہار کو گرفتار نہ کر سکے اور دین مسیحی کے داعی اپنے فرائض منصبی سے بے نیاز افزائش اموال کی فکر سے سرشار داد عیش دینے لگے چنانچہ فرانسیسی سیاح ایبے کارے ۱۶۷۲ء میں گوا پھنچا تو وہاں کے

مذہبی، معاشرتی اور معاشی احوال کا مشاہدہ کر کے بچہ مسترد ہوا اور لکھا:
 ”اگر تم مال و دولت کے متمنی ہو تو پرتگالی خانقاہوں میں جانا چاہیئے۔
 وہاں تم دلال، تجار اور دوسرے مقامی لوگوں کو دیکھو گے جو صرف
 پرتگالی پادریوں سے تجارت کرتے ہیں غرض کہ اس قوم کی کل تجارت
 ان کے ہاتھ میں ہے“

رفتہ رفتہ عیش و عشرت اور حصول زر کی ہوس نے دعوت کے اس آتش کدے کو
 سرد کر دیا جس کی حرارت سے طلب دنیا اور حب جاہ کے عناصر جل کر خاکستر ہو جاتے
 تھے اور ان کی فکر و نظر کا سارا سرمایہ اس تدبیر پر صرف ہوا کہ مقامی السنہ کے جوئے
 کو کس طرح گردن سے اتار پھینکا جائے اور بالآخر اس مشن میں کامیاب ہو گئے چنانچہ
 ۱۶۸۴ء میں ایک حکم نامہ جاری ہوا جس کی رو سے ”۳ سال کے اندر باشندگانِ گوا
 کو دیسی زبان ترک کر کے پرتگالی کا اختیار کرنا لازم تھا“ انجام کار عیسائیت کی ترویج و
 اشاعت کے ذیل میں السنہ ہند کے رسائل اور کتب کی اشاعت کا فقدان کے
 ساتھ ساتھ فن طباعت بھی معرض خطر میں آ گیا چنانچہ اس کے بعد ۱۸۲۱ء تک گوا میں
 پریس کا سراغ نہیں ملتا۔ اس پر مستزاد یہ تحریک و قدغن صرف گوا تک محدود نہیں تھی
 بلکہ سارے ہی تبلیغی مراکز اس کا شکار تھے۔

اس کے شانہ بہ شانہ سیاسی اقتدار کے رسیا کلیسا کو اپنا حریف سمجھ کر برسرِ پیکار
 تھے وہ عیسائیت کی دعوت و تبلیغ کو سیاسی مصالح کے پیش نظر مضر سمجھتے تھے چنانچہ
 ۱۷۵۴ء میں حکومتِ پرتگال کی طرف سے والسرائے مقیم گوا کو متنبہ کیا گیا کہ وہ
 ہندوستان میں مطبع کے قیام کی درخواست کو مسترد کر دے بلا امتیاز اس کے کہ وہ
 درخواست کسی عیسائی خانقاہ یا کالج سے ہو یا کسی بار سوخ فرقے کی جانب سے ہے

۱۶ ستمبر ۱۸۲۱ء کو واسٹراسے گوا معزول کر دیا گیا چنانچہ جابرانہ حکومت کے علی الرغم حریت پسند عناصر برسرِ اقتدار آ گئے اس وقت حکومت نے بمبئی سے ایک پریس گوا لانے میں پیش قدمی کی اور ایک ہفتہ وار اخبار بنام ”گزنٹ دی گوا“ جاری کیا لیکن پانچ سال کے بعد پھر انقلاب آیا اور ۱۹ اگست ۱۸۲۶ء کو یہ اخبار بند ہو گیا اس کے بعد ۱۳ جون ۱۸۳۵ء کو ”کرونیکا نستی ٹوشنال دی گوا“ کے نام سے دوسرا اخبار جاری ہوا لیکن ۳۰ نومبر ۱۸۳۷ء کو یہ بھی بند ہو گیا تیسرا اخبار ۷ دسمبر ۱۸۳۷ء کو جاری ہوا۔

دیوناگری میں طباعت کا آغاز ۱۸۵۳ء میں ہوا جب کہ حکومت نے دیوناگری ٹائپ بمبئی سے خریدے تاکہ ان کو اشتہارات اور دوسرے اعلانات کی طباعت کے لئے استعمال کرے چنانچہ سب سے پہلا اعلان ۲۳ مئی ۱۸۵۳ء کو طبع ہو کر شائع ہوا۔

ٹرانسکوور (مدراس) :

ہندوستان میں کیتھولک مشنری تو برسرِ کار اور منہمک تھے مگر پروٹسٹنٹ مشنریوں نے ۱۷۰۶ء میں ہندوستان پہنچ کر دعوت و تبلیغ کا آغاز کیا فریڈرک چہارم (شاہ ڈنمارک) کے مقرب اور مخصوص پادری ٹلکسن نے اسی غرض سے شاہ تجور سے ایک قطعہ زمین خریدا اور زیگنباگ اور ہنری پلٹشو کا اس مہم کے لئے انتخاب کیا چنانچہ دونوں ۱۷۰۶ء میں ہندوستان وارد ہوئے، اس وقت پرتگال نسل کے بہت سے افراد نے جنوبی ہند میں سکونت اختیار کر لی تھی اور اس علاقے میں پرتگالی زبان عام طور سے بولی جاتی تھی اس لئے انھوں نے دورانِ سفر پرتگالی میں استعداد پیدا کی اور ایک ہندوستانی پنڈت کی خدمات حاصل کیں جو پرتگالی جانتا تھا۔

آغاز کار میں عیسائی مشنریوں کو دو کام درپیش تھے۔ ایک تو اپنے مذہب کے اصولوں کی اشاعت و ترویج دوسرے مقامی باشندوں کو اپنے آبائی ادیان سے متنفر

اور برگشتہ کرنا، چنانچہ زگینا لگ نے اپنی کامل توجہ ہندوستانی مخطوطات جمع کرنے میں صرف کی تاکہ ان کے عمیق مطالعے سے رد آسان تر ہو جائے لیکن پریس کے بغیر یہ کام آسان نہ تھا اس لئے موصوف نے صدر دفتر سے ایک پرتگالی اور مالا باری ٹائپ کے مطبع کی درخواست کی :

ہماری دلی خواہش ہے کہ ہمیں ایک مالا باری اور پرتگالی مطبع فراہم کیا جائے تاکہ ہم ایسی کتب جو ہمارے کام کے لئے ناگزیر ہیں ان کے نقل کے خرچ میں بچت کر سکیں (چونکہ اس علاقے میں فن طباعت یکسر غائب تھا اس لئے طباعت کی جگہ نقل نویسی نے لے لی تھی)۔ میں نے اب تک مالا باری کاتب اپنے مستقر پر لگا رکھے ہیں لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر کچھ عرصے کے بعد وہ ایک بڑی مد خرچ ہوں گے۔

بے شک وہ کتابیں جو ہمیں مالا باری کافروں سے دستیاب ہوئی ہیں ان کو تمام تر نقل کرنا ضروری ہے اس کے علاوہ جو کتابیں ہمارے مذہب کی اساس ہیں اور جنہیں کافروں میں تقسیم کرنا ضروری ہے حتمًا احتیاط کے ساتھ طبع کرانا ناگزیر ہے بلکہ

ڈنمارک مشنریوں کی آمد سے بیس سال قبل انگلستان میں انجن برائے ترقی علوم مسیح (سوسائٹی فار پروموشنگ کرسچین نالج) قائم ہو چکی تھی ڈنمارک شہزادے جارج کے جرمن پادری اے۔ ڈبلو۔ بوہمی نے مذکورہ درخواست کا ترجمہ انجن مذکور کو ارسال کیا بالآخر ۱۷۱۱ء میں انجن کے ارباب حل و عقد نے پرتگالی زبان میں انجیل کے کچھ نسخے، ایک مطبع جو پائیکا ٹائپ (دس پوائنٹ) تھا طابع اور دیگر لوازمات کے ہندوستان بھیجنے کا انتظام کیا لیکن اس جہاز کو برازیل کے قریب فرانسیسیوں نے روک لیا اور طابع

جنس فنک کو گرفتار کر لیا چنانچہ دوسرے سال پریس بغیر طابع ہندوستان پہنچا۔
پریس اور متعلقہ سامان ریگنبا لگ اور اس کے رفقائے کار کے لئے نعمت غیر مترقبہ
سے کم نہ تھا چنانچہ انہوں نے پریس کے آتے ہی تمام انتظامات درست کر کے طباعت
کا کام شروع کر دیا حسن اتفاق انھیں ایک جرمن ماہر فن ہاتھ آ گیا جو پریس مین اور
کمپوزیٹر کی حیثیت سے امتیاز رکھتا تھا۔

ابتداء میں طباعت کا کام پرتگالی تک محدود تھا چنانچہ ۱۷۱۳ء کے اواخر
میں پرتگالی طباعت کے نمونے منظر عام پر آ گئے اور پہلی کتاب (ایکس پلے
میشن آف کرسمس ڈاکٹر آئن آف دی میٹھڈ آف کچسزم) طبع ہوئی۔ اس کے بعد
مالا باری ڈھالا خانہ بھی قائم ہو گیا اور ۱۷۱۴ء میں پہلی تامل کتاب " انا جیل
اربعة اور اسوہ حوارین طبع ہو کر شائع ہوئی اور ۱۷۱۶ء میں ایک کاغذ سازی کا کارخانہ
بھی وجود میں آ گیا۔

اگرچہ ڈنمارکی مشنریوں نے مراٹھی زبان کی طباعت میں براہ راست کوئی حصہ
نہیں لیا لیکن ایک ڈنمارکی مشنری فریڈرک شوارٹز، سرفوجی بھونسے شاہ تجور - ۱۷۹۹ء)
(۱۸۸۳ء کا سرپرست ، تالیق اور رہنما بن گیا اس نے اس روشن خیال سردار
کو تجور میں مطبع قائم کرنے پر آمادہ کیا جس میں کچھ سنسکرت اور مراٹھی کی کتابیں طبع
ہوئیں سرسوتی محل میں حسب ذیل دو کتابیں اب تک محفوظ ہیں :

یدھ کانڈ ۱۸۰۹ء

سسولپوادھا ۱۸۱۲ء

اس مطبع میں جو دیوناگری ٹائپ استعمال تھے وہ چارلس وکنس نے ڈھالے تھے۔

بمبئی :

بمبئی میں فن طباعت کے پیش رو بھیم جی پارکھ ہیں جنہوں نے اولاً ۶ جنوری
۱۷۷۰ء کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے ایک پریس اور ایک طابع کی فرمائش کی کمپنی نے پذیرائی

کی اور ۱۶۷۵ء میں ایک ماہر طبائع ہنری ہس کے ہمراہ ایک پریس، ٹائپ، کاغذ اور دوسرے لوازمات ہندوستان روانہ کئے مگر ہس بنیان رسم الخط (Vania Shalvi Lipi) کے ٹائپ تیار کرنے سے قاصر رہا مجبوراً بھیم جی نے ایک قالب گر (Founder) کی درخواست کی جو شرف قبولیت کو پہنچی اور ۱۶۷۸ء میں ایک قالب گر ہندوستان پہنچ گیا لیکن بھیم نے قالب گر کے انتظار میں اوقات ضائع نہیں کئے بلکہ اپنی ذاتی ملازمت کی مدد سے بنیان رسم خط میں حروف تیار کئے اور طباعت میں پیش قدمی کی چنانچہ ۲۳ جنوری ۱۶۷۹ء کے سرکاری خط میں مذکور ہے کہ ”ہم نے بنیان حروف میں کچھ مطبوعہ کاغذات دیکھے جن کو بھیم جی کے ملازموں نے تیار کیا ہے جو صاف اور خوبصورت ہیں اور یہ بتاتے ہیں کہ یہ کام قابل عمل ہے۔“

بھیم جی کے نادر اقدام کے بعد ایک صدی تک کامل سکوت رہا اور ملکی یا غیر ملکی کسی نے اس عجیب و غریب فن کی طرف التفات نہیں کیا البتہ ۱۷۷۷ء میں رستم جی کیشاپتی نے اپنا ذاتی مطبع جاری کیا جس میں انگریزی کے علاوہ اردو، گجراتی، مرہٹی، کنڑی اور پرتگیزی زبان میں طباعت ہوتی تھی اخبار بمبئی کوریو کا اجراء ہوا تو ابتداءً اسی مطبع سے حلیہ طباعت سے آراستہ ہو کر شائع ہوتا تھا اس کے بعد ۱۷۸۰ء میں رستم جی کارے ساجی کے مطبع کا سراغ ملتا ہے جس کے بارے میں بذریعہ سببی ٹائمرز کا بیان ہے کہ :

”ایک دینی دوست نے ہم کو کچھ اخبارات کے اصل نسخے بھیجے ہیں جو بمبئی کی ابتدائی تاریخ کی عکاسی کرتے ہیں حالانکہ یہ زیادہ اہم تو نہیں لیکن اس قابل ضرور معلوم ہوتے ہیں کہ ان کو محفوظ رکھا جائے۔ ان میں پہلا کلنڈر برائے سال خداوند (عیسیٰ مسیح) ۱۷۸۰ء مطبوعہ بازار رستم کارے ساجی، قیمت دو روپے ہے۔ یہ ۳۴ صفحات پر پھیلی پھیلی چھپائی پر مشتمل ہے۔ یہ مضبوط سرکاری وزیری (فل ایکپ) کاغذ پر چھپا ہے جو اپنے واٹر مارک اور انھیں تاریخوں کے

منسلکہ سرکاری خطوط سے پہچانا جاتا ہے۔

ڈب۔ ایس۔ کوپر نے ۲۵ جون ۱۹۰۰ء کو بمبئی گزٹ جاری کیا۔ یہ ہفتہ وار اخبار تھا اور چالیس روپے سالانہ قیمت مقرر تھی اس میں بمبئی کی تجارتی اور تفریحی خبروں کے علاوہ ڈچ اور پرتگالی نوآبادیت کی خبریں بھی درج ہوتی تھیں۔ اس کے علاوہ خلیج فارس، جزیرہ آرموز اور مالا بار کے ساحلی علاقوں سے لے کر کیپ کیمرن تک دیسی شہروں کی خبریں بھی شائع کی جاتی تھیں اگرچہ اخبار کمپنی کا مطبع و منقاد اور وفادار تھا مگر ایک مرتبہ پولیس پرنکٹ چینی بم کے باعث معرض خطر میں آیا اور سنسہ کا شکار ہو گیا۔ بمبئی گزٹ کے بعد دوسرا اخبار بمبئی ہیرلڈ کے نام سے ۱۳ جولائی ۱۹۰۰ء کو جاری ہوا اور تیسرا بمبئی کوریئر (Bombay Courier) کے نام سے منصفہ شہود پر آیا اس کے مالک ڈگلس نکلسن (Douglas Nicholson) اور مدیر لک آتش برنز (Luke Ash Burner) تھے اس کے بعد ۱۹۰۱ء میں بمبئی آبزورر کے نام سے ایک اور ہفتہ وار اخبار جاری ہوا۔

بمبئی کی اولین مطبوعہ کتاب جو ہیرس انسٹی ٹیوٹ آف ہسٹری اینڈ کلچر بمبئی میں محفوظ ہے ۱۹۰۳ء میں حسب ذیل عنوان سے طبع ہو کر شائع ہوئی:

Remarks and occurrence of Henry
Baker during his imprisonment
of two years and a half in the

۱۔ دی بمبئی ٹائمز اینڈ جرنل آف کانرس جلد نمبر ۱۱، منگل ۲ دسمبر ۱۸۵۵ء

۲۔ بحوالہ ہندوستان میں چھاپہ خانہ ۸۳ ص

۳۔ کلکتہ گزٹ مورخہ ۲۹ جون ۱۹۰۰ء بحوالہ ہندوستانی اخبار نویسی ص ۸۴ اور

کلکتہ کرائیکل مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۰۰ء بحوالہ "صحافت پاکستان و ہند میں" ص ۳۲

۴۔ صحافت پاکستان و ہند میں ص ۳۲

domains of Tipu Sultan from
where he made his escape.

”مستر ہنری بیکر کے واقعات کا بیان جو انھیں ٹیپو سلطان کی
حکومت میں ڈھائی سال کی قید اور فرار کے دوران پیش آئے“
اس کتاب کے مقدمہ میں خصوصیت سے اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ یہ
بمبئی سے طبع ہونے والی سب سے پہلی کتاب ہے۔

آغاز کار میں بمبئی کوریر رستم جی کیشاپتی کے مطبع میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
لیکن جب حالات نے مساعت کی توجہ جی بھائی بہرام جی کی نگرانی میں ذاتی
مطبع جاری کیا کوریر پریس اپنے حسن انتظام اور صحت طباعت کے باعث ہم عصر
مطابع پر فوقیت رکھتا تھا اس لئے کئی سال تک سرکاری کاغذات اور اشتہارات
کی طباعت پر اس کا تصرف اور اجارہ رہا۔ انجام کار جلد ہی مرہٹی اور گجراتی حروف
کے ٹائپ کی ضرورت محسوس ہوئی توجہ جی بھائی بہرام جی نے گجراتی ٹائپ تیار کر لیا
اور گجراتی حروف میں پہلا اشتہار بمبئی کوریر مورخہ ۲۹ جنوری ۱۷۹۷ء کے شمارے
میں طبع ہو کر شائع ہوا اور پہلی گجراتی کتاب (ترجمہ: زنداوستا) اسی مطبع میں چھپ کر
منظر عام پر آئی۔

کلمتہ :

بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے سیاسی اقتدار نے فرنگیوں کو مقامی زبان کی
تحصیل کی طرف متوجہ کیا، انہوں نے نہ صرف مقامی زبانوں کے حصول پر کامل توجہ
صرف کی بلکہ اس کے قواعد اور لغات بھی مرتب کئے اور طباعت و اشاعت
کا بھی مناسب انتظام کیا چنانچہ بنگالی زبان اور بنگالی رسم الخط کی سب سے پہلی
کتاب ”بنگالی زبان کے قواعد“ مولفہ نیتھنل برا سے ہاں ہیڈ ۱۷۷۸ء میں بنگالی
سے طبع ہو کر شائع ہوئی۔

مذکورہ قواعد کے بعد جمیس گسٹس ہٹی نے جنوری ۱۹۸۰ء میں اپنا ذاتی مطبع قائم کیا اور اسی مطبع سے ہٹیز بنگال گزٹ یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر کے نام سے ۲۹ جنوری ۱۹۸۰ء کو ہفتہ وار اخبار جاری کیا۔ ہٹی کے پے درپے حملوں سے مجبور ہو کر حزب مخالف نے ایک پریس کی بنا ڈالی اور نومبر ۱۹۸۰ء میں انڈیا گزٹ کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا ۴ مارچ ۱۹۸۴ء کو بنگال گزٹ منصفہ شہود پر آیا یہ بھی صاحب مطبع تھا اور اس کے مالک و مدیر فرانسس گلیڈون فارسی کے مستند عالم تھے اس کے بعد تو دیکھتے ہی دیکھتے بنگال طباعت کا بڑا مرکز بن گیا اور اٹھارویں صدی کے اواخر تک یکے بعد دیگرے متعدد مطابع جاری ہوئے اور ان سے متعدد اخبارات اور رسائل کا اجراء بھی ہوا:

۱۔ ایشیاٹک سیلینی اینڈ بنگال رجسٹر	۱۹۸۵ء	سہ ماہی رسالہ
۲۔ بنگال جنرل	فروری ۱۹۸۵ء	ہفتہ وار اخبار
۳۔ اورینٹل میگزین	اپریل ۱۹۸۵ء	ماہانہ رسالہ
۴۔ ایشیاٹک ریسرچ	۱۹۸۸ء	رسالہ
۵۔ بنگال ہرکارو	۱۹۹۵ء	ہفتہ وار اخبار
۶۔ ایشیاٹک مر	۱۹۹۹ء	" "
۷۔ مارننگ پوسٹ	۱۹۹۹ء	" "
۸۔ ٹیلی گراف	۱۹۹۹ء	" "
۹۔ اورینٹل اسٹار	۱۹۹۹ء	" "

مدرس :

مدرس میں فن طباعت کا آغاز ایک سیاسی حادثے سے منسلک ہے، کیوں کہ جب ۱۹۶۱ء میں سرایر کورٹ نے فرانسیسیوں سے پانڈ پجری فتح کیا تو مال غنیمت میں ایک پریس اور ٹائپ بھی لہتہ آئے لیکن فورٹ سینٹ جارج کے

متوسلین میں سے ایک فرد بھی اس فن سے واقف نہیں تھا اس لئے سارا سار د
 سامان مشہور تامل عالم فیبریس مقیم ویپری کو اس شرط پر حوالے کیا گیا کہ اگر مستقبل
 میں کسی وقت کمپنی کو کچھ طبع کرانا ہوگا تو موصوف یہ کام انجام دیں گے فیبریس نے
 اسی مطبع سے اولاً ایک دعا کی کتاب شائع کی اس کے بعد ۱۷۸۲ء میں تامل انگریزی
 اور انگریزی تامل لغات شائع کئے۔

ہندوستانی پریس

مطابح اٹاواہ :

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ "اپریل ۱۸۵۷ء میں یہاں ایک مطبع تھا۔ فسادات ختم ہونے کے بعد اس کے دوبارہ اجراء کی اب تک خبر نہیں ملی۔"

۱۸۵۷ء

مالک و مہتمم حکیم جواہر لال، گارساں دتاسی کا بیان ہے کہ اس مطبع سے "محب رعایا" خط نسخ میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اور اس قسم کا کوئی دوسرا مطبع شمالی ہند میں نہیں تھا۔ اجرائے ۱۸۶۰ء۔

۱۸۶۰ء مطبع مصدر التعليم

مالک میر کاظم علی ذاکر وکیل مہتمم مرزا آغا علی اجرائے جولائی ۱۸۷۶ء۔

۱۸۷۶ء مطبع احمدی

آزاد لائبریری میں سنہ ۱۸۷۶ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۸۱ء مطبع ضیائی

مطابح اجمیر :

۱۸۵۸ء مطبع مدرسہ (اسکول پریس) ۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ خیر خواہ خلائق کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار مطبع مدرسہ (اسکول پریس) سے شائع ہوتا ہے اس کے ایڈیٹر تین ہندو ہیں مگر اسکول کے ہیڈ ماسٹر سٹر فیلن اس کی نگرانی کرتے ہیں اور آخر ستمبر ۱۸۵۸ء سے اس کا اجراء ہوا ہے۔

گارساں دتاسی کے بیان سے اتنا اور اضافہ ہوتا ہے کہ
اس کی ادارت سوہن لال اور اجودھیا پرشاد کر رہے
ہیں یہ دونوں اجیر کالج کے قدیم طالب علم ہیں اور
انگریزی پر قدرت رکھتے ہیں بے

مہتمم محمد مراد علی بیار، آزاد لائبریری میں ۱۸۷۸ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے بے

مجاریہ ایس۔ ڈبلو۔ فیلن، مہتمم سوہن لال واجودھیا پرشاد
مہتمم ہیر سنگھ اجرائے جنوری ۱۸۶۹ء مالک دیوان
بوٹا سنگھ، مہتمم وزیر علی دہلوی۔

آزاد لائبریری میں سن مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۶۱ء مطبع چراغ راجستھان

لیتھوگرافک پریس
۱۸۶۹ء مطبع میو

۱۸۷۷ء مطبع آفتاب جہاں

۱۸۸۴ء مطبع نظیر علی

اجرائے ۱۸۸۷ء

مالک مادھو پرشاد بھارگو اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۸ء۔

مہتمم سکندر خاں، اخبار معین الہند اسی مطبع سے
چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

آزاد لائبریری میں ۱۹۰۳ء تک اس مطبع کی کتابیں
دستیاب ہیں۔

۱۸۸۷ء مطبع فرنیڈ آف اجیر

۱۸۸۸ء مطبع مادھو کا پرشاد

۱۸۹۴ء مطبع معین الاسلام

۱۸۹۹ء مطبع معینہ

مطابع اجودھیا :

آزاد لائبریری میں پریم ساگر منظوم محفوظ ہے۔

۱۸۶۳ء مطبع شرمند

مطابح احمد نگر (مہاراشٹر)

- ۱۸۶۶ء مطبع نیائے سندھو گورنمنٹ گزیٹربابت ۱۸۸۴ء کے اندراج کے مطابق اس کا اجرا ۱۸۶۶ء کو ہوا۔
- ۱۸۷۴ء مطبع نگر سماچار گزٹ مذکور میں اس کا سن اجرا ۱۸۷۴ء درج کیا گیا ہے۔
- ۱۸۸۲ء مطبع جگد آدرش اجرا سے ۱۸۸۲ء۔

مطابح اراکاٹ:

- ۱۸۸۲ء مطبع شوکت الاسلام محلہ محمد پور ڈاک خانہ پالار مالک مولوی عزیز الدین قادری مہتمم محمد مرتضیٰ گھٹالہ پرنٹر سید حسن، مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجرا ۱۸۸۶ء غلط درج کیا ہے۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۴ء ۱۸۹۰ء کی کتابیں محفوظ ہیں۔

مطابح اعظم گرٹھ:

- ۱۸۶۷ء مطبع نیر اعظم شاخ مطبع نول کشتور لکھنؤ مہتمم شیخ بوعلی۔ اجرا سے جون ۱۸۶۷ء بر مکان شیخ باسوحب فرمایش مولوی حافظ عبدالعزیز خاں بہادر صدر الصدور۔
- ۱۸۷۷ء محمدی مکان نجف خاں تحصیل دارنیشن یافتہ مالک شیخ محمد خاں لیاقت علی کاتب غلام علی اجرا سے ۱۸۷۸ء۔
- ۱۸۷۷ء عزیزی محلہ پہاڑ پور بر مکان محمد علی خاں تحصیل دار کاتب غلام علی اجرا سے ۱۸۷۷ء۔
- ۱۸۸۷ء مطبع الہامیہ اجرا سے ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۷ء۔

۱۸۹۵ء مطبع مہتاب پریس

مطابع آره (ضلع شاہ آباد، بہار) :

۱۸۶۷ء مطبع سنت پرشاد

۱۸۷۳ء مطبع نورالانوار

محلہ گزری مہتمم محمد ہاشم، مرقع فیض، تذکرہ تلامذہ
صغیر بلگرامی اسی مطبع میں چھپا تھا۔ آزاد لائبریری،
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۸۸۶ء کی بھی ایک
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۴ء مطبع نورالابصار

۱۸۸۶ء مطبع اسٹار آف انڈیا

قریب تالاب ڈین صاحب، آزاد لائبریری میں
۱۸۹۹ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۸۷ء مطبع خلیلی

مالک شیخ محمد ادریس غیر مقلد، مہتمم شیخ محمد ابراہیم غیر مقلد
پریس مین تجمل حسین، آزاد لائبریری میں ۱۸۹۶ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطابع آکولہ (برار) :

۱۸۷۵ء مطبع اردو اخبار

مہتمم عبدالقادر، محلہ تاجنا پیٹ صوبہ برار۔

مطابع آگرہ :

۱۸۳۲ء مطبع ڈاکٹر ہندرسن

سنہ مذکور میں آگرہ اخبار (انگریزی) کا اسی مطبع سے
اجراء ہوا ابتداءً اخبار کی ظاہری شکل اور اٹھان
اچھی نہ تھی مگر کچھ دنوں کے بعد سٹر نہری ٹانڈے
اس کے اڈیٹر ہو گئے تو اخبار کی صورتی اور معنوی

حالت بدل گئی ۱۸۴۰ء میں ہنری ٹانڈے کی وفات کے بعد اخبار پھر گرنے لگا یکے بعد دیگرے ان کے دو اعزہ اے، سائڈرس اور پی، سائڈرس اگرہ اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے مگر وہ دونوں بھی جلد ہی اس دنیا سے سدھار گئے بالآخر چھاپہ خانہ بک گیا اور اگرہ اخبار بند ہو گیا پھر کچھ دنوں کے بعد اسی چھاپہ خانہ سے اگرہ کرائیکل طبع ہو کر شائع ہوا جو تھوڑے دنوں تک نکلتا رہا آگے چل کر دہلی گزٹ کے مالکوں نے اس چھاپہ خانے کو خرید لیا ۱۱

۱۸۳۳ء مطبع زبدۃ الاخبار

منشی واجد علی خاں نے سنہ ہذا میں اسی مطبع سے اگرہ اخبار کے نام سے ایک فارسی اخبار جاری کیا تھا یہ اتنا ذوق تھا کہ اس کے اقتباسات بنگال ہرکارو اینڈ کرائیکل (کلکتہ) میں باقاعدگی سے چھپتے تھے اسی انگریزی اخبار کے شمارہ مورخہ یکم مارچ ۱۸۳۴ء میں یہ خبر درج ہے ”اگرہ اخبار نے اپنا نام بدل لیا۔ آئندہ اس کا نام زبدۃ الاخبار ہوگا“ ۱۲

اسی مطبع سے منشی واجد علی خاں کی دواہم تصانیف کلدستہ انجن اور مطلع العلوم و مجمع الفنون طبع ہو کر شائع ہوئی تھیں ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ

کے مطابق سنہ مذکور میں مطبع و اخبار دونوں بند ہو گئے یہ

۱۸۴۰ء مطبع مستقر اختلاف اکبر آباد سرسید احمد خاں کی کتاب جام جم مئی ۱۸۴۰ء میں اسی مطبع میں چھپی تھی۔

۱۸۴۶ء مطبع آگرہ کالج اسی مطبع سے مسٹر فنک نے سنہ مذکور میں صدر الاخبار

کے نام سے ایک اردو اخبار جاری کیا تھا اور آگرہ کالج سے تعلق رکھنے والے بہت سے صاحبان نے

اس چھاپہ خانے کے حصے خریدے تھے۔ چنانچہ اس

کا سرمایہ پانچ پانچ روپے کے دو سو حصوں پر مشتمل

تھا، فنک کی وفات کے بعد کالج کے ایک قدیم طالب علم

ایشوری پرشاد نے نظام سنبھالا مگر بعض قابل اعتراض

مضامین کی اشاعت کے بعد جون ۱۸۴۸ء میں

انھیں ادارت سے الگ کر کے مسٹر فیلن جو ایک زائد

استاد کی حیثیت سے کالج میں کام کرتے تھے مدیر

مہتمم مقرر کیا گیا اور اخبار کا نام بدل کر اخبار الحقائق

و تعلیم الخلائق رکھ دیا گیا،

اخبار کے علاوہ اس مطبع میں کتابیں بھی چھپتی

تھیں چنانچہ ۱۸۵۱ء میں اردو کتاب انشاء مولفہ

جرن جی لال کا دوسرا ایڈیشن پانچ سو نسخوں پر مشتمل

شائع ہوا اور ۱۸۵۳ء میں حسبِ میل کتابیں طبع ہوئیں:

۱۔ اردو نصاب، طبعیات پر مسٹر ٹڈلٹن پرنسپل آگرہ کالج

- ۳۰۰ کے پتھروں کا مجموعہ
- ۵۰۰ ۲۔ سفینۃ الاولیاء مولفہ داراشکوہ
- ۱۶۰ ۳۔ اردو لوگارتھم
- ۳۲۱ ۴۔ کہربائی (اردو میں برقی قوت پر ایک مقالہ)
- ۳۰۰ ۵۔ اردو قواعد

مطبع لیتھوگرافک

۱۸۴۷ء مطبع اسعد الاخبار

مالک و مہتمم منشی قمر الدین، یہ مطبع پہلے پھلتی بازار میں تھا بعد کو اسی کے متصل دوسری جگہ منتقل ہو گیا، اس کی ابتداء ایک کل سے ہوئی تھی لیکن اس کی توسیع اس حد تک ہوئی کہ ستمبر ۱۸۴۹ء میں پانچ کلیں آگئیں اس مطبع میں اپنی کتابوں کے علاوہ باہر کی کتابیں بھی چھپتی تھیں ۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اس مطبع کے قیام کو ابھی دس ماہ سے زیادہ نہیں ہوئے، ۱۸۴۷ء جون ۱۸۴۷ء کو مطبع ہذا سے اسعد الاخبار کا اجراء ہوا، ۱۸۴۸ء میں اس مطبع سے دو کتابوں کی طباعت کا پتہ چلتا ہے ایک ”جیبی جمائل شریف“ جس کے بارے میں سرکاری رپورٹ کا بیان ہے ”اڈیٹر (اسعد الاخبار) منشی قمر الدین خاں کے کسب معاش کا ذریعہ کتابوں کی طباعت ہے اگر ان کا بیان صحیح ہے تو جیبی قرآن کی نکاسی سے ان کی خاصی آمدنی ہوئی ہوگی جس کا ہدیہ آٹھ روپے ہے گزشتہ جون تک

اس حائل کے صرف نصف ایڈیشن کی کھپت ہوئی
 تھی لیکن اس سے ۳۲۵۲ روپے وصول ہو چکے
 تھے اس حائل کی جیسی ستھری کتابت و طباعت
 ہوئی ہے اس طرح کی چھپی ہوئی کتابیں اس کے
 ہم وطن عموماً پسند کرتے ہیں؛ لہ

دوسری کتاب خلاصۃ الفرائد مولفہ حافظ مولوی
 سید محمد جعفر قادری اکبر آبادی ہے جس کا اشتہار جولائی
 ۱۸۴۸ء کے اسعد الاخبار میں شائع کیا گیا تھا جس کی
 ضخامت چار جزو ورق، مسطر پندرہ سطری، ولایتی
 کاغذ قیمت آٹھ آنے مقرر کی گئی تھی۔ ۱۸۴۹ء کی سرکاری
 رپورٹ میں درجہ ذیل کتابوں کی طباعت کا اندراج
 ملتا ہے اور یہ بھی وضاحت کی گئی ہے کہ تمام کتابیں
 لیتھو میں چھاپی گئی ہیں۔

۱۔ گلستان مع حواشی ۵۰۰ نسخے، صرف گلستاں ہی
 ایک ایسی کتاب ہے جس کو مالک نے خود اپنے لئے
 چھاپا ہے۔ اسی نسخے ایک روپیہ فی نسخہ فروخت
 ہو چکے ہیں۔

۲۔ منظر العجائب طب مولفہ منشی فخر الدین بناری ۶۰۰

۳۔ سکندر نامہ مترجم منشی اعظم علی سابق استاد آگرہ کالج ۱۵۰

۴۔ مفتاح التواریخ مولفہ طامس ولیم بیل ۲۰۰

یہ کتاب اول منشی خادم علی کے مطبع اکبری میں چھپنی شروع

ہوئی اور قریب نصف وہاں چھپی، مگر مولف موصوف اور
منشی صاحب ممدوح سے امور چھاپے کے عیب و
صواب اور وعدہ خلافیوں کے سبب کچھ بد مزگی درمیان
آئی اسی جہت انھوں نے وہ کتاب وہاں چھپوانا
موقوف کر کے اس مطبع میں بھیج دی، چنانچہ نصف آخر
سے یہاں چھپنا شروع ہوئی اور صاحب موصوف یہاں
کے چھاپے وغیرہ سے اور اہل مطبع کے معاملے سے
بہت زیادہ رضامند ہوئے (اشتہار مطبوعہ
اسد الاخبار اکتوبر ۱۸۴۸ء)

- ۵۔ پوٹھی گورا منگل مولفہ دوار کا داس ۳۰۰
۶۔ مسائل قوانین ۲۵۰

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل
مطبوعات کی تفصیل درج کی گئی ہے۔

- ۱۔ افسانہ رنگین، عام موضوعات پر نواب میر علی
فرخ آبادی کی اردو تالیف ۲۴۰
۲۔ فضائل الشہداء، اردو شہادت نامہ
مولفہ مرزا کلب حسین خاں ۲۴۰
۳۔ تعبیر نامہ خواب ۲۰۰
۴۔ تصریح الانفاس ترجمہ ہندو سرودھا،
قسمت شناسی، سید ہدایت علی ۳۰۰
۵۔ نصاب غرائب، فارسی فرنگ منظوم مولفہ سید احمد علی ۳۰۰

۶۔ رسالہ مولود شریف مولفہ سید ہدایت علی ۲۵۷

۷۔ حمال شریف (جیبی) ۱۲۲۵

۸۔ سی پارہ عم ۱۲۰۰

۹۔ تشریح المسائل (فقہ) مولفہ فضل رسول بدایونی ۳۰۰

۱۰۔ خالق باری امیر خسرو ۲۵۰

۱۱۔ صفوة المصادر ۵۰۰

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات کا اندراج ملتا ہے :

۱۱

۱۔ رامائن تلسمی داس ہندی ۳۵۰

۲۔ کریمیا ۵۰۰

۳۔ وشنو سہرام سنسکرت میں پوجا کی کتاب ۳۰۰

۴۔ دستور الصبیان ۱۰۰

۵۔ نظم نادر، مجموعہ حمد و نعت و منقبت

مرزا کلب حسین خاں نادر ۲۵۰

۶۔ دیوان تفتہ، منشی ہرگوپال تفتہ ۳۰۰

۷۔ رسالہ شق القمر مولفہ شاہ رفیع الدین دہلوی فارسی ۲۰۰

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ سے مطبع کی مقبولیت

حسن طباعت اور فروغ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے چنانچہ

تیرہ کتابیں طبع ہوئیں جن میں سے بعض کتابیں ۲ ہزار

کی تعداد میں چھپیں۔

- ۱۔ شاہراہ تعلیم وزیر جنرل اسکولس کے لئے ۲۰۰۰
- ۲۔ قصہ سبودھی بودھی اخلاقی قصہ ۱۰۰۰
- ۳۔ لمعات قمر ۱۵۰۰
- ۴۔ قصہ صادق خاں اخلاقی قصہ ۳۰۰۰
- ۵۔ حقائق الموجودات ۳۰۰۰
- ۶۔ قصہ شمشاد ۳۰۰۰
- ۷۔ انشائے خرد افروز ۱۵۰۰
- ۸۔ شق القمر برائے نادر علی وکیل صدر عدالت ۱۰۰۰
- ۹۔ رسالہ عربی برائے امجد علی ۲۵۰
- ۱۰۔ ہدایت البرکات برائے مبارز الدین
- صدر امین مراد آباد ۲۵۰
- ۱۱۔ دیوان شرر علی بخش شرر بدایونی ۱۰۵
- ۱۲۔ انشائے صریح الافادہ برائے زین العابدین
- اور عبدالرحیم خاں ۵۰۰
- ۱۳۔ خلاصہ قانون دیوانی برائے طفیل احمد ۵۰۰
- ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ سے مطبع کی
- روز افزوں ترقی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ بعض
- کتابوں کی اشاعت چھ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔
- ۱۔ خیالات سنائی فارسی میں قدرتی مناظر کا بیان ۳۰۰۰
- ۲۔ انتخاب نظائر عدالت صدر دیوانی کے فیصلوں کا انتخاب ۴۰۰۰
- ۳۔ منتخبات انوار سہیلی ۴۰۰۰

۲۰۰ ۴. مولود شریف

۵۰۰ ۵. تعلیم نفس خود تربیتی حصول

۵۰۰ ۶. " " حصہ دوم

۲۰۰۰ ۷. مراۃ الساعت اردو میں تقسیم اوقات

۱۵۰۰ ۸. انشائے خرد افروز فارسی خطوط نویسی

۱۵۰۰ ۹. گلستان باب ششم مترجم

۳۰۰ ۱۰. چراغ حقیقت و شمع معرفت تصوف

۳۰۰ ۱۱. مخزن التواریخ

۱۲۵ ۱۲. گلشن رنگین عشقیہ داستان

۵۰۰ ۱۳. منتخبات اکبائات ضابطہ فوجداری

۱۸۴۸ء مطبع قطب الاخبار یا قادی مالک محمد امیر خاں کاتب شیخ احمد بن ناز، ۱۸۴۹ء

کے اوائل میں قطب الاخبار کا اجراء ہوا، ۱۸۵۰ء میں

مطبع و اخبار دونوں کی ملکیت میں تبدیلی ہوئی چنانچہ

وزیر خاں اور احمد خاں نے مشترک طور پر خرید لیا،

ملکیت اور استہمام کی تبدیلی کے ساتھ اخبار کے نام

میں بھی غیر معمولی اضافہ کیا گیا قطب الاخبار و

تذکرۃ الاشعار و احکام سرکار و تواریخ الاخبار، لیکن

عجیب بات یہ ہے کہ مطبع اردو ٹائپ میں اخبار شائع

کرتا تھا بقول سرکاری رپورٹر "اس کے ٹائپ کی طہارت

بھی حد درجہ گھٹیا ہوتی ہے"

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں مطبع ہذا کی حسب ذیل

مطبوعات کا اندراج ملتا ہے۔

۱۔ جمائل شریف ۱۲۰۰

۲۔ دیوان شاہ نیاز ۵۰۰

۳۔ توصیف زراعت مرزا کلب حسین نادر ۴۵۰

۴۔ تلخیصات مجدد نادری محکمہ مال کے قوانین کا خلاصہ ۲۵۰

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل مطبوعات

کی تفصیلات درج ہیں :

۱۔ قرآن حکیم مترجم ۱۲۰۰

۲۔ ... عشق منشی فدا علی کی عشقیہ اردو شاعری ۱۲۰

۳۔ میزان فارسی ۳۰۰

۴۔ سی پارہ عم ۵۰۰

۵۔ فرہنگ کتب متداولہ فارسی لغت ۲۵۰

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابیں

درج کی گئی ہیں :

۱۔ مولود شریف مولفہ غلام امام ۳۰۰

۲۔ اخلاق جلالی ۲۰۰

۶۱۸۴۸ مطبع حسینی

یہ مطبع قاضی القضاۃ میر ولایت حسین کے مکان واقع

محکمہ کٹرہ حاجی حسن علی میں جاری تھا ۱۸۴۹ء کی سرکاری

رپورٹ کے مطابق ۱۸۴۸ء کے اواخر میں بند ہو گیا

تھا مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سن اجراء ۱۸۵۶ء

درج کیا ہے ممکن ہے کہ دوبارہ جاری کیا گیا ہو اور اس

کے بعد برسرکار رہا ہو کیونکہ ۱۸۶۸ء کی مطبوعہ کتاب
آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں محفوظ ہے۔

مطبع اکبری

مالک و مہتمم شیخ خادم علی، مطلع الاخبار کے نام سے
ایک اردو اخبار بھی موصوف کی ادارت میں شائع ہوا تھا
آگرہ کے دیگر اخبارات کے برخلاف اس میں مقامی خبروں
کا پتہ بھاری رہتا تھا اور طباعت بھی عمدہ ہوتی تھی۔

۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اس کی صرف ۳۶
کاپیاں چھپتی ہیں، تیس چالیس روپے ماہوار خرچ آتا
ہے اور اخبار کی آمدنی سے کوئی بچت نہیں ہوتی لیکن
کتابوں اور رسالوں کی طباعت سے تیس روپے ماہوار

کے قریب بچ رہتے ہیں۔

۱۸۵۰ء میں اخبار کی اشاعت ۵۴ تک پہنچ گئی تھی

مگر آئندہ دو سالوں میں بتدریج رو بہ تنزل رہا اور
اشاعت ۵۱ اور ۴۶ ہو گئی۔

۱۸۴۸ء میں مطبع میں دو کتابیں طبع ہوئیں۔ ایک

تایخ آگرہ جس کے ڈھائی سونسے ایک لاویہ فی نسخہ کے
حساب سے فردخت ہوئے اور دوسری تخریک الاعضاء
(جسم کے اعضاء کی غیر شعوری حرکتوں سے شگون نکالنے
کے موضوع پر رسالہ) جو اجرت پر طبع کی اور پندرہ
روپے کی مزید آمدنی ہوئی، ۱۸۴۹ء میں عروض زاہد یہ
کے صرف سونسے طبع کر کے شائع کئے۔

مذکورہ احوال کی روشنی میں مطبع کی ناگفتنی حالت کا اندازہ مشکل نہیں چنانچہ ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع چل نہیں رہا ہے اب تک شیخ خادم علی ہی اس کے مالک ہیں ان کی رپورٹ کے مطابق حسب سابق مطبع اپنے اخراجات کا فیصل نہیں ہے چنانچہ قرض کے بار کی وجہ سے اس سال کوئی کتاب نہیں چھاپی؟ لے

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ پر ایک افسوسناک خبر کا اندراج ملتا ہے ”مطبع اکبری کے مالک شیخ خادم علی کا اردو ہفتہ وار اخبار بدستور جاری ہے لیکن مطبع کی ملکیت میں تبدیلی رونما ہوئی جس سے کچھ اچھے نتائج برآمد نہیں ہوئے مطبع اور اس کا سامان تو بک چکا ہے یا رہن رکھا جا چکا ہے اور اخبار کسی دوسرے مطبع میں ٹھیکے پر چھپتا ہے“ لے

مطبع مصدر النوار

حکیم جواہر لال فاضل آگرہ کالج نے ۱۸۴۸ء میں مصدر النوار کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور اخبار النواح و نزہت الارواح کے نام سے ایک اخبار بھی جاری کیا، آغاز کار میں نظام شرکت پر مبنی تھا لیکن ۱۸۵۰ء سے حکیم صاحب یکہ و تنہا مالک ہو گئے۔

اخبار کی اشاعت تو ۴۳ کا پیوں سے زیادہ نہ بڑھ سکی البتہ ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ایک اہم خبر کا اندراج ملتا

ہے۔ قیاس ہے کہ یہ مطبع ترقی کرے گا لیکن یہ ترقی اس
اردو اخبار کی وجہ سے نہ ہوگی جو اس مطبع سے شائع ہوتا
ہے بلکہ اس کا سبب یہ ہے کہ اس مطبع میں چھپائی کا کام
بے حد صفائی و خوش سلیقگی کے ساتھ انجام پاتا ہے۔
چنانچہ مختلف سینین کی رپورٹ سے اس کی بخوبی تصدیق
ہوتی ہے۔

۱۸۴۹ء میں سرکاری رپورٹر کا بیان ہے "مالکان
مطبع اردو میں عربی و فارسی کا ایک لغت چھاپ رہے
ہیں دو روپے فی نسخہ کے حساب سے سو خریداروں
نے اس لغت کو خریدنے کا پیشگی وعدہ کیا ہے۔"

۱۸۵۰ء میں حسب ذیل کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں :

۱۔ خلاصہ گورنمنٹ گزٹ مرتبہ منالال تحصیل دار فیروز آباد ۱۲۰

۲۔ کتاب حالات وہی مرتبہ جمیل الدین ڈپٹی کلکٹر مین پوری ۱۰۰

۳۔ رسالہ جواہر الت ترکیب منظوم فارسی قواعد مع فرنگ ۱۰۰

۴۔ پوختی جین مت حسب فرمائش سیٹھ ہیر مل ۵۰۰

۵۔ نام درج نہیں مذہبی کتاب ۲۵۰

۱۸۵۱ء میں حسب ذیل کتابوں کا اندراج ملتا ہے :

۱۔ لغات اردو باہتمام و تصحیح حکیم جواہر لال ۲۰۰

۲۔ قانون فوج داری ۲۵۰

۲۔ قصہ دھرم سنگھ حسب فرمائش ایچ۔ ایس۔ ریڈ۔

۱۰۰ مولفہ شری لال

۳۔ مخزن العلوم مولفہ برج لال (فارسی) ۲۰۰

۵۔ صوبہ شمالی و مغربی کے صدر دیوانی کے فیصلوں کا

۳۰۰ مجموعہ

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ سے منکشف ہونا ہے کہ

حکومت حکیم صاحب موصوف کے حال پر مہربان ہے۔

۱۔ قانون فوجداری مرتبہ منشی علی حسین ۲۵۰

۲۔ صوبہ شمالی و مغربی کی صدر دیوانی کے ماہوار فیصلے ۳۰۰

۳۔ سورج پور کی کہانی وزیر جنرل اسکولس کے لئے ۳۰۰

۴۔ خلاصہ نظام شمسى ۳۰۰ " " "

۵۔ خلاصہ تاریخ ہند ۱۰۰۰ " " "

۶۔ پنڈ نامہ کاشتکاراں ۲۰۰۰ " " "

۷۔ منظر قدرت ۲۰۰۰ " " "

۸۔ شہنوی مصنفہ حکیم جواہر لال ۴۰۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کا

اندراج ملتا ہے :

۱۔ دھرم سنگھ کا قصہ ہندی ۶۰۰

۲۔ گرام کلپ درم کاشت کاروں کی رہنمائی کے لئے ۶۰۰

۳۔ قصیدہ جواہر التریب منظوم فارسی قواعد ۴۰۰

۴۔ اقلیدس اردو حصہ اول و دوم ۱۰۰۰

۵۔ ہند نامہ کاشت کاران ۱۰۰۰

۶۔ لغات اردو ۲۰۰

۱۸۵۷ء کے ہنگامہ و آشوب کے دوران غالباً مطبع
بند ہو گیا تھا چنانچہ مولف اختر شاہنشاہی نے
سنہ اجراء ۱۸۶۴ء درج کیا ہے۔

یہ مطبع ۱۸۷۲ء میں بھی موجود تھا کیونکہ سنہ مذکور کی
مطبوعہ کتب آزاد لائبریری میں محفوظ ہیں۔

۱۸۴۹ء مطبع جام جمشید

اے تھارنٹن اسسٹنٹ سکریٹری صوبہ شمالی و مغربی
کے بیان کے مطابق "اس مطبع کے مالک بابو شب چندر
ناٹھ پہلے میرٹھ میں اسی نام کے مطبع کے مالک و منیجر
تھے ۱۸۴۹ء کے اواخر میں انھوں نے جام جمشید ہی
کے نام سے آگرہ میں ایک مطبع قائم کیا ہے" اسد الاخبار
آگرہ میں بھی اس کا اشتہار شائع ہوا تھا، واضح دلائل
ہو کہ ایک چھاپہ خانہ جدید کہ روکش نگار چین ہے،
ساتھ نام جمشید کہ واقعہ میں خبر دینے والا عجیب غریب
کا ہے بیچ مستقر اختلاف اکر آباد محلہ رکاب گنج کے اس
نحیف بابو شب چندر ناٹھ غریب نے تیار کیا ہے
اور اس میں کتابیں اردو، فارسی اور ہندی و سنسکرت
وغیرہ اور اخبارات اطراف منطبع ہوں گے۔

"اور معلوم ہو کہ یہ وہی شب چندر ناٹھ ہے کہ
بیچ مقام میرٹھ کے مطبع جام جمشید بنایا ہوا ان ہی کا ہے

کہ وہ اب تک بارونق تمام جاری ہے اور اخبار وہاں کے دور دور جاتے ہیں اب اس شہر اکبر آباد میں بھی اسی نام جام جمشید پر دوسرا مطبع تیار کیا ہے سو یہاں یہ فضل الہی کتابیں نوادر چھپتی رہیں گی چنانچہ ان کے اشتہار بروقت آغاز طبع کتاب کے جاری کئے جائیں گے۔

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرج ہے کہ اس مطبع سے کوئی اخبار شائع نہیں ہوتا لیکن اسد الاخبار میں جام جمشید آگرہ کے اجراء کا اشتہار شائع ہوا تھا جس میں خبر دی گئی تھی کہ ”ماہ جنوری ۱۸۵۰ء سے اس مطبع (جام جمشید) میں ایک اخبار موسومہ جام جمشید آگرہ بابو شب چندر ناتھ کے اہتمام سے زبان اردو میں ہر ہفتے آٹھ صفحے شنبہ کے روز چھپا کرے گا“ غالباً یہ اخبار جاری نہیں ہو سکا۔

مذکورہ رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کی تفصیلات ملتی ہیں جو مطبع نے وزیر جنرل سکولس مسٹر ریڈ کی تحریک اور فرمائش پر طبع کی تھیں :

۱۔ نقشہ جات اصلاخ اردو اور ہندی دونوں میں ۲۵۰

۲۔ مہاجنی سار پنڈت سری لال ۵۰۰

۳۔ برن مالا ۵۰۰

۴۔ ہجے کی کتاب ۵۰۰

۵۔ پتر ملی کار ہندی خطوط نویسی ۲۰۰۰

حسب ذیل کتابیں خود مطبع نے چھاپی ہیں :

۱۔ باغ و بہار ۲۷۵

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں تشویشناک اندراج ملتا ہے کہ اس مطبع کی حالت متزلزل ہے۔ صرف دو کتابیں چھپی ہیں :

۱۔ رامائن مصوّر (ہندی) ۴۰۰

۲۔ جنتری ۱۸۵۲ (اردو) ۴۰۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ کے مطابق سنہ مذکور مطبع بند ہو گیا۔

۱۸۵۲ء مطبع مصوّر آگرہ

مطبع نورالابصار

منشی سدا سکھ لال نے ۲ اکتوبر ۱۸۵۲ء کو مسٹر ریڈ وزیر جنرل آف اسکولس کی سرپرستی میں مطبع نورالابصار کے نام سے ایک مطبع جاری کیا، مولف اختر شاہنشاہی کے قول کے مطابق مولوی تفضل حسین اس کے مہتمم اور فیض امڈ بیگ کتابت پر مامور تھے اس مطبع سے دو اخبارات، اردو میں نورالابصار اور ہندی میں اسی کا ترجمہ بھی پرکاش شائع ہوتا تھا پی، سی، اسمتھ اسٹنٹ سکریٹری حکومت شمالی و مغربی کی رپورٹ کے مطابق دونوں اخبارات منشی صاحب موصوف ہی کی ادارت میں جاری تھے مسٹر ریڈ کی سرپرستی اور التفات خاص کا نتیجہ تھا کہ دونوں اخبارات کی دو، دو سو کاپیاں حکومت سرکاری اسکولوں کے لئے خریدتی تھی چنانچہ یہی وجہ تھی کہ کوہ نور لاہور کے علاوہ کوئی اخبار کثرت

اشاعت میں ان کا حریف نہیں تھا۔

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ مختلف النوع حقائق کی نقاب کشائی کرتی ہے چنانچہ :

- ۱۔ ان اخباروں کی روز افزوں مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۸۵۲ء میں نورالابصار اور بدھی پرکاش کی اشاعت بالترتیب ۲۳ اور ۲۰۹ تھی جو زیر تبصرہ سال میں ۲۴۴ و ۲۱۴ ہو گئی ہے۔
- ۲۔ ان اخباروں میں تازہ خبروں کی عموماً بہتات ہوتی ہے مسٹر ریڈ کے مشورہ سے ایڈیٹر کچھ عرصے سے اپنے اخبار کے کالموں میں تاریخ، جغرافیہ، معدنیات اور تعلیم نسواں کے موضوع پر مضامین کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

- ۳۔ دونوں اخباروں کا طرز جامع ہونے کے ساتھ ساتھ لفاظی اور عبارت آرائی سے پاک ہوتا ہے وہ شوکت الفاظ بھی ان اخباروں میں نظر نہیں آتی جو اہل مشرق کے لئے فردوس گوش ہوتی ہے لہ ۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ سے منکشف ہوتا ہے کہ منشی سدا سکھ لال حکومت وقت کے منظور نظر اور پروردہ تھے چنانچہ سنہ مذکور میں مسٹر ریڈ کی فرمائش پر حسب ذیل کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں :

- ۱۔ صوبہ شمالی و مغربی کا نقشہ (ہندی) ۵۰۰

۲۔ صوبہ شمالی و مغربی کا نقشہ (اردو) ۵۰۰

۳۔ تاریخ ہند ۳۰۰

۴۔ گلدستہ اخلاق جلد اول ۳۰۰

۵۔ جلد دوم ۳۰۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کا اندراج ملتا ہے جو مسٹر ریڈ کی تحریک اور فرمائش پر طبع ہوئیں۔

۱۔ تاریخ ہند ۳۰۰

۲۔ گلدستہ اخلاق طالب علموں کے لئے معلم اخلاق ۳۰۰

۳۔ صوبہ شمالی و مغربی کا نقشہ ہندی ۵۰۰

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع نورالابصار سے

دو سہفتہ وار شائع ہوتے ہیں نورالابصار اردو میں اور

بھی پرکاش ہندی میں گورنمنٹ دونوں اخباروں کی

یکساں سرپرستی کرتی ہے چنانچہ دونوں اشاعت علی الترتیب

۳۷۹ اور ۳۱۱ ہے، فسادات کے دنوں میں اس مطبع

سے دو ضمیمے بھی (اردو و ہندی) میں شائع کئے جاتے

تھے جن کی سرکاری افسروں میں خاص طور سے کھپت

تھی ان کی اشاعت ۷۰۰ اور ۲۰۰ بالترتیب تھی اب

ان ضمیموں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اپریل ۱۸۵۸ء میں

دونوں کی اشاعت ۷۰۰ اور ۸۰۰ تھی سال رواں میں

مطبع نے حسب ذیل کتابیں طبع کی ہیں:

۱۔ تاریخ ہند مسلمانوں کے زمانے سے لے کر برطانوی
عہد تک کی تاریخ جو محکمہ تعلیم کے حکم سے
انگریزی سے اردو میں ترجمہ کی گئی ۵۰۰

۲۔ انتباہ المدرسین سرکاری مدارس کے
اساتذہ کا رہنما ۵۰۰

۳۔ تذکرہ المشائخ سداسکھ لال (مترجم) ۵۰۰

۴۔ قصہ سورج پور اردو ۲۰۰۰

۵۔ سورج پور کی کہانی ہندی ۱۰۰۰

۶۔ قصیدہ نستح دہلی راحت ۵۰۰

۷۔ حقیقت اظہار ۷۰۰

۱۸۵۳ء مطبع جان پاکس لیڈی^۱ مطبع ہذا کی ایک کتاب بنام ”گنج سوالات“ آزاد لائبریری

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں محفوظ ہے، ۱۸ ستمبر ۱۸۴۹ء

کے اسعد الاخبار میں ہے کہ پادری جے جے مور مترجم

قوانین گورنمنٹ گزٹ آگرہ کی ۱۰ ستمبر ۱۸۴۹ء کو وفات

ہو گئی انھوں نے کوئی وارث نہیں چھوڑا۔ ان کی جگہ

لیڈی صاحب کے سپرد ہوئی۔^۲

۱۸۵۳ء مطبع منعمیہ

مطبع احمدی

مالک مولوی سبحان احمد کاتب مولوی ہادی علی، محلہ

چار سو دروازہ اجرائے یکم جنوری ۱۸۵۳ء آزاد لائبریری

مسلم یونیورسٹی میں ۱۸۶۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مجاہد مولوی حسین بخش مہتمم پنڈت کیسری داس،

۱۸۵۴ء فوجداری پریس

پرنسپل منشی شیونرائن اجرائے ۱۳ مارچ ۱۸۵۳ء۔

اجرائے ۱۸۵۵ء کوہ نور مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۸۵۵ء میں
استہار اجراء درج ہے۔

مالک شیخ شمس الدین اجرائے ۱۸۵۵ء

محله جمیلی اینٹ مالک منشی شیونرائن آرام مہتمم گورنمنٹ
گزٹ آگرہ مہتمم لالہ مکند لال اجرائے ۲۳ دسمبر ۱۸۵۶ء
مرزا غالب کی دستبنو (فارسی) ۱۸۵۸ء اور دیوان اردو
۱۸۶۳ء میں اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوئے پندرہ روزہ
گلدستہ معیار الشعراء بھی اسی مطبع سے طبع ہو کر شائع ہوا
تھا ۱۸۵۷ء میں بغاوت ہند کے نام سے بھی ایک
ماہوار رسالہ اسی مطبع سے شائع ہوتا تھا۔

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع مفید
خلافت سے ایک اردو اخبار مفید خلافت اور اس کا ہندی
حصہ ستیہ پرکاش کے نام سے ہفتہ وار شائع ہوتے
ہیں پہلے یہ مطبع آگرہ کالج کے احاطہ میں تھا ۱۸۵۷ء
کے فسادات کی وجہ سے اس کا کام بند ہو گیا تھا اب
اس کو کالج کی حدود کے باہر دوسری عمارت میں منتقل
کیا گیا ہے مفید خلافت مقبول عام اخبار تھا اور ہفتہ وار
۷۰۸ کی تعداد میں اشاعت پاتا تھا سن مذکور میں
حسب ذیل کتابیں طبع کیں :

۱۔ دستبنو مرزا غالب ۵۰۰

۲۔ قاصدان شاہی بادشاہ سے متعلق

لطیفے اور قصے ۵۰۰

۱۸۵۵ء مطبع منبع العلوم

مطبع سلیمانی

۱۸۵۶ء مطبع مفید خلافت

۱۸۵۶ء مطبع مفید خلافت

- ۳۔ واسوخت ۱۰۰
 ۴۔ دیوان نگاریں ۱۰۰
 ۵۔ خالق باری ۵۰۰
 ۶۔ برق سوزاں ۲۰۰

۷۔ پترہ ہندی جنوری ۱۸۵۸ء ۲۰۰

مطبع حیدری

محکمہ کٹرہ حاجی حسن مرحوم مالک مرزا حسین علی اجرائے
 ۱۸۵۶ء ایک ہفتہ وار اخبار تفریح الناظرین طبع ہو کر
 شائع ہوتا تھا

۱۸۵۷ء مطبع صدر جیل خانہ
 ۱۸۵۷ء مطبع آفتاب عالم تاب

آزاد لائبریری میں سن مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔
 ۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ بغاوت کے
 دنوں میں اس کا کاروبار بند ہو گیا تھا اپریل ۱۸۵۸ء
 سے مطبع نے دوبارہ کام شروع کیا ہے مولف اختر شاہنشاہی
 نے اس کا سن اجراء جنوری ۱۸۵۸ء غلط درج کیا ہے یہ
 مطبع کشمیری بازار میں برسر کار تھا مالک و مہتمم و اڈیٹر
 گنیش لال، مکاتیب غالب بنام منشی ہرگوپال تفتہ،
 مرزا حاتم علی مہر اور منشی شیونرائن آرام میں مطبع و اخبار
 کا بار بار تذکرہ ملتا ہے اسی نام کا ایک اخبار بھی طبع ہو کر
 شائع ہوتا تھا جس کی اشاعت ۳۳۱ تھی اس کا ہندی
 حصہ سورج پرکاش کے نام سے شائع ہوتا تھا لیکن اس
 کی اشاعت صرف ۴۹ تھی ۱۸۵۸ء میں مطبع نے حسبِ دل
 کتابیں طبع کیں :

- ۱۔ جنتری پیمائش ۵۰۰
- ۲۔ تصریح القوائین فوجداری ۲۵۰
- ۳۔ نوبہار عشق عشقیہ قصہ ۲۰۰
- ۴۔ جنتری ۱۸۵۸ ۱۰۰
- ۵۔ طریقہ امتحان دفتری امتحانات کاربہا ۱۰۰۰
- ۶۔ جبر و مقابلہ ۵۰۰
- ۱۸۵۸ مطبع منفصلات مالک جے۔ اے، گیس۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۵۸ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
- مطبع نور الابصار آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۸۶۶ء تک مطبوعہ کتب محفوظ ہیں۔
- مطبع اسعد اللہ خاں سنہ مذکور حسب ذیل کتابیں طبع ہوئیں:
- ۱۔ خرد افروز ۱۰۰۰
- ۲۔ دھرم سنگھ کا قصہ ۱۰۰۰
- ۳۔ تشریح الحروف ۵۰۰
- ۴۔ حالات دیہی ۲۰۰
- ۵۔ صفوة المصادر ۳۰۰
- ۶۔ سرجری (جراحی) ۵۰
- ۷۔ کیمیا ۱۰۰
- ۸۔ (Dickson's plates) ۳۰۰
- ۹۔ مشقیں (Practice) ۵۰
- ۱۰۔ سر طفلان ۵۰۰

تایخ پیدائش ۵۰۰

- ۶۱۸۵۸ مطبع ایڈورڈ برے
آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی میں سنہ ہذا کی
مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
- ۶۱۸۶۰ مطبع فیض محمدی
مہتمم نصیر خاں، آزاد لائبریری میں مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۶۱۸۶۰ مطبع مدین فیض
مالک و مہتمم نصیر خاں، سنہ مذکور کی ایک مطبوعہ کتاب
آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔
- ۶۱۸۶۱ مطبع نور الانوار
مہتمم مرزا نثار علی بیگ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۳ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- گیان پریس
آزاد لائبریری میں ۱۸۶۲ء کی بھی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۶۱۸۶۲ مطبع دہلی گزٹ
مالک ولیم ڈیگو اجرائے جنوری ۱۸۶۲ء
- مطبع نور عہلم
محلہ ماہی حقان مالک منشی دھراجرائے یکم جنوری ۱۸۶۲ء
- ۶۱۸۶۲ مطبع سکندرہ ضلع آگرہ
مالک پادری سی۔ بی۔ ڈابلی اجرائے ۱۸۶۲ء
- ۶۱۸۶۵ مطبع آفتاب قدرت
مالک سید حسین علی
- ۶۱۸۶۸ مطبع رفاہ عام
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب موجود ہے۔
- مطبع اردو اخبار
مالک و مہتمم منشی بال گوہر، محلہ پیل منڈی آگرہ،
ذخیرہ بال گوہر اسی مطبع سے شائع ہوتا تھا۔
- ۶۱۸۶۶ مطبع احمدی
مالک احمد علی، محلہ پانی چوکے متصل ڈھولیا گنج، مولف
اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۱۸۶۹ء بیان کیا
ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۸۶۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۶۱۸۶۹ مطبع مفید عام
مالک احمد خاں صوفی مہتمم وزیر خاں پرنٹر قادر علی خاں،
سنہ مذکور میں مطبع ہذا سے اخبار مفید عام کا بھی اجراء
ہوا تھا جو عرصے تک جاری رہ کر بند ہو گیا۔ مطبع اپنی
نفاست اور صحت طباعت کے لئے بے حد مشہور تھا۔

نواب صدیق حسن مرحوم والی بھوپال کی اکثر تصانیف
اسی مطبع میں چھپی تھیں ۱۸۵۷ء کی شورش کے بعد آگرہ
میں اس سے بہتر طباعت کا کام کرنے والا کوئی دوسرا
مطبع نہیں تھا یہ مطبع صرف آگرہ ہی کے مطابع پر فوقیت
نہیں رکھتا تھا بلکہ ہندوستان کے ممتاز مطابع میں
شمار کیا جاتا تھا۔

۱۸۵۹ء میں سرسید احمد خاں کی اسباب بغاوت ہند
اسی مطبع میں چھپی تھی۔ آزاد لاہوری میں ۱۸۹۵ء تک
مطبوعہ کتب محفوظ ہیں۔

محلہ نبی بستی مہتمم خواجہ تجمل حسین اجرائے ۱۸۶۹ء

مالک امر او علی ولد سید اعظم علی اجرائے ۱۸۷۰ء

مالک مچھو خاں، مہتمم وزیر خاں، محلہ کبہ ٹولہ اجرائے

یکم جنوری ۱۸۷۱ء آزاد لاہوری میں ۱۸۹۵ء تک

مطبوعہ کتب محفوظ ہیں۔

آزاد لاہوری میں ۱۸۷۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے

بعض کتب میں مطبع سستی پر کاش بھی ملتا ہے۔

محلہ کوچہ سادھورام مالک جگن خاں اجرائے ۱۸۷۲ء

آزاد لاہوری میں مطبع ہذا کی ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ کتاب

محفوظ ہے۔

سنہ مذکور کی کتاب آزاد لاہوری میں محفوظ ہے۔

کاتب مجید حسین جلال اجرائے ۱۸۷۵ء آزاد لاہوری

میں ۱۸۸۲ء کی بھی کتاب محفوظ ہے۔

بلوچ پورہ مالک شیخ خدابخش اجرائے یکم فروری ۱۸۷۶ء

مطبع آگرہ ایجوکیشنل

۱۸۷۰ء مطبع آفتاب عالم تاب

۱۸۷۱ء مطبع الہی

مطبع ست پرکاش

۱۸۷۲ء مطبع مرتضائی

۱۸۷۵ء مطبع وزیری

مطبع ممتازیہ

۱۸۷۶ء مطبع ابو العلاء

مطبع ہذا ۱۸۹۳ء میں برسر کار تھا۔

محلہ کٹرہ خاں خانان، مالک فقیر محمد خاں انور، کاتب
محمد مبین ابن مولوی ہادی علی اشک، خوش نویس
ہفت قلم اجرائے ۱۸۷۷ء آزاد لاہری میں ۱۸۸۶ء
کی ایک کتاب موجود ہے۔

آزاد لاہری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ۱۸۹۲ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک منشی مولانا بخش، محلہ ستیلا گلی اجرائے کیم جنوری ۱۸۷۸ء
مالک بابو جودھو ستر چندر داس مہتمم منشی سوہن لال
اجرائے ۱۸۷۸ء ہفتہ وار اخبار نسیم آگرہ اسی مطبع
میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مالک و مہتمم سید محمد علی، محلہ کٹرہ حاجی حسن مرحوم اجرائے
دسمبر ۱۸۷۸ء آزاد لاہری میں ۱۸۹۹ء تک مختلف
مطبوعہ کتب محفوظ ہیں، سرگزشت آگرہ کالج ۱۸۸۶ء
میں اسی مطبع سے طبع کر کے شائع کی گئی تھی۔

مالک حاجی سید الطاف علی اجرائے جولائی ۱۸۷۹ء
آزاد لاہری میں ۱۸۸۲ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

محلہ ملا ٹولہ مالک شیخ رمضان علی پریس بین شرف الدین
اجرائے ۱۸۷۹ء

محلہ نے بستی مہتمم شیخ مدار بخش مختار کاتب شیخ ولی محمد
اجرائے جولائی ۱۸۸۰ء

اجرائے ۱۸۸۰ء آزاد لاہری میں ۱۸۹۵ء سے ۱۹۳۱ء
تک مطبع ہذا کی کتابیں محفوظ ہیں۔

۱۸۷۷ء مطبع انوری

۱۸۷۷ء مطبع عزیز

۱۸۷۸ء مطبع آگرہ

مطبع اندوپرکاش

مطبع اعجاز محمدی

۱۸۷۹ء مطبع میڈیکل

مطبع اسرار محمدی

۱۸۸۰ء مطبع سکندری

۱۸۸۰ء مطبع آگرہ اخبار

محلہ گوکل پورہ مالک بلدیو پرساد اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۱ء
محلہ بلوچ پورہ مالک امیر الدین مہتمم منشی علی جان ،
اجرائے جنوری ۱۸۸۲ء

۱۸۸۱ء مطبع بلدیو پرکاش
۱۸۸۲ء مطبع امیر المطالع

محلہ نامی منڈی مالک سیکھ راج اجرائے ۱۸۸۳ء
آزاد لاہری میں ۱۸۸۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
محلہ حاجی حسن مرحوم مجاریہ انجمن انیس ہند مہتمم مرزا
عاشق حسین پرنٹریاقت حسین اجرائے یکم ستمبر ۱۸۸۳ء
محلہ منڈی سعید خاں مکان نمبر ۲۳۸ مجاریہ انجمن
حامی اسلام مہتمم منشی کرامت علی صاحب کمال سکریٹری
انجمن پرنٹر عبداللہ خاں کاتب مجید حسن اجرائے

۱۸۸۳ء مطبع اورنا ٹیل چوب

مطبع انیس ہند

۱۸۸۴ء مطبع محمدی

۱۵ جنوری ۱۸۸۴ء

محلہ صابون کڑہ مالک سید اولاد علی مدرس آگرہ کالج
اجرائے جنوری ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ء مطبع ممتازیہ

مالک مشرف حسین مہتمم منظر حسین خاں کاتب سید زیرک
حسین اجرائے جون ۱۸۸۵ء آزاد لاہری میں ۱۸۸۷ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۵ء مطبع بہار ہند

۱۸۸۶ء مطبع صادق المطالع

کاتب مجید حسین جلال اجرائے جنوری ۱۸۸۶ء

مطبع گلشن علم

اجرائے اگست ۱۸۸۷ء آزاد لاہری میں ۱۸۸۸ء

۱۸۸۷ء مطبع منظر طلسم

کی کسی کتب محفوظ ہیں۔

سیٹھی میٹیکل محلہ چھتہ راجہ کاشی مالک وارث علی۔

مطبع رحمانی

اجرائے جولائی ۱۸۸۷ء

محلہ حکیموں کا، مالک امیر خاں اجرائے جنوری ۱۸۸۸ء

۱۸۸۸ء مطبع منوری

ترجمہ قرآن شاہ عبدالقادر دہلوی مطبع ہذا میں چھپا اور
۱۸۹۶ء تک مطبع ہذا کی مطبوعہ کتب آزاد لائبریری میں
موجود ہیں۔

سنہ مذکور کی ایک کتاب آزاد لائبریری میں موجود ہے۔
مہتمم مولوی وارث علی، اخبار اسلام اسی مطبع سے
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

سنہ مذکور کی آزاد لائبریری میں کتاب محفوظ ہے۔
مولانا آزاد لائبریری میں سن ہذا کی کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۲ء مطبع ستارہ ہند

مطبع گلشن ہند
۱۸۹۳ء مطبع اسلام

۱۸۹۷ء مطبع آفتاب ہند
۱۸۹۹ء مطبع ریاض ہند

مطابع المورثہ

۱۸۷۲ء مطبع ڈبٹنگ کلب
مہتمم پنڈت یلاند جوشی اجرائے ۱۸۷۲ء

مطابع الہور

۱۸۸۸ء مطبع یوسفی
آزاد لائبریری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطابع الہ آباد

۱۸۳۶ء مطبع گرین وے کپنی
یہ مطبع الہ آباد کا اولین مطبع ہے لیکن پہلے ہی سال
مذہب آتش ہو کر ختم ہو گیا تھا۔

۱۸۳۹ء چرچ مشن پریس
یہ مطبع امریکہ کے پریس بائٹرن

مشنریوں نے قائم کیا تھا مطبع سے متعلق ایک کارخانہ بھی
قائم کیا گیا تھا جس میں انگریزی ٹائپ کے علاوہ
گرمکھی، دیوناگری، اور اردو رسم خط کے ٹائپ بھی
تیار ہوتے تھے ۱۸۵۷ء کی شورش میں مجاہدین کی

آتش انتقام نے جلا کر خاکستر کر دیا تھا لیکن بعد میں
از سر نو جاری کیا گیا اور سی پادریوں کے سپرد کر دیا گیا۔
مالک منشی سدا سکھ لال، مہتمم مولوی تفضل حسین، کاتب
فیض اللہ محلہ خلد آباد اسی نام کا ایک پندرہ روزہ اخبار
بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا یکم جنوری ۱۸۵۲ء کو جاری کیا
گیا، ۱۸۵۴ء کی قیامت صغریٰ کا حال معلوم نہیں لیکن
آزاد لاہوری میں ۱۸۶۱ء کی مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔

۱۸۵۲ء مطبع نورالابصار

مہتمم چارلس ایل برٹ ڈاڈ کپتان سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ
پریس آزاد لاہوری میں ۱۸۶۱ء سے ۱۸۸۳ء تک کی
مطبوعہ کتب دستیاب ہیں مولفہ اختر شاہنشاہی نے
گورنمنٹ گزٹ شمالی و مغربی کے ذیل میں لکھا ہے
”یہ گزٹ ۱۳ مارچ ۱۸۵۶ء کو ۸ ورق اوسطیوم پنجشنبہ
مطبع فوجداری احاطہ کچہری فوج داری شہر آگرہ سے
مولوی حسن بخش میر منشی محکمہ سشن ج مین پوری نے
اہتمام پنڈت کیسری داس جاری کیا اور پرنٹر اس کے
منشی شیونرائن مالک اخبار مفید خلائق سروپ کارک
آگرہ کے ہیں بعد اس کے ۱۹ نومبر ۱۸۵۹ء کو الہ آباد
اٹھ گیا اور باہتمام چارلس ایل برٹ ڈاڈ کپتان سپرنٹنڈنٹ
گورنمنٹ پریس آلہ مغربی و شمالی سے شائع ہونے لگا
از مطبع گورنمنٹ پریس اجرائے ۱۸۵۶ء ج

۱۸۵۶ء مطبع گورنمنٹ

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں لکھا ہے کہ ۱۸۵۸ء کے

۱۸۵۴ء مطبع سنٹرل جیل

اوائل میں ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ سی قمر الدین نے حکومت کی سرپرستی میں امین الاخبار کے نام سے ایک اردو اخبار کا اجرا کیا ہے، یہ اخبار پہلے سنٹرل جیل پریس میں چھپتا تھا جس کو حال ہی میں دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ اب اس اخبار کو شہر منتقل کر دیا گیا ہے اور پابندی سے نکل رہا ہے۔

اجرائے جنوری ۱۸۹۰ء

گورنمنٹ گزٹیر کے مطابق اجرائے جنوری ۱۸۹۵ء
آزاد لائبریری میں سنہ ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
آزاد لائبریری میں مطبوعہ ہذا کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مہتمم حافظ سید محمد اسماعیل ساکن کٹرا، کاتب فصیح اللہ

اجرائے مارچ ۱۸۹۵ء

محلہ پان دریبہ مالک منشی سراج الدین احمد خاں محمد آبادی
اسی مطبع سے ہفتہ وار قیصر الاخبار رجسٹرڈ نمبر ۳،
۶ ورق اوسط پر کیشنبہ کو شائع ہوتا تھا اور اس کے
علاوہ روزانہ قیصر الاخبار یکم نومبر ۱۸۹۴ء سے مزید
جاری کیا گیا جو کیشنبہ کے علاوہ روزانہ چھوٹے دو درقوں
پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جنوری ۱۸۹۴ء
محلہ پان دریبہ مہتمم عبداللطیف کاتب فصیح اللہ اجرائے ۱۸۹۴ء

۱۸۹۰ء مطبع سنٹرل

۱۸۹۵ء مطبع پانیر

مطبع نیٹیو کرشچین آرفن

۱۸۹۴ء مطبع مصدر البرکات

۱۸۹۵ء مطبع گل زار

۱۸۹۵ء مطبع اسماعیلیہ

۱۸۹۴ء مطبع قیصر الاخبار

مطبع قیصری

محلہ جاسین گنج مالک شیخ کبیر حق پھلی شہری اجرائے
یکم جنوری ۱۸۴۸ء

مطبع جلالی ۱۸۴۸ء

مطبع نظائر قانون
محلہ شاہ گنج، اس مطبع سے ایک ماہوار رسالہ بنام
نظائر قانون ہند طبع ہو کر شائع ہوتا تھا جو دراصل
انڈین لارپورٹر کا مکمل ترجمہ ہوتا تھا اور گورنمنٹ کی
منظوری و معاونت سے شائع ہوتا تھا اوائل میں اس
کا اہتمام لالہ شمسودیاں کے سپرد تھا مگر ۱۸۸۵ء میں
اس کے مہتمم پرتاپ زائن بی۔ ایے تھے۔ موخر الذکر سن
تک مطبع ہذا کی کتابیں آزاد لائبریری میں ملتی ہیں اجرائے
جنوری ۱۸۴۸ء۔

۱۸۴۹ء مطبع کمرشیل
۱۸۸۱ء مطبع انڈین ہیرلڈ
مالک مسٹر جے بلان چٹ اجرائے ۱۸۴۹ء
گورنمنٹ گزٹیئر کے اندراج مطابق ۱۸۸۱ء میں مطبع ہذا
بند ہو گیا۔

مطبع دھرم پرکاش
مطبع نیئر ہند
محلہ بادشاہی منڈی مکان رائے کشوری لال مہتمم نشی
گوبند پرشاد اجرائے ۱۸۸۱ء
محلہ شاہ گنج مسجد سوداگر مالک عبداللطیف کاتب
راحت حسین، اس مطبع سے اخبار نیئر ہند ہفتہ وار
چھ ورق پر ہر یکشنبہ کو چھپ کر شائع ہوتا تھا،
اجرائے جنوری ۱۸۸۱ء

مطبع تنویر ہند
۱۸۸۲ء مطبع عروج محمدی
اجرائے جنوری ۱۸۸۱ء
محلہ جاسین گنج، مالک ارشاد حسین خاں مہتمم راحت

حسین خاں، مطبع ہذا سے اسی نام کا ایک اخبار مہفتہ وار

ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے ستمبر ۱۸۸۲ء

مالک ہر پرشاد، مہتمم فصیح اللہ اجرائے جنوری ۱۸۸۳ء

محلہ نخاس کہنہ متصل منڈی خلیفہ مالک شیخ پیر محمد

کاتب سید فرزند علی لکھنوی اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۴ء

محلہ یاقوت گنج متصل کالونی اسپتال مالک سوہن ولد

منشی سدا سکھ لال اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۵ء

مالک حافظ سید محمد اسماعیل اجرائے جنوری ۱۸۸۵ء

محلہ نور علی گنج متصل مکان شاہ محمد احسن مالک منشی فصیح اللہ

اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۶ء

متصل کو توالی، مہتمم حافظ عبداللہ سوداگر، ۱۵ نومبر ۱۸۸۷ء

کے اخبار آزاد لکھنؤ میں مطبع ہذا کا تذکرہ محفوظ ہے اور آزاد

لائبریری میں ۱۸۹۱ء تک مطبوعات ملتی ہیں۔ اجرائے

دسمبر ۱۸۸۶ء

اجرائے جولائی ۱۸۸۷ء

اجرائے ۱۸۸۷ء

آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مطبع ہذا کی مختلف سینین کی مطبوعات ۱۹۰۷ء تک آزاد

لائبریری میں ملتی ہیں۔

اسی سن کی ایک مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں

دستیاب ہے۔

آزاد لائبریری میں اس مطبع کی مطبوعات بھی محفوظ ہیں۔

۱۸۸۳ء مطبع ست پرکاش

۱۸۸۴ء مطبع خیر المطالع

۱۸۸۵ء مطبع وکٹوریہ

۱۸۸۵ء مطبع محمد نیشنل

۱۸۸۶ء مطبع وقائع قیسری

مطبع نامور

۱۸۸۷ء مطبع ہندو

مطبع خورشید ہند

۱۸۸۹ء مطبع نجم الثاقب

۱۸۹۰ء مطبع ناصری

۱۸۹۳ء مطبع انوار احمدی

۱۸۹۵ء مطبع اڈین

مطبع مفید الانام

آزاد لائبریری میں سن مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لائبریری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۸ء مطبع قیصر ہند

۱۹۰۰ء مطبع عظمت المطابع

مطابع امرتسر:

۱۸۵۱ء مطبع باغ نور

۱۸۵۱ء میں امرتسر میں ایک مطبع بنام باغ نور کا اجراء ہوا اور اس مطبع سے اسی نام کا ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری ہوا چنانچہ اخبار کوہ نور لاہور مطبوعہ ۲۴ جون اور ۸ جولائی ۱۸۵۱ء کے شماروں میں "خبر مطبع جدید" کے عنوان سے لکھا ہے کہ "خطہ پنجاب میں خوب نور برس رہا ہے عیسیٰ کوہ نور سے لے کر دریائے نور، راض نور، باغ نور اور نور علی نور پانچ نور تو نازل ہو چکے ہیں اس کے آگے اب خدا کا نور ہے" لیکن اخبار باغ نور زیادہ عرصہ تک جاری نہ رہ سکا اور ۱۸۵۲ء میں بند ہو گیا چنانچہ اخبار کوہ نور لاہور مورخہ ۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء اور گارساں دتاسی (خطبہ ۱۸۵۵ء) سے اس کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے لیکن مطبع باغ نور پر کیا گزری پردہ خفا میں ہے۔

۱۸۵۲ء مطبع گلزار پنجاب

۱۱ اپریل ۱۸۵۲ء کے اخبار کوہ نور میں "خبر تقرر مطابع جدید" کے عنوان سے لکھا ہے کہ "خبر ہے کہ ایک مطبع جدید بنام گلزار پنجاب سری امرتسر جی میں باہتمام رکھے سنگھ نامی کسی بزرگ نے جاری کیا ہے۔"

۶۱۸۴۴ مطبع ہند پرکاش

مہتمم پڈت سنتو کھ سنگھ، مطبع ہذا سے ہفتہ وار اخبار ہندو پرکاش ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع ہوتا تھا۔ مطبع و اخبار دونوں دھرم سبھا کی ملکیت تھے۔

۶۱۸۴۴ مطبع وکیل ہند

مالک پادری رجب علی شاہ، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار وکیل ہند رجسٹرڈ نمبر ۲ آٹھ ورق اوسط پر ہر چہار شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جنوری

۶۱۸۴۴

مہتمم بھگوان داس

۶۱۸۴۵ مطبع آریہ

مالک پادری رجب علی شاہ، مطبع سفیر ہند ۶۱۸۴۴ میں یقیناً موجود تھا کیونکہ سن مذکور کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں محفوظ ہے البتہ اسی نام کا ہفتہ وار اخبار آٹھ اوسط پر یکم جنوری ۱۸۴۸ء کو جاری کیا گیا۔

۶۱۸۴۴ مطبع سفیر ہند

مالک محمد حسین، مہتمم نور احمد، کاتب الہی بخش، آزاد لائبریری میں 'سرمد چشم آریہ' مولفہ غلام احمد قادیانی مطبوعہ ۱۸۸۵ء محفوظ ہے گورنمنٹ گزٹ میں سنہ اجراء ۱۸۸۰ء درج کیا گیا ہے۔

۶۱۸۴۸ مطبع ریاض ہند

محله ہال دروازہ مہتمم ڈاکٹر صاحب دتامل اجرائے یکم جنوری ۱۸۴۸ء

۶۱۸۴۸ مطبع میڈیکل

مجاہد چودھری امام بخش مہتمم چودھری شاہ ولایت اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۳ء آزاد لائبریری میں ۱۸۹۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۶۱۸۸۳ مطبع چشمہ نور

ٹاؤن ہال مالک گنڈا مل مہتمم لالہ دیوی لال اجرائے

۶۱۸۸۴ مطبع زرخن پرکاش

مارچ ۱۸۸۷ء

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
سنہ مذکور کے علاوہ آزاد لائبریری میں ۱۸۹۶ء کی
مطبوعات بھی محفوظ ہیں۔

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۰ء مطبع مصطفائی

۱۸۹۳ء مطبع اختر ہند

مطبع راست گفتار

مطبع روز بازار

۱۸۹۶ء مطبع دبیر ہند

مطبع وزیر ہند

۱۸۹۹ء مطبع شمس الاسلام

مطابع امروہہ :

مہتمم سید محمد ابوحسن، آزاد لائبریری میں ۱۲۹۸ھ کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

سن مذکور کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں موجود ہے۔

۱۸۸۱ء مطبع عمدۃ الاخبار

۱۸۹۴ء سید المطابع

مطابع اناؤ :

موہان، ضلع اناؤ مالک سید رفیع رضوی اثناعشری، مہتمم
سید لیاقت علی اثناعشری، پریس مین عاشق حسین،
اجرائے جون ۱۸۸۵ء

مالک سید یعقوب علی، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار
۴ ورق فرد پر یکم جنوری ۱۸۸۷ء کو جاری کیا گیا۔

۱۸۸۵ء مطبع شمس المشرقیں

۱۸۸۷ء مطبع قیصری یا قیصر

مطابع انبالہ :

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۸۷ء مطبع ہری پرکاش

اس مطبع کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

مطابعِ اندور :

۱۸۴۸ء مطبع مہاراجہ ہلکر

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں اے تھارن ٹن اسٹنٹ سکریٹری حکومت شمالی و مغربی کا بیان ہے کہ مطبع ۱۸۴۸ء کے اوائل میں وجود میں آیا، قران السعدین دہلی میں مہاراجا ہلکر کا حسبِ دل اشتہار ملتا ہے :

”جناب سہلٹن صاحب بہادر دام اقبالہ کو شیوع علم کی طرف از حد توجہ ہے ان کی استعانت سے ایک چھاپخانہ پتھر کا اندور میں مقرر ہوا ہے اور کتابیں شاستری چھپنی شروع ہو گئی ہیں فی الحقیقت اس نواح میں اس شے کے مقرر ہونے سے نفع کثیر ہے کتابیں چھپ کر سب خاص و عام کو بہت سستی مل سکیں گی۔“

اصلاً سہلٹن رزیڈنٹ مالوہ کی فکر و تدبیر سے نومبر ۱۸۴۲ء میں مدرسہ اندور وجود میں آیا اور ریاست میں علوم عصریہ کی اشاعت اور فروغ کے لئے ایک مطبع بھی قائم ہوا جس کا ہلکر کے اشتہار میں تذکرہ ہے اجرائے مطبع کے بعد ایک تجربہ کار اور لائق نگراں کی ضرورت محسوس ہوئی تو قران السعدین دہلی کے نامور اڈیٹر نیڈٹ دھرم نرائن بھاسکر کا مہتمم مطبع اڈیٹر اخبار اور مدرس ثانی کی حیثیت سے تقرر کیا گیا چنانچہ ۲۷ نومبر ۱۸۴۸ء کے قران السعدین

میں ہے "مہتمم اخبار ہذا خدمت یراق جمیع صاحبان والاہمیت
 اور دوستان شفیق کے، جن کی عنایت و نوازش بچ تر و تاج
 اس پرچہ اخبار کے بدل مبذول تھی بہ صد اظہار نیاز مندی
 عرض کرتا ہے کہ اس ذرہ بے مقدار کو جناب مہلٹن صاحب
 بہادر دام اقبالہ رزیدنٹ مالوہ نے محض اپنی والاہمیت
 اور بزرگی کو کارفرما کر کے اوپر استہام مطبع اور مدرس
 ثانی مدرسہ اندور کے مامور فرمایا ہے بجز دھرم نرائن کا
 تقرر غالباً یکم جنوری ۱۸۴۹ء سے عمل میں آیا تھا کیونکہ
 ۴ دسمبر ۱۸۴۸ء تک موصوف قران السعدین کے اڈیٹر
 تھے اور اس تاریخ کے اخبار میں انہوں نے لکھا تھا
 کہ "بہ سبب عن قریب روانگی اندور کے اس خدمت سے
 دست بردار ہوا"

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کا
 اندراج ملتا ہے۔

- ۱۔ ونک ٹیس ستور و شنو کی توصیف میں مراٹھی نظم ۵۰۰
- ۲۔ بالوپ دیش کتھا مراٹھی اخلاقی نظم ۱۰۰
- ۳۔ بکر رامائن کا منتخب مراٹھی ترجمہ ۱۰۰
- ۴۔ انک لیپ مراٹھی زبان مگر دیوناگری رسم خط
- ۲۵۰ علم حساب
- ۵۔ شیولیل امرت مراٹھی میں شیوجی کے احوال ۲۴۰
- ۶۔ وشنو سہسرام وشنو کے ہزار نام برائے پوجا ۲۵۰

- ۷۔ پن چانگ جہتری سمبت ۱۹۰۶ء ۱۰۰
- ۸۔ " " " ۱۹۰۷ء ۱۰۰
- ۹۔ پنج رتن مہا بھارت اور ویدوں کا انتخاب ۲۰۰
- ۱۰۔ مہمن ستور سنسکرت میں پوجا کی کتاب ۵۰۰
- ۱۱۔ بیتال چسپی ۲۴۰
- ۱۲۔ سنگھاسن بتیسی ۲۴۱
- ۱۳۔ سدرک سنسکرت میں نجوم کی کتاب ۳۰۰
- ۱۴۔ دسینتی سو مہر مراٹھی میں رانی دسینتی کا قصہ
- ۱۵۔ پنج لکھیوں مراٹھی میں راج نیت کا ترجمہ ۲۰۰
- ۱۶۔ شوک بھتری مراٹھی کی توتا کہانی ۲۵۰
- ۱۷۔ رسالہ علم نحو مولوی امام بخش صہبائی کی قاری تولا ۲۰۰
- ۱۸۔ گوپی گیت مراٹھی سنسکرت سے گوانوں کے گیتوں کا ترجمہ ۲۰۰
- ۱۹۔ شلی دہناچی بکھار مراٹھی راجہ شلی دہن کی تاریخ ۳۰۰
- ۲۰۔ جغرافیہ ہندوستان مراٹھی ۱۰۰
- ۲۱۔ انگ رنگ ۱۵۰
- ۲۲۔ سرنگر عورتوں کے خصائل ۲۰۰
- ۲۳۔ قاعدہ فارسی ۲۰۰
- ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں جے ڈیلوشے زرعاضی سکریٹری حکومت شمالی و مغربی نے حسب ذیل کتابوں کا اندراج کیا ہے:

- ۱۔ پتہ ہندی جستری ۶۰۰
- ۲۔ تذکرہ شال دہن مراٹھی بکراجیت کے جانشین کی تاریخ ۱۰۰
- ۳۔ تذکرہ خاندان سندھیا اردو مرتبہ دھرم نرائن ۲۰۰
- ۴۔ " " " ہندی " " ۲۰۰
- ۵۔ گن پاچی ۳۰۰
- ۶۔ کاش ۱۰۰
- ۷۔ میتی دودے ہندی قدیم برطانیہ کے حالات ۲۰۰
- ۸۔ مشنوی سوختہ جگر منشی بال مکند سکندر آبادی کی اردو مشنوی ۲۰۰
- ۹۔ رگھوونش سنسکرت، راجہ راگھو کے جانشینوں کے منظوم حالات ۲۰۰
- ۱۰۔ سمجھا بلاس ہندی شاعری کا انتخاب ۲۰۰
- ۱۱۔ تاریخ راون " ۲۰۰
- ۱۲۔ رسالہ حساب ۱۰۰
- ۱۳۔ کمار سنسکرت نظم مع حواشی ۳۰۰
- ۱۴۔ مالکھ سنسکرت نظم مع حواشی ۳۳۰
- ۱۵۔ کرت " " " ۲۰۰
- ۱۶۔ گرنت بدیا ۶۰۰
- ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں جے۔ ڈبلیو۔ شے رسسٹنٹ سکریٹری حکومت شمالی و مغربی نے حسب ذیل کتب کی

تفصیلات درج کی ہیں:

- ۱۔ پترہ جہتری ۱۹۰۸ بکری ۱۲۰۰
 - ۲۔ دی دُرنیتی مراٹھی مہا بھارت کی کہانی ۲۰۰
 - ۳۔ مارگ کنیا ۲۰۰
 - ۴۔ گیان پرکاش ۱۵۰
 - ۵۔ دشونین چر سنکرت پوجا کی کتاب ۴۰۰
 - ۶۔ برزندست سوہی ۳۰۰
 - ۷۔ مناچی اشلوک ۲۰۰
 - ۸۔ بھگول درپن ہندی جغرافیہ ۲۰۰
 - ۹۔ راج نیت ۳۰۰
 - ۱۰۔ قواعد مراٹھی ۲۰۰
 - ۱۱۔ بکھار شیواجی مراٹھی حالات شیواجی ۱۰۰
 - ۱۲۔ سبھا بلاس انتخاب ہندی شاعری ۳۰۰
 - ۱۳۔ بیتال کچپی ۲۰۰
 - ۱۴۔ ذکر راجہ مند مراٹھی ۱۰۰
- ۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں پی سی اے سٹھ اسٹنٹ
سکرٹری حکومت شمالی و مغربی نے حسب ذیل کتب کی
طباعت کا اندراج کیا ہے :
- ۱۔ چندریکا جوتش ۲۵۰
 - ۲۔ سفرنامہ مہاراجہ ہلکر ۵۰۰
 - ۳۔ حساب مراٹھی ۵۰۰

۴۔ سنگھاسن بیتی دوسرا ایڈیشن ۲۰۰

۵۔ بتیال بچپی ۲۰۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع جس کا انتظام اندور اسکول سے متعلق ہے دھرم نرائن کی زیر نگرانی کام کر رہا ہے سنہ مذکور میں حسب ذیل کتابیں طبع ہوئیں

۱۔ امرکوش سنسکرت لغت، جدید ایڈیشن ۲۵۰

۲۔ توتا کہانی ۳۰۰

۳۔ سنگھاسن بیتی مراٹھی ۲۰۰

۴۔ چارترن مذہب ۱۵۰

۵۔ روپاولی سنسکرت قواعد ۲۰۰

۶۔ پتی ۲۰۰

۷۔ متی من شیو پوجا ۲۰۰

۸۔ وشنو سہسرام ۱۵۰

۹۔ ساس چکر سنسکرت قواعد ۲۰۰

۱۰۔ منوانجن اتھاس ۲۰۰

۱۱۔ نل راجہ تاریخی قصہ ۲۰۰

۱۲۔ سبھا بلاس انتخاب ہندی شاعری ۳۰۰

مذکورہ حقائق کی روشنی میں مولف اختر شاہنشاہی کا یہ دعویٰ کہ یہ مطبع ۱۸۴۹ء میں جاری ہوا تھا صحیح نہیں ہے۔

۱۸۸۵ء مطبع سرکاری

مولف اختر شاہنشاہی نے سن مذکور میں اس مطبع کا ذکر کیا ہے، باوجود تحقیق بسیار اس کا اندازہ نہیں ہو سکا، آیا یہ وہی مطبع ہے جو ۱۸۴۸ء میں قائم کیا گیا تھا یا کوئی دوسرا مطبع تھا۔

مطابع اودے پور :

۱۸۸۹ء مطبع دارالریاست اودے پور مہتمم مولوی عبید اللہ فرنی، "تایخ تحفہ راجستھان" مملوکہ آزاد لاہری، ٹائپ کی طباعت کا نادر نمونہ ہے۔

مطابع اوزنگ آباد :

۱۸۸۸ء مطبع بھیکا جی زائن تایخ الخلفاء، مترجم مسیح الدین، آزاد لاہری میں محفوظ ہے۔

مطابع ایٹہ :

۱۸۸۳ء مطبع مصدر الطائف مالک بابو مرلی دھراجرائے ستمبر ۱۸۸۳ء
۱۸۹۶ء مطبع ۱۸۹۶ء کے گورنمنٹ گزٹ میں ایٹہ کے چار مطابع کا تذکرہ ملتا ہے :

مطبع

مطبع

مطبع

مطابع آنولہ (بائس برلی) :

۱۸۸۱ء مطبع صبیح صادق مالک منشی فضل حسین مہتمم آغا جان اجرائے ۱۸۸۱ء
۱۸۸۲ء مطبع صبیح بدایوں مالک حکیم وارث علی خاں مہتمم سید احمد شاہ اجرائے یکم اگست

مطبع نور بدایوں

مالک حکیم وارث علی خاں مہتمم سید احمد شاہ، مطبع ہذا سے
ایک ہفتہ وار اخبار نور بدایوں چھ ورق اوسط پر۔ ہر
پنج شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۲ء

مطابع بابو گنج (بنگال):

۱۸۷۶ء بابو گنج پریس

گورنمنٹ گزٹیر جلد سوم مرتبہ ڈبلو، ڈبلو ہنٹر میں سنہ مذکور
میں مطبع ہذا کا اندراج ملتا ہے۔

مطابع بارہ بنکی:

۱۸۸۲ء مطبع ہیسٹنگز

مالک احسان علی فصیح، اجرائے یکم دسمبر ۱۸۸۲ء

مطابع باسودہ:

۱۸۸۷ء مطبع المطابع

مہتمم مولوی مشتاق احمد مدرس مدر قیصریہ، اجرائے
۵ ستمبر ۱۸۸۷ء

مطابع بجنور:

۱۸۶۸ء مطبع زین المطابع

مالک سید زین العابدین مہتمم محمد حسین، مطبع ہذا سے
ایک ہفتہ وار اخبار نیر اکبر ۶ ورق اوسط پر ہر پنج شنبہ
کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ گارساں دتاسی نے ۱۸۶۹ء
کے خطبے میں اس کا ذکر کیا ہے اجرائے یکم جنوری ۱۸۶۸ء۔

۱۸۷۹ء مطبع کریم المطابع

مالک حافظ کریم اللہ مہتمم محب اللہ اجرائے مارچ ۱۸۷۹ء

اسی مطبع سے مہر نیم روز ہفتہ وار اخبار طبع ہو کر ہر شنبہ
کو شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۷ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

مطبع مہر نیم روڈ

کتب مملوکہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ
سن ہذا کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری کی زینت ہے۔
مطبع ہذا کی مطبوعات آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۸۹۶ء مطبع اخلیل
۱۸۹۸ء مطبع بہار ہند
۱۸۹۹ء مطبع مشرق المطابع

مطابع بدایوں :

مالک حبیب اللہ، ۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے
کہ یہاں (بدایوں) بھی ایک ویسی اخبار "حبیب الاخبار"
باغیوں کا پر جوش حامی تھا امن و امان قائم ہونے کے
بعد اڈیٹر کو سزا اور مطبع کی ضبطی کے ساتھ اس اخبار
کا برا بھلا جو اثر و رسوخ تھا ختم ہو گیا۔

۱۸۵۷ء مطبع حبیبی

۱۸۷۴ء مطبع فیض بخش (سرکاری پریس)۔ کچھری تحصیل بدایوں، مہتمم منشی نیتانند تحصیلدار

اجرائے ستمبر ۱۸۷۴ء

محکمہ کھیرہ بزرگ، مالک مولوی فضل علی صاحب ضو،
مہتمم محمد جعفر نجم پرنٹر شیخ الدین، کاتب محمد حسن،

۱۸۷۸ء مطبع افضل المطابع

اجرائے ۱۸۷۸ء

مہتمم رپورٹڈ آرہا سکس اجرائے ۱۵ اپریل ۱۸۸۲ء

۱۸۸۲ء مطبع چرچ

کتاب مملوکہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مطبع صبح صادق

محکمہ فرشتولی ٹولہ مالک مولوی علی محمد حسین زوار،

۱۸۸۵ء مطبع امجدی

اشناعشری، مہتمم علی ارشد حسین اشناعشری، پرنٹر

علی محمد خاں، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اخبار بنام

المجد الاخبار ۴ ورق اوسط پر ہر چہار شنبہ کو طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔

مطبع ہذا کی مطبوعات آزاد لائبریری میں ۱۸۹۷ء تک
ملتی ہیں۔

محلہ مولوی ٹولہ مالک مولوی امتیاز احمد تاثیر، مہتمم
علی احمد خاں اسیر پرنٹر آغا جان لکھنوی مطبع ہذا سے
ایک ہفتہ وار اخبار بنام نسیم سحر چھ ورق اوسط پر
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجرائے ۱۵ ستمبر ۱۸۸۵ء
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۳ء تک مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع وکٹوریہ

مطبع نسیم سحر

مطابع بڑھانہ (ضلع مظفرنگر):

۱۸۷۶ء مطبع امرنگھ

مالک راؤ امرنگھ بہادر آئری مجسٹریٹ، مہتمم پٹ
رام پرشاد۔ اجرائے جنوری ۱۸۷۶ء

مطابع بریلی:

۱۸۴۷ء مطبع عمدۃ الاخبار

۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ صوبہ شمالی و مغربی کے
اسسٹنٹ سکریٹری مسٹر اے شکسپیر کا بیان ہے کہ
”مدرسہ بریلی کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر ٹی گرنے جون
۱۸۴۷ء میں یہ اطلاع دی تھی کہ اس مدرسے میں لیتھو
کا ایک پریس قائم کیا گیا ہے اس کے ساتھ انھوں نے
گورنمنٹ سے اس اخبار کی سرپرستی کی درخواست
کی تھی جو اس مطبع سے شائع ہونے والا تھا انھوں
نے لکھا تھا کہ ”یہ مطبع خاص طور سے ان لوگوں کی ملکیت

ہے جو سرکاری مدرسے سے متعلق ہیں ان کے علاوہ مقامی
نیز مضافات کے کچھ دیسی حضرات بھی اس میں شریک
ہیں تمام حصہ داروں کا اصلی مقصد یہ ہے کہ طباعت
جو ایک عمدہ فن ہے اس کو اپنے شہر میں رائج کریں تاکہ
گورنمنٹ کی عنایت سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید
ہو سکیں۔“

”ابتدا میں اخبار مولوی عبدالرحمن کی نگرانی میں
جاری تھا اب لچھمن پرشاد کا ناہم درج رہتا ہے
اخبار مدرسہ بریلی کے مطبع عمدۃ الاخبار ہی میں چھپتا ہے
کچھ دن ہوئے مدرسہ بریلی کی کمیٹی کو لکھا گیا تھا کہ اخبار
نیز مطبع میں چھپنے والی کتابوں کی نگرانی کے جملہ اختیارات
اگر کمیٹی کو حاصل نہ ہوں تو سرکاری مدرسہ اخبار اور مطبع
دونوں سے اپنے جملہ تعلقات منقطع کر لے اور اخبار
کو جو سرکاری سرپرستی حاصل ہے اس کو بھی ختم کر دیا
جائے اس کے جواب میں کمیٹی نے لکھا ہے کہ اس سلسلے
میں وہ کسی قسم کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار نہیں ہے
لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ کمیٹی نے سکریٹری کو ہدایت
کی ہے کہ ایسے مضامین اور ایسے انداز تحریر سے اعتراز
کرنے کی ضرورت کو ماسکان مطبع پر واضح کر دیں جن سے
اخبار کی افادیت پر پانی پھر سکتا ہے نیز اس کی بھی
یاد دہانی کی جائے کہ مطبع قائم کرنے والوں کے
پیش نظر سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ لوگوں میں مفید
معلومات کی اشاعت کی جائے۔“

اس مطبع کی جملہ مطبوعات کی نگرانی مسٹر ٹری کرنے
خود اپنے ذمہ لی ہے کمپنی نے یہ توقع ظاہر کی ہے کہ مسٹر ٹری
کی نگرانی گورنمنٹ کو اپنی سرپرستی جاری رکھنے پر
آمادہ کر سکے گی۔

اس اخبار کا عام کردار اچھا رہا اور لیتھو کی طباعت
کی چھپائی کا جہاں تک تعلق ہے کوئی بھی اخبار
اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا " ۱۸۴۹ء کی سرکاری
رپورٹ میں صوبہ شمالی و مغربی کے اسٹنٹ سکریٹری
مسٹر اے تھارنٹن نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ
عمدۃ الاخبار کی ضخامت کچھ دنوں سے چھ صفحات
کردی گئی ہے اور قیمت میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔
اخبار بہت خوش سلیقگی سے نکالا جا رہا ہے۔ ہر
شمارے کے بیشتر حصوں میں عام دلچسپی کے مضامین
شائع کئے جاتے ہیں جن کے ساتھ لکڑی کے ٹپتے
کی تصویریں بھی دی جاتی ہیں۔

۱۸۵۲ء تک کچھن پرشاد ہی اخبار و مطبع کے
مدیر و مہتمم رہے لیکن ۱۸۵۳ء میں اخبار کے اڈیٹر تو
موصوف ہی رہے البتہ مطبع کا اہتمام کلیانی رائے
کی طرف منتقل ہو گیا۔

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ فسادات
شروع ہونے سے قبل بریلی سے صرف ایک اخبار

عمدۃ الاخبار کے نام سے شائع ہوتا تھا ہمارے افسروں کے شہر چھوڑنے کے بعد بھی اس کی اشاعت کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا بلکہ باغی دربار کی سرپرستی میں فتح الانبیا کا شاندار نام دے کر اس کو خان بہادر خاں کی حکومت کا سرکاری گزٹ بنا دیا گیا شہر پر جب دوبارہ ہمارا قبضہ ہوا تو مطبع کو ضبط کر کے اخبار بند کر دیا گیا " مجاہدین نے خان بہادر خاں کے نام پر اس مطبع کا نام بھی مطبع بہادری رکھا تھا اس مطبع کا چھپا ہوا ایک اشتہار نیشنل آرکائیور دہلی میں محفوظ ہے۔

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں صوبہ شمالی و

مغربی کے اسٹنٹ سکریٹری مسٹر اے تھارن ٹن حسب ذیل مطبوعات کی تفصیلات نقل کی ہیں:

۱. حروف تہجی فارسی کی ابتدائی کتاب ۴۰۰
۲. خالق باری دوسرا ایڈیشن ۲۰۰
۳. پنڈنامہ سعدی " " ۲۰۰
۴. مامقیماں ۲۰۰
۵. مجموعہ نظم شمس مولفہ لچھن چندنا ب تحصیلدار بریلی ۱۵۰
۶. تاریخ نادری فارسی ۱۰۰
۷. رسالہ منطق مولفہ علی حسین بریلوی (عربی) ۱۶۰
۸. اصول علم الحساب نیا ایڈیشن بعد نظر ثانی ۲۳۲
۹. مرآۃ الخیال مولفہ شیر خاں ۱۵۰
۱۰. توارخ ہند مولفہ دیب پرشاد ۴۰۰
۱۱. جبر مقابلہ حصہ اول مولفہ دیب پرشاد ۱۳۲

اسٹنٹ سکریٹری صوبہ شمالی و مغربی نے مندرجہ ذیل
کتابوں کی تفصیلات درج کی ہیں :

- ۱۔ منوسنتھا ترجمہ منوشاستر مترجم لچمن پرنسداد ۲۱۰
- ۲۔ تسہیل الحساب مؤلفہ مولوی ذوالفقار علی ،

۱۱۰ استاد فارسی مدرسہ بریلی

۳۔ دلائل الخیرات زیر طبع ۱۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں صرف حسب ذیل
اندراج ملتا ہے :

” اس سال صرف ایک مذہبی کتاب دلائل الخیرات
کے سونے ایک روپیہ فی نسخے کے حساب سے فروخت
ہوئے “ ۱۰

۱۸۶۰ء مطبع نت بودنی پٹریکا
محله گلاب نگر مہتمم گلاب شنکر، اسی نام کا ایک ہفتہ وار
اخبار چار ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع
ہوتا تھا۔ اجرائے ۱۸۶۰ء

۱۸۶۲ء مطبع جلوہ ظہور
منشی ہر سکھ رائے مالک اخبار کوہ نور نے جاری کیا۔
اجرائے اپریل ۱۸۶۲ء

مطبع صدیقی
محله دزنی چوک مالک محمد حسن مدرس عربی بریلی کالج

مہتمم مولوی منیر احمد اجرائے ۱۸۶۲ء ستمبر ۶۱۸۶۲ء آزاد
لابریری میں مطبع ہذا کی مطبوعات ۱۸۷۳ء تک ملتی ہیں۔

۱۸۶۶ء مطبع روہیل کھنڈ لٹریچر سوسائٹی۔ محله ساہوکارہ، مجاریہ لالہ لچھی نرائن آئری
محسٹریٹ سنٹرل کالج، مولف اختر شاہنشاہی نے

اس کا سن اجراء ۱۸۸۱ء درج کیا ہے لیکن آزاد لائبریری
میں ۱۸۶۶ء سے ۱۸۸۸ء تک مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۱ء مطبع قیصری

مباریہ لالہ گنگا دین مالک بابو رُودر سہائے، مہتمم
لالہ ٹھاکر پشاد پرنٹرنشی راج بہادر پبلشر مولوی
انتظام علی، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ والا اخبار بنام
دبدبہ قیصری آٹھ ورق اوسط پر ہر شنبہ کو طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔ مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا
سن اجراء ۱۸۷۷ء درج کیا ہے۔ گورنمنٹ گزٹیئر
سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ آزاد لائبریری
میں ۱۸۷۹ء تک مطبوعات نظر سے گزریں، گزٹیئر
کے اندراج کے مطابق ۱۹۰۰ء میں مطبع بند ہو گیا۔

۱۸۷۷ء مطبع رئیس المطابع

محله چودھری کٹرہ مان رائے چھیدی لال کا بستھ
اجرائے ۱۸۷۷ء

۱۸۷۷ء روہیل کھنڈ پریس

حسب فرمائش مفتی سید محمد علی، مہتمم سید نظام الدین علی
اجرائے ۱۸۷۷ء

۱۸۸۶ء مطبع ناظری

مالک حافظ احمد حسن اجرائے جولائی ۱۸۸۶ء

۱۸۸۷ء مطبع مطلع درخشاں

محله ذخیرہ مالک سید امداد حسین دبیر انجمن اسلامیہ

پریس مین بدھا خاں اجرائے جنوری ۱۸۸۷ء

مطبع اہل سنت والجماعت مہتمم مولوی حکیم امجد علی، آزاد لائبریری میں ۱۸۹۹ء
تک مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۸ء مطبع نظامی

محله کٹرہ مان رائے مالک رفیع الدین اجرائے ۱۸۸۸ء

مطبع حسنی

آزاد لائبریری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۵ء مطبع اردو

گورنمنٹ گزٹیئر کے اندراج کے مطابق سنہ ہذا میں

جاری ہوا اسی نام کا ایک اخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا بعدہ مطبع و اخبار دونوں کا نام بدل کر روہیل کھنڈ گزٹ اور مطبع روہیل کھنڈ کر دیا گیا۔

سن مذکور کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

مطبع رحمانی

مطابع بلرام پور :

۱۸۶۳ء مطبع جنگ بہادر

مہاراجہ سردگبج سنگھ نے جاری کیا تھا۔ گورنمنٹ گزٹیر کے اندراج کے مطابق ۱۹۰۵ء تک برسر کار تھا البتہ آزاد لائبریری میں ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۵ء کی دو مطبوعات نظر سے گزریں۔

مطابع بلند شہر :

۱۸۶۵ء مطبع نور نظر

مالک و مہتمم منشی شیوپشاد برادر زادہ منشی ہر سکھ رائے مالک اخبار کوہ نور لاہور لوح نویس قمر الدین خاں مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۵ جنوری ۱۸۶۴ء غلط درج کیا ہے کیونکہ اخبار شعلہ طور کا پور مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۶۵ء میں اس کا سن اجراء درج کیا گیا ہے اور جنوری ۱۸۶۵ء لکھا گیا ہے۔ مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی اسی نام سے طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مالک عزت خاں کاتب بشیر الدین، اجرائے یکم فروری ۱۸۶۶ء

۱۸۶۶ء مطبع آثار سعادت

مکان داروغہ رام رتن مالک بابو گنگا سہائے،

۱۸۸۲ء مطبع گروں گزٹ

پریس میں دیسی سہائے مطبع ہذا سے اسی نام کا ہفتہ وار
اخبار چار ورق کلاں پر چھپ کر شائع ہوتا تھا اجرائے
یکم جنوری ۱۸۸۲ء

گلستان ہند مولفہ منشی بال مکند بے صبر، آزاد لاہوری
میں محفوظ ہے۔

آزاد لاہوری میں مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۵ء مطبع دبیر ہند

۱۹۰۰ء مطبع بدن پرکاش

مطابع بلیا :

گورنمنٹ گزٹیر کے اندراج کے مطابق ۱۸۹۸ء میں
جاری کیا گیا۔

۱۸۹۸ء مطبع بھیرنگ

مطابع بمبئی :

مطبوعہ کلنڈر برائے سال خداوند (عیسیٰ مسیح) ۱۸۸۰ء
سب سے پہلا مطبوعہ اخبار اسی مطبع سے بمبئی ہیرلڈ
کے نام سے جاری ہوا۔

۱۸۸۰ء مطبع رستم کارے سماجی

۱۸۸۹ء مطبع بمبئی ہیرلڈ

اسی نام کا ایک انگریزی اخبار جاری ہوا۔

۱۸۹۰ء مطبع بمبئی گزٹ

۱۸۹۱ء مطبع کوریر

مالک جی جی بھائی بمبئی میں کوریر پریس زیادہ مشہور تھا
کئی سال تک سرکاری طباعت و اشتہارات پر اس کا
اجارہ رہا جلد ہی مراٹھی اور گجراتی حروف کے ٹائپ
کی ضرورت محسوس ہوئی گجراتی حروف میں پہلا اشتہار
۲۹ جنوری ۱۸۹۴ء میں چھپا اس اشتہار کے لیے جو
ٹائپ استعمال ہوئے وہ کوریر پریس کے کسی ملازم نے
ڈھالے اس کے بعد انگلستان سے مراٹھی ٹائپ

ایک نیا ہم شکل خاندان حاصل کیا جو چارلس ولکنس نے تیار کیا تھا چنانچہ یہی ٹائپ مراٹھی پہلی مطبعہ کتاب پنچو پکھیال (۱۸۲۲ء) کی طباعت میں استعمال کیا گیا اس کے بعد دوسری کتاب ودورایتی (۱۸۲۳ء) میں شائع ہوئی ۱۸۲۴ء میں اسی پریس سے مراٹھی کی تیسری کتاب سنگھاسن بتیسی شائع ہوئی۔

۱۸۱۲ء مطبع فردونجی مرزبان

فردونجی مرزبان کو کوریر پریس کے مالک سے تحریک ملی اور چھوٹا چھاپہ خانہ خرید لیکن گجراتی ٹائپ حاصل کرنا مشکل تھا اس لیے خود ہی ٹائپ تیار کیا۔ خاندان کی عورتوں نے اس کو جلا دی اگرچہ موجودہ ٹائپ کے مقابلے میں مذکورہ حروف بھدے تھے لیکن مرزبان اس میدان کا پیش رو تھا حتیٰ کہ ۱۸۱۲ء میں اپنا گجراتی چھاپہ خانہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۱۸۱۴ء میں پہلی کتاب ”ہندو سبت ۱۸۷۱ء کی تقویم شائع کی۔ فارسی کتاب دبستاں مترجم مرزبان ۱۸۱۵ء میں طبع ہوئی اور دستاورد کا گجراتی ترجمہ ۱۸۱۷ء میں شائع ہوا اور بالآخر یکم جولائی ۱۸۲۲ء کو بمبئی سماچار کے نام سے ہفتہ وار گجراتی رسالہ جاری کیا جو ۱۸۲۳ء میں روزانہ اخبار میں منتقل ہو گیا۔

۱۸۱۴ء مطبع امریکن مشن

۱۸۱۳ء میں سراویان نیپئر نے کورٹ آف ڈائریکٹرس کے ایما پر دو امریکی مشنریوں کو بمبئی میں قیام کی

اجازت دیدی۔ چنانچہ انہوں نے ۱۸۱۵ء تک اتنی
استعداد پیدا کر لی کہ مراٹھی میں تبلیغ کر سکیں۔ دائرہ
اشاعت کو وسیع کرنے کے لئے پریس کی ضرورت
محسوس ہوئی اور ۱۸۱۶ء میں ایک پریس خرید لیا گیا جو
حکومت ممبئی کی وساطت سے حاصل کیا گیا تھا۔
ہوریشیو باردول کی آمد پر کام کا آغاز کیا گیا۔ اولاً
موصوف نے مراٹھی زبان و ادب میں مہارت حاصل
کی اور پھر چوہی چھاپہ خانے کے ذریعے طباعت کا
کام شروع کر دیا چنانچہ ۱۸ مارچ ۱۸۱۷ء کو آٹھ صفحات
پر مشتمل صحیفہ کا کتابچہ شائع ہوا یہ مراٹھی زبان میں سب
سے پہلا عیسائی کتابچہ تھا اسی سال بشارت مہتی اور
ایک مطابقت بشارت بھی طبع ہوئیں ۱۸۲۱ء کے اوائل
تک موصوف نگران رہے لیکن خرابی صحت کی وجہ سے
مراجعت امریکہ پر مجبور ہو گئے تو عارضی طور پر سیمول
نیول نگران مقرر کئے گئے لیکن بالآخر ۹ مئی ۱۸۲۱ء
میں مسٹر گیرٹ ماہر طباعت نگران مقرر کئے گئے۔
چھوٹا چوہی چھاپہ خانہ اور مراٹھی ٹائپ کا ایک اکیلا ہم
شکل خاندان ضرورت پوری کرنے کے لئے ناکافی
تھا اس لئے یہ ضروری ہوا کہ چھاپہ خانے اور ٹائپوں
کا نہ صرف مراٹھی بلکہ انگریزی، گجراتی اور ہندوستانی
زبانوں میں اضافہ کیا جائے چنانچہ وقتاً فوقتاً اضافہ
ہوتا رہا حتیٰ کہ ۱۸۴۴ء میں انگریزی سنسکرت، مراٹھی،
گجراتی، ہندوستانی، فارسی، عربی، ہند اور پہلوی

میں طباعت کا ضروری سامان موجود تھا اس کے علاوہ دوسری قسم کے متعدد ٹائپ کے ہم شکل خاندان، جو اقتباسات، مقولہ جات اور تنقید وغیرہ کی طباعت کے لئے ناگزیر تھے موجود تھے مزید سبکی چھاپہ خانہ حاصل کیا گیا اور جلد سازی کے کارخانے کا بھی اضافہ کیا گیا اور ٹائپ کے ایک ڈھالا خانے کا نظم کیا گیا جب یہ ادارہ پوری طرح کام کرتا تھا تو تقریباً ۱۲۵ افراد کام کرتے تھے بلکہ

چھاپہ خانے نے جو اہم مقام حاصل کیا وہ مغربی ہندوستان میں عیسائیت کی ترویج میں بہت اہم ثابت ہوا لیکن ساتھ ہی چھاپہ خانہ کو تبلیغ کا آلہ کار بنانے میں کچھ خطرات بھی تھے اس میں بہت سی ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں یہ ایک مرکزی طاقت جس پر چوکسی کی ضرورت تھی اس بات کا اندیشہ تھا کہ مبلغین کا زیادہ وقت اس میں نہ لگ جائے اور نوجوان کلیسائی رضا کار جو مطبع کے کام میں منہمک ہوں ان کی خدمات بحیثیت استاد اور دینی معلمین زیادہ مفید ہو سکتی تھیں اس کے علاوہ بمبئی میں متعدد مطابع برسر کار تھے جن سے دعوتی لٹریچر کی اشاعت ہو سکتی تھی اس لئے اب اس کارخانے کو باقی رکھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کے علاوہ بورڈ کا یہ دستور تھا کہ وہ ایسے کاروبار میں نہ الجھے بجز اس کے کہ وہ بہت ضروری ہو؛ دسمبر ۱۸۵۴ء میں بورڈ کے ایک وفد نے تبلیغ کے معائنہ کے وقت یہ تجویز کیا کہ چھاپہ خانہ بند کر دیا جائے چنانچہ ۱۸۵۵ء میں شعبہ انگریزی اور تین سال بعد دیسی زبان کا شعبہ فروخت کر دیا گیا اس طویل عرصے میں حسب ذیل ماہرین فن اس کے نگران رہے۔

۱۔ ہورلشیو بار دول ۲۰ - ۱۸۱۶ء

۲۔ سیول نیول ۱۸۲۱ء

۳۔ جمیس گیرٹ ۱۸۳۱ - ۱۸۲۱ء بمبئی

۴۔ سائرس اسٹون ۳۳ - ۱۸۳۱ء

۵۔ ولیم سی سیمپن ۳۵ اکتوبر - ۱۸۳۴ء جنوری

۶۔ اے۔ ویٹیر ۴۲ - ۱۸۳۵ء اکتوبر

۷۔ ڈی ادا لین ڈی ڈی ۵۰ - ۱۸۴۲ء

۸۔ ایس بی فیربنک ۵۵ - ۱۸۵۰ء

۹۔ اے ہیزن ۵۶ - ۱۸۵۵ء

۱۸۲۲ء بمبئی ایجوکیشن سوسائٹی پریس ۱۸۱۸ء تک مہاراشٹر میں عہد پیشوا کی جگہ برطانوی

راج نے لے لی تھی نئے حکمرانوں نے عوام کو ان کی

مادری زبان میں تعلیم دینے کی ضرورت کو محسوس کیا

چنانچہ " Society for promoting the

education of the poor with in

جو بمبئی ایجوکیشن "government of Bombay"

سوسائٹی کے نام سے زیادہ مشہور ہے ۱۸۱۵ء میں

قائم ہوئی اس کا مقصد خاص ان بچوں کی تعلیم تھا

جو کہ یورپی سپاہیوں، ملاحوں اور ہندوستانی

ماؤں کی مخلوط نسل سے تھے ماؤنٹ اسٹوارٹ

الفسٹون گورنر بمبئی اس ادارے کے صدر بنے

انھوں نے ۱۸۲۰ء میں "Native School

and Book Society" قائم کر کے اس کے

دارے کو وسیع کیا جس کا عام مقصد ہندو، پارسی

اور مسلمان بچوں میں تعلیم کا فروغ تھا ابتداء اس

ادارے کی زبان انگریزی تھی لیکن کمیٹی نے محسوس

کیا کہ مقامی تعلیم کے لئے مقامی زبان ناگزیر ہے

چنانچہ کمیٹی نے حسب ذیل قرار داد میں اس حقیقت کا

واضح اعتراف کیا:

"مقامی افراد کو کسی حد تک مفید تعلیم دینے کے

لئے اور اس امید کے ساتھ کہ اس کا اثر اچھا اور

دیرپا ہو گا یہ بدیہی ہے کہ ملک کی زبان ہی نمایاں اور

مناسب ذریعہ اظہار ہونی چاہیے انگریزی کا استعمال

جزیرہ بمبئی ہی تک محدود ہے اور بالخصوص ان افراد

میں رائج ہے کہ جو یورپی افراد سے تعلق رکھنا چاہتے

ہیں یا اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہتے ہیں صوبہ کے اکثر عوام کو اس کے استعمال سے کوئی منافع نہیں اور وہ اس سے بالکل ناواقف ہیں اس وجہ سے انگریزی حلفتہ مقدار (بمبئی) میں کتنے ہی سودمندانہ طریقے پر بہت سے افراد کو پڑھائی جائے یا خواص کو اس کے باہر تاہم یہ توقع کرنا ناممکنات سے ہے اور وہ بھی کامیابی کی امید رکھتے ہوئے کہ ان کو عام طور سے ہم مفید طریقے پر اس زبان میں تعلیم دے سکیں گے۔ یہ بڑی آبادی کے لئے ہمیشہ ایک بدیسی زبان رہے گی۔

لیکن ملکی زبان میں اخلاقی رجحان والی کتابیں اگر دستیاب ہیں تو محدود دے چند اور بچوں کی موجود ضروریات کے پیش نظر تو اور بھی کم، مقامی آبادی میں مدارس تو عام طور پر ہیں اور ہر جگہ پائے جاتے ہیں تاہم ان میں پڑھائی بہت ہی کم درجے کی ہے اس لئے مقامی باشندوں کی تعلیم میں اصلاح کے لئے سب سے پہلا کام غیر نرذاعی درسی کتابیں دیسی زبان میں تیار کرنا اور طبع کرنا ہوگا یہ زبانیں زیادہ تر مراٹھی اور گجراتی ہوں گی اول الذکر ملبوبہ بمبئی کے شمال و مشرق میں رائج ہے اور موخر الذکر شمال میں ہے مراٹھی میں درسی کتابوں کی تیاری کا کام ابتداء کیٹی کے سکریٹری جان ٹیلر کے سپرد کیا گیا لیکن

موصوف کی طویل علالت اور بالآخر وفات کی وجہ سے
 زیادہ پیش رفت نہ ہو سکی، مگر دی ایچ و تھیس کی
 نگرانی میں باقاعدہ کام کا آغاز ہوا اور گورنر مسیحی کی
 مساعی کی بدولت انگلستان سے مراٹھی ٹائپ کا ایک
 نیا ہم شکل خاندان حاصل کیا جو چارلس وکنسن نے تیار
 کیا تھا۔ یہی ٹائپ کوریئر پریس میں مراٹھی کی پہلی
 کتاب کی طباعت میں استعمال کیا گیا تھا۔

بچوں کے لیے 'دو درانی' اور سنگھاسن بستی کے
 بہت سے نسخے الفسٹون نے ممتاز حضرات کو دیے
 کئے اور کثیر تعداد میں موصوف کے مکان پر موجود
 تھے جن کے بارے میں برطانوی رزیڈنٹ جان
 برگس نے نادر انکشاف کیا ہے جس سے گورنر موصوف
 کی خاندانی شرافت، انسان دوستی اور سیاسی بصیرت
 کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

"ایک دن میں نے ان کے خیمے کے ایک گوشے
 میں مطبوعہ کتابوں کا ایک انبار دیکھ کر عرض کیا کہ کس
 مقصد کے لئے ہیں؟ فرمایا کہ "دلیسی باشندوں کی
 تعلیم کے لئے لیکن یہی ہماری یورپ کی واپسی کا پیش خیمہ
 بنے گا" تب میں نے عرض کیا کہ بندہ حیران ہے کہ
 آپ نے مسیحی کا گورنر ہونے کے باوجود اس راہ پر قدم کیوں
 رکھا، موصوف نے جواب دیا کہ ہم مجبور ہیں کہ ہر حال میں ان
 لوگوں کی نسبت اپنا فرض پورا کریں" لے

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ انگلستان سے جو ٹائپ حاصل کئے گئے ان کی تعداد نا کافی تھی دوسرے یہ بھی تقاضا تھا کہ گجراتی ٹائپ بھی مراٹھی کتابوں میں مستعمل "نئے بالودھ" کے طرز پر تیار کئے جائیں چنانچہ جارج جروس سکریٹری نیٹیو اسکول بک اینڈ اسکول سوسائٹی نے اپنی درخواست مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۲۳ء میں حکومت کو تحریر کیا۔

، سوسائٹی مراٹھی ٹائپ کی وافر تعداد کا حاصل کرنا اور گجراتی کا ایک نیا ہم شکل خاندان حاصل کرنا ایک مقصد عظیم خیال کرتی ہے موخر الذکر بالودھ کی طرح تیار کئے جانے چاہئیں اس کے حروف کے خاکے وطن بھیجنے چاہئیں جو بعد کو دیسی چھاپہ خانوں کو مناسب شرائط پر نیچے جاسکتے ہیں اور اس طرح تصانیف آسانی چھاپی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ سوسائٹی ایک سنگی چھاپہ خانے کی التماس کرتی ہے پلے

لیکن مراٹھی اور گجراتی حروف کے ٹائپ انگلستان سے درآمد کرنے اور پھر ان کو رعایتی دالوں پر غیر سرکاری مطابع کو بیچ ڈالنے کی تجویز پر غور کو ملتوی کر دیا گیا۔ کیونکہ اس پر کچھ حلقوں میں اعتراض ہوا لیکن دوسری تجویز یعنی سنگی چھاپہ خانہ

درآمد کرنے کی تجویز کو حکومت نے مان لیا اور ۱۰ مارچ ۱۸۲۴ء کو سوسائٹی کے سکریٹری کو لکھا:

”کورٹ آف ڈائریکٹرس سے متعدد سنگی چھاپخانوں کی درخواست کی گئی ہے ان میں سے ایک سوسائٹی کو دیا جائے گا“

شروع میں چھ سنگی چھاپہ خانے (تین بڑے اور تین چھوٹے) کورٹ آف ڈائریکٹرس سے موصول ہوئے پہلے یہ ارادہ تھا کہ ایسا چھاپہ خانہ ہر ایک سرکاری محکمے کو دیا جائے اور وہ اس کو مستقل عملے یا اس میں معمولی اضافے کی مدد سے چلائے لیکن جلد ہی محسوس کیا گیا کہ یہ قابل عمل نہیں چنانچہ اس خیال کو ترک کرنا پڑا بالآخر گورنر نے ۲۶ جون ۱۸۲۴ء کو سرکاری سنگی چھاپہ خانے کی نگرانی کے لئے ایک ماہر سنگی طابع کی تجویز کو منظور کر لیا اور میکڈوول کا اس منصب پر تقرر ہو گیا اور ۱۸ اکتوبر ۱۸۲۴ء کو حکومت نے اپنی گشتی چٹھی کے ذریعے سرکاری دفاتر کو حکم دیا کہ اپنی چھپائی کی ضروریات سرکاری سنگی چھاپے خانے کو بھیجیں بالآخر ۱۸۲۵ء میں سرکاری چھاپہ خانہ سوسائٹی کو دے دیا گیا مزید برآں سوسائٹی کے استعمال کے لئے تین نئے چھاپہ خانے اسی ملک میں تیار کرنے کا حکم دیا اور اندرون ملک مختلف سرکاری

۱۸۲۲ء رانیس پریس

۲۶ اپریل ۱۸۲۲ء کو اس مطبع سے ایک ہفتہ وار فارسی اخبار آئینہ سکندری کا اجراء ہوا جو ہر پنج شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۸۳۳ء تک یہ صرف فارسی کا اخبار تھا مگر ۱۸۳۴ء سے اردو ضمیمہ کا بھی اضافہ کیا گیا۔ اخبار آئینہ سکندری گویا نیم سرکاری اخبار تھا جو گورنر بمبئی کے ایما سے جاری کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس دور کے اخبارات پر اس کی امتیازی خصوصیت یہ بھی تھی کہ یہ لیتھو کے بجائے ٹائپ میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۲۶ء مطبع فردونجی سہراب جی دستور — سنگی چھاپہ خانے کی موثر ترقی نے مقامی تجارت کو ترغیب کا سامان فراہم کیا چنانچہ ۸ نومبر ۱۸۲۶ء کو فردونجی سہراب جی دستور نے حکومت کو درخواست دی کہ احقر درخواست کنندہ نے تجارتی قسم کا ایک چھاپہ خانہ کتابیں اور اخبار چھاپنے کے لیے کھولا ہے اس لیے میں معزز بورڈ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ حکومت کے چیف سکریٹری کو حکم دیں کہ وہ درخواست کنندہ کو ایک اجازت نامہ اس مقصد کے لیے جو ان قواعد کے تحت ہو جو کمپنی بہادر نے مطابع کے لیے اسی سال شائع کئے ہیں جاری کریں۔

۱۸۲۸ء بمبئی گرانک پریس

۱۸۲۹ء بمبئی جام جمشید لستھیو گرافک پریس

۱۸۲۴ء مطبع فردونجی مرزبان موصوف نے گجراتی حروف کے ٹائپ ڈھالے اور

ایک مطبع قائم کیا البتہ ان کے تیار کردہ ٹائپ شکل

میں بہت بھدے اور بھونڈے تھے۔

مطبع منشی فضل الدین کھمکر آزاد لاہری میں ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۱۸۴۴ء کی

مطبوعہ کتاب کے علاوہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۸۴۹ء

کا رسالہ تائید اکتی بھی محفوظ ہے۔

۱۸۴۴ء مطبع گنپت راؤ کرشنا جی گجراتی اور دیوناگری حروف کے ٹائپ تقریباً

نقطہ کمال تک پہنچانے کا سہرا گنپت جی کرشنا جی

کے سر ہے جو بمبئی پریسیڈنسی میں گجراتی اور دیوناگری

چھپائی کی تاریخ میں خاص مقام رکھتے ہیں، اس

مطبع کی ۱۸۴۴ء کی مطبوعہ کتاب مجمع الفوائد مؤلفہ

رستم جی کاؤس جی آزاد لاہری میں محفوظ ہے۔

۱۸۴۶ء مطبع جاؤجی داداجی فن طباعت اور ٹائپ ڈھالنے کے کام میں حقیقی

انقلاب جاؤجی داداجی (۹۴ - ۱۸۳۹) نے پیدا

کیا موصوف نے ۱۸۴۶ء میں چھوٹے پیمانے پر

ذاتی ٹائپ ڈھالا خانہ جاری کیا، اس کے ٹائپ

تمام ہندوستان اور امریکہ میں استعمال ہوتے تھے

اس مطبع سے جو کتابیں سنسکرت، مراٹھی، گجراتی اور

ہندوستانی کی شائع ہوئیں خوش وضعی اور صحت کے

اعتبار سے اہل علم کے حلقے میں مشہور ہیں حتیٰ کہ جاؤجی

کے تیار کردہ گجراتی اور مراٹھی ٹائپ آج بھی لاجواب ہیں۔

مطبع احمدی

مہتمم مشہدی محمد رضا شیرازی آزاد لائبریری میں
گلستان سعدی مطبوعہ ۱۲۶۵ ہجری مطابق ۱۸۴۶ء محفوظ ہے۔

۱۸۴۶ء مطبع محمدی

مالک ناخدا محمد علی روگھی اجرائے ۱۸۴۶ء آزاد لائبریری میں
۱۲۶۸ ہجری مطابق ۱۸۵۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۴۸ء مطبع رحمانی

مطبع ہذا کی ایک کتاب ۱۲۶۴ ہجری مطابق ۱۸۴۸ء
مطبوعہ آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۸۴۹ء مطبع قدوسی

مالک عبداللہ مشاق اجرائے ۱۵ فروری ۱۸۴۹ء

۱۸۵۰ء مطبع صالحی

مالک محمد صالح اجرائے ۱۸۵۰ء

۱۸۵۲ء مطبع عمدة الاخبار

اجرائے ۱۸۵۲ء

مطبع کشف الاخبار

مالک منشی امان علی لکھنوی، موصوف کی وفات کے

بعد صاحبزادے منشی غلام حسین نے عنان اختیار

سنجھالی، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار

بنام کشف الاخبار کا کشف الاسرار بھی طبع ہو کر شائع

ہوتا تھا اجرائے مطبع ۱۸۵۲ء اور اجرائے اخبار

۱۸۵۵ء، ۱۸۸۲ء میں بھی مطبع و اخبار دونوں

جاری تھے یہ

۱۸۵۷ء مطبع آقا مرزا ابوطالب شیرازی آزاد لائبریری میں مطبع مذکور کی ایک مطبوعہ کتاب

۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء محفوظ ہے۔

۱۸۵۸ء مطبع برق خاطف

محله بھنڈی بازار متصل نواب ایاز مالک سید مظفر حسین

مہتمم منشی امیر الدین نزہت، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار

اردو اخبار بنام برق خاٹف بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا

اجرائے ۱۸۵۸ء

مالک قاضی عبدالکریم، آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی
مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔

۱۸۵۹ء مطبع کرمی

محلہ بھنڈی بازار مکان نمبر ۶۴ حسب فرمائش نور الدین
مالک قاضی ابراہیم مہتمم عبدالملک مصحح نور محمد اجرائے
۱۸۶۴ء آزاد لاہری میں مطبع ہذا کی دو کتب ہیں
۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء اور ۱۳۱۴ھ، بحری مطابق ۱۸۹۶ء

۱۸۶۴ء مطبع حیدری

محفوظ ہیں۔

محلہ قاضی مالک حافظ عباد علی، مطبع ہذا سے ایک
مطبع لطیف الاخبار

ہفتہ وار اردو اخبار بنام لطیف الاخبار چار ورق
اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۶۴ء

محلہ بابا دھبہ مالک سید امیر علی حیدر آبادی کاتب مراد علی
اجرائے یکم مئی ۱۸۶۸ء آزاد لاہری میں ۱۲۹۴ھ
مطابق ۱۸۷۷ء اور ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء کی
دو مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۶۸ء مطبع محمدی

مالک جاوہی داداجی (۹۲-۱۸۳۹ء) موصوف کا
ٹائپ ڈھالا خانہ جو ۱۸۶۶ء میں قائم کیا گیا تھا،
بین الاقوامی شہرت کا حامل ہے حتیٰ کہ جاوہی کے
تیار کردہ گجراتی اور مراٹھی ٹائپ آج بھی لاجواب ہیں۔
آزاد لاہری میں گنج خوبی مطبوعہ محفوظ ہے۔

۱۸۶۹ء مطبع نیرانیا ساگرا

۱۸۷۵ء مطبع محبوب

مالک غلام علی اجرائے اگست ۱۸۷۷ء

۱۸۷۷ء مطبع قاصد

محلہ بھنڈی بازار مالک و مہتمم محمد عبدالحمید فرخ دہلوی۔

مطبع حمیدی

مطبع شیخ عبدالوہاب آزاد لائبریری میں ۱۲۹۴ ہجری مطابق ۱۸۷۷ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۷ء مطبع بمبئی گورنمنٹ سنٹرل بمبئی پریسیڈنسی کے گورنمنٹ گزٹیر مملوکہ آزاد لائبریری

اس مطبع سے چھپ کر شائع ہوئے۔

۱۸۷۹ء مطبع داؤد میاں آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ کتاب ۱۲۹۶ ہجری

مطابق ۱۸۷۹ء محفوظ ہے۔

۱۸۸۰ء مطبع حسنی محلہ پاؤں دھونی مکان نمبر ۶۲ مالک منشی اندر سروپ

مہتمم منشی کشن سروپ اجرائے ۸ ستمبر ۱۸۸۰ء۔ مطبع ہذا

کی ایک مطبوعہ ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء آزاد لائبریری

میں ملتی ہے۔

۱۸۸۱ء مطبع صفدری مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سن اجراء ۱۸۸۳ء

غلط درج کیا ہے مطبع ہذا کی مختلف سنین کی مطبوعات

آزاد لائبریری میں محفوظ ہیں مثلاً ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۱ء،

۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء محلہ بھنڈی بازار۔ مالک

جیوا خاں مہتمم نور الدین۔

مطبع مجیدی محلہ بھنڈی بازار مہتمم سعید محمد عربی اجرائے جنوری ۱۸۸۱ء

۱۸۸۲ء مطبع گرنٹھ پرکاش محلہ بھوسار اجرائے ۱۸۸۲ء

۱۸۸۳ء مطبع کارخانہ یم بمبئی اجرائے جولائی ۱۸۸۳ء

مطبع خادم ہند محلہ کھار واڑہ مکان نمبر ۷، مالک منشی کشن سروپ

مہتمم منشی اندر سروپ اس مطبع سے ایک روزانہ اخبار

بنام خادم ہند دو ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع بمبئی

۱۸۸۴ء مطبع ایجوکیشن سوسائٹی

۶۱۸۸۴ مطبع فتح الکرم

آزاد لاہری میں مطبع ہذا کی تین کتابیں مطبوعہ ۶۱۸۸۶ء مطابق ۱۳۰۳ ہجری ۶۱۸۹۱ء اور ۶۱۸۹۲ء محفوظ ہیں اور مالک مطبع قاضی عبدالکریم درج کیا گیا ہے لیکن مولف اختر شاہنشاہی نے مالک قاضی فتح محمد مہتمم صاحب محمد پرنٹر عبدالکریم اور کاتب محمد جواد کشمیری درج کیا ہے اور سن اجراء جنوری ۶۱۸۸۴ء درج کیا ہے۔

۶۱۸۸۵ مطبع دت پرشاد

محلہ پرل روڈ متصل جمشید جی مالک نواب علی حسرت لکھنوی مہتمم مولوی ابوالحسن جوہر بریلوی مطبع ہذا سے ایک ماہانہ گلدستہ شعر و سخن طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجراء یکم جولائی ۶۱۸۸۵ء

مطبع حسینی

آزاد لاہری میں مطبع ہذا کی ایک کتاب ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۶۱۸۸۵ء محفوظ ہے۔

مطبع حسینیہ

آزاد لاہری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ کتاب ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۶۱۸۸۵ء محفوظ ہے۔

۶۱۸۸۶ مطبع چشمہ فیض

محلہ بھنڈی بازار مالک راحت علی سوداگر مہتمم غنیمت علی مہر کن اجراء یکم جون ۶۱۸۸۶ء

مخبر سرور

مالک حاجی مولانا بخش مہتمم حاجی عبدالرحیم، مطبع ہذا سے ایک اردو اخبار بنام مخبر سرور ہفتے میں دو بار دو شنبہ اور پنج شنبہ کو طبع ہو کر دو ورق اوسط پر شائع ہوتا تھا اجراء جولائی ۶۱۸۸۶ء

۶۱۸۸۷ مطبع مخدومی

مطبع ہذا کی ایک کتاب مطبوعہ ۱۳۰۴ ہجری مطابق ۶۱۸۸۷ء آزاد لاہری میں محفوظ ہے۔

مطبع علوی

محلہ چندی بازار مہتمم طالب علی اجراء یکم جون ۶۱۸۸۷ء

۱۸۸۸ء مطبع نخبۃ الاخبار آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ اخوان الصفا ۱۳۰۵ھ

مطابق ۱۸۸۸ء محفوظ ہے۔

۱۸۹۲ء مطبع ناصری آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ ۱۳۱۲ھ مطابق

۱۸۹۲ء کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۷ء مطبع مصطفوی، مطبع المصطفویہ — آزاد لائبریری میں ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء اور

۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۳ء مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطالع بنارس :

۱۸۲۶ء مطبع میڈیکل ہال آزاد لائبریری میں ۱۸۲۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۴۵ء مطبع بنارس اخبار

مالک بابور گھوناختہ ٹھاٹھے، نیشنل آرکائیوز میں

اخبار بنارس کا اندراج ۱۷ اپریل ۱۸۴۷ء میں پہلی بار

ملا ہے، ۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں اے۔

شکیپر اسٹنٹ سکریٹری حکومت صوبہ شمالی و

مغربی کا بیان ہے کہ بابور گھوناختہ ٹھاٹھے بنارس

اخبار ہندی میں اور بنارس گزٹ اردو مطبع بنارس

اخبار سے ہفتہ وار شائع کرتے ہیں بنارس اخبار کی

زبان بھی اردو ہوتی ہے مگر رسم خط ناگری ہے اور

لیتھو میں چھپتا ہے اردو کا بنارس گزٹ بھی لیتھو

میں طبع ہوتا ہے لیکن طباعت اتنی خراب ہوتی ہے

کہ مشکل ہی سے پڑھا جاتا ہے ۱۸۵۳ء کی سرکاری

رپورٹ کے اندراج کے مطابق اردو بنارس گزٹ

بند ہو گیا ہے

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں اسے تھارن ٹن اسٹنٹ
سکرٹری حکومت صوبہ شمالی و مغربی نے مطبع ہذا کی
حسب ذیل کتب کی تفصیلات درج کی ہیں :

۱۔ مفتاح الدقائق مترجم کاشی دیال ۲۱۲

۲۔ سراج الہدایت علم الحساب مولفہ کاشی دیال ۲۱۲

۳۔ کریمیا شیخ سعدی ۲۱۲

۴۔ ترجیح بند فارسی ۲۱۲

۵۔ خالق باری ۵۰

۶۔ رسالہ خوش نویسی ۱۵۰

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں صوبہ شمالی و مغربی
کے عارضی سکرٹری جے ڈبلوشے رائے حسب ذیل
کتابوں کا اندراج کیا ہے :

۱۔ سوک بھتری ۵۵۱

۲۔ سنگھاسن بتیسی ۱۵۱

۳۔ رنگ کی پوٹھی ۱۲۵

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کا
اندراج ملتا ہے :

۱۔ سکھوں کی تاریخ ہندی ۱۲۶

۲۔ متاکشرا ہندو دھرم شاستر سنسکرت ۵۰۵

۳۔ سمدک فراست الید (ہندی) ۱۲۵

۴۔ جلگت رامائن ہندی ۲۰۲

۵۔ حاتم طائی ہندی ۲۰۱

۶۔ پترا جستری ۱۹۰۸ بکری ۷۰۰

ان کے علاوہ پانچ مزید زیر طبع ہیں۔

۱۸۵۲ء میں مطبع نے کوئی کتاب نہیں چھاپی البتہ

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات درج کی گئی ہیں :

۱۔ ترک سنگرہ علم منطق

۲۔ روپاولی قواعد

۳۔ سہاس چکر مرکب اصطلاحات کی شناخت

۴۔ جوش سپوٹھ علم نجوم

۵۔ بھاشا پریشد

۶۔ اسوج زلی

۷۔ ادت ہر دے

۸۔ شکت شبتی

۹۔ پترہ جستری

۱۰۔ اکادمی مہوتم برت رکھنے کی توصیف

۱۱۔ پترہ مختصر جستری

۱۲۔ دھاتو پیچہ قواعد

۱۳۔ تبخ کروٹی مہوتم مضامین بنارس کی حرمت پر کتاب

۱۴۔ چیت کارن جاچرن جاگرت

۱۵۔ گائن شنکری

۱۲۔ اشتہارات

۱۴۔ اطلاع نامے لے

۱۸۴۴ء مطبع باغ و بہار

مولف اختر شاہنشاہی نے سید اشرف علی کی ملکیت میں ۱۸۴۵ء میں اس کا اجراء درج کیا ہے لیکن سٹرکیسپیر اسسٹنٹ سکرٹری صوبہ شمالی و مغربی کا بیان ہے کہ بابو کدرا ناٹھ گھوش اور کالی پرشاد نے گزشتہ سال (۱۸۴۴ء) کے اواخر میں ایک مطبع باغ و بہار کے نام سے بنارس میں قائم کیا ہے اس مطبع سے اردو میں باغ و بہار اور بنگلہ میں چند رودے ہفتہ وار شائع ہوتے ہیں۔ ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں سٹرنسے رک کا بیان ہے کہ مطبع و اخبار دونوں کو ۱۸۵۰ء میں دو آدمی مشترکہ طور پر چلا رہے تھے ان میں سے ایک صاحب کدرا ناٹھ گھوش ۱۸۵۱ء میں کنارہ کش ہو گئے اب صرف کالی داس اس کے کرتا دھرتا ہیں۔

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں پی سی اسمتھ اسسٹنٹ سکرٹری صوبہ شمالی و مغربی کا بیان ہے کہ مطبع باغ و بہار کے مالک اور اخبار باغ و بہار کے ایڈیٹر بابو کالی پرشاد بنرجی ہیں اخبار میں خبروں کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اور اب اتنا کثیر الاشاعت بھی نہیں رہا اگرچہ کبھی کبھی مفید مضامین بھی ہوتے ہیں، مگر طباعت بید خراب ہوتی ہے اشاعت کے محدود

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اس سال رپورٹ موصول نہیں ہوئی اور ایک عرصہ سے اخبار بھی نہیں آ رہا ہے مالک مطبع و اخبار کے سکوت سے گمان ہوتا ہے کہ مطبع و اخبار دونوں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔

۱۸۴۹ء میں حسب ذیل کتابیں طبع ہوئیں :

۱۔ نورتن انتخاب ہندوستانی مصنفین از محمد بخش

۲- واسوخت امانت از امانت لکهنوی

۶۱۸۵۰ میں حسب ذیل کتابیں ضلع ہوئیں :

۱- غارنامه

۲۔ ہدایت المبتدی درسی کتاب

۳۔ جنگلہ پترہ جنتی

۴۔ انگریزی حروف تہجی

مطبع نے کلکٹری کے لئے عرضی ارسال دس ہزار اور
لفٹنٹ گار فورمہ کے لئے ایک ہزار انگریزی فارم بھی
جھپایے ہیں۔

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں اندراج ہے کہ صرف ایک ہندی کتاب "رکمنی برتا" راجہ بنارس کے لئے چھاپی گئی جنہوں نے تمام نسخے تین روپے فی نسخہ خرید لئے۔

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں پی سی اسمتھ نے کالی ریشاد

بنرجی کے حوالے سے لکھا ہے کہ "خریداروں کے فقدان کی وجہ سے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بند کر دیا گیا" لیکن سرکاری رپورٹر کا بیان ہے کہ طباعت بیکار ہو کر رہ گئی ہے غالباً اسی لئے مطبع و اخبار نہ چل سکے اور بالآخر ۱۸۵۳ء کی رپورٹ میں "مالک مطبع کی خاموشی سے گمان ہوتا ہے کہ مطبع بند ہو گیا۔ چنانچہ گارساں داسی کے بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔"

۱۸۴۷ء۔ مطبع سدھاکر اخبار

مالک و مہتمم پنڈت رمنیشور تیواری، نیشنل آرکائیوز دہلی میں سدھاکر اخبار کا اندراج ۱۷ اپریل ۱۸۴۷ء کو ہوا، یہ ہفتہ وار اخبار تھا جو ناگری رسم خط میں لیتھو میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اس سال کے اواخر میں مطبع بند رہا تیواری کے ہاتھ میں تھا گزشتہ سال کچھ دنوں تک اس کے ایک ہی صفحے پر اردو ہندی دونوں زبانوں میں خبریں چھپتی تھیں لیکن اب صرف ہندی میں نکلتا ہے لیکن اس کی ہندی مغلق اور سنسکرت آمیز ہوتی ہے ۵۰-۴۹-۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ سے پتہ چلتا ہے کہ سینین مذکورہ میں مطبع نے کوئی کتاب نہیں چھاپی البتہ ۱۸۵۱ء کی رپورٹ میں حسب ذیل دو کتابیں ملتی ہیں :

۱۔ جانکی بندھن راجہ بنارس کے لئے طبع کی گئی

۲۔ سرگزشت نگھا زیر طبع

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتب کا اندراج ملتا ہے :

۱۔ جان کی برندہ

۲۔ جان کی منگل

۳۔ رام منگل

۴۔ بھوکن رہس

۵۔ اوپاس ناسورس

۶۔ نیت کی ترنگ

۷۔ مینا میل

۸۔ رام رکشا لہ

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ سے ہماری معلومات

میں یہ مزید اضافہ ہوتا ہے کہ سنہ مذکور میں

اخبار ہفتہ وار سے پندرہ روزہ ہو گیا تھا اور

اخبار کی تمام کاپیاں سرکاری اسکولوں کی نذر

ہو جاتی تھیں۔

۱۱

۱۸۴۸ء مطبع گلزار ہمیشہ بہار محلہ بنگالی ٹولہ بمقام کدر گھاٹ ، علاقہ بھٹانہ

بھیلوپورہ ، مجاریہ لالہ ہرنیش لال مالک بھیرد

پرشاد مہتمم بیرنگھ مولف اختر شاہنشاہی نے

اس کا سن اجراء اگست ۱۸۴۹ء بیان کیا ہے

لیکن ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں اس کا

سن اجراء اوائل ۱۸۴۸ء درج کیا گیا ہے اور لکھا ہے کہ منشی بدھ سنگھ کے بیٹے بیر سنگھ نے جو مشرقی علوم کے اچھے عالم سمجھے جاتے ہیں مطبع گلزار ہمیشہ بہار کے نام سے گزشتہ سال کے اوائل میں ایک مطبع قائم کیا ہے یہ مطبع حصہ داری کے اصولوں پر قائم کیا جانے والا تھا مگر مہتممین کے بیان کے مطابق بنارس بینک کے ناخوشگوار واقعے کے بعد لوگوں کو اس طرح کے شرکتی کاروبار پر اعتماد نہیں رہ گیا ہے اس مطبع سے کوئی اخبار نہیں نکلتا اس کا دائرہ عمل صرف کتابوں کی طباعت ہی تک محدود ہے، اس مطبع سے اب تک حسب ذیل سولہ کتابیں چھپ چکی ہیں ۱۱

- ۱۔ اشٹ ادھیائے پاننی نیا ایڈیشن ۳۰۰
- ۲۔ شکشا سنکرت قواعد کا تعارف ۳۰۰
- ۳۔ پرشوری علم نجوم (سنکرت) نیا ایڈیشن ۲۰۰
- ۴۔ مانس رہسی بھا کا کی ادبی خوبیوں پر ۱۰۰
- ہندی کتاب
- ۵۔ مہی من مولفہ پنڈت شیودنت ۱۵۰
- ۶۔ میگھ دوت کالیداس مرتبہ مالی ناٹھ ۱۵۰
- ۷۔ پارکھو پوجن مہا دیو پوجا ۱۹۱
- ۸۔ مجموعہ چار آتش تک تملنگی رسم خط میں پوجا کی کتاب ۱۰۰

۱۰- " " " فارسی مطابع قوانین

مؤلفہ بدھ سنگھ حصہ اول ۵۰

۱۱۔ " " فارسی مطایع کے قوانین

۵. مولف بدھ سنگھ حصہ دوم

۱۲۔ مرآۃ المیزان عربی افعال کی گردان منظوم ۳۰۰

۱۳۔ دستورات گنج حساب مولفہ بدھ سنگھ علم حساب ۵۰

۱۴۔ تعلیمات خط گزار خطاطی کے نمونے

۱۵۔ اودے دھا پرندہ ہندی میں صنعت مقلوب ۱۰۰

۱۲. تصویرات سرسوتی

آئندہ سالوں کی سرکاری رپورٹوں میں مطبع ہذا کا کوئی تذکرہ نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غالباً جاری نہ رہ سکا۔

محلہ پانڈے کی حویلی علاقہ بمیلو پورہ بحکم مسٹر ولیم
ولکنس صاحب ڈپٹی کمشنر مالک لالہ ہر بنس لال مہتمم

بھیروں پر شاد، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اردو

اخبار زائرین ہند کے نام سے چھپ کر شائع ہوتا تھا

مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سن اجراء جوڑی۔

۱۸۵۳ء غلط لکھا ہے کیونکہ ۱۸۵۰ء کی سرکاری

ریورٹ میں جے ڈبلیو شے رر عارضی سکرٹری حکومت

صوبہ شمالی و مغربی کا بیان ہے کہ مطبع مفادہند سے

ہر مہینہ لال گزشتہ چھ ماہ سے زائرین ہند نکال رہے

۱۸۵۰ء مطبع مفارهند

کی ادارت میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا چنانچہ ۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اردو کا ہفتہ وار اخبار بنارس ہرکارہ مٹرووس کے اہتمام سے ری کارڈ پریس میں طبع ہو کر شائع ہوتا ہے، مطبع کے قیام کو ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے اخبار گزشتہ اگست سے جاری ہوا ہے ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ سے ہماری معلومات میں اتنا اور اضافہ ہوتا ہے کہ اس مطبع میں لیتھو کی چھپائی بھی اچھی ہوتی ہے۔ مطبوعات میں صرف ایک کتاب رامائن کی ہندی تفسیر کا تذکرہ ملتا ہے کہ ۱۸۵۱ء میں اس کے ایک ہزار نسخے زیر طباعت تھے۔

۱۸۵۱ء مطبع کاشی

محلہ کیدار گھاٹ تھانہ بیلو پورہ برہمان بابو کالی ناتھ بابولی عرف راجہ بابو مہتمم گوبند چندر شیرالی، مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء جنوری ۱۸۵۴ء درج کیا گیا ہے۔ اس کے برخلاف سرکاری رپورٹ بابت ۱۸۵۱ء میں درج کیا گیا ہے کہ بنگلہ اخبار کاشی یا تراپتر کا ایک عرصے سے چھپ رہا ہے اسی اخبار کے سلسلے میں مطبع کاشی کا قیام عمل میں آیا ہے اس سے قبل کاشی داس ایڈیٹر اخبار، کسی اور مطبع میں چھپواتے تھے ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ گزشتہ مئی کے وسط میں اخبار کا اہتمام کاشی

داس متر کے ہاتھ سے نکل کر بابو گوہنڈر گھونا تھہ شری کے ہاتھ میں چلا گیا ہے مختلف سینین کی سرکاری رپورٹوں سے مترشح ہوتا ہے کہ کاشی پتر کا کی اشاعت دیگر مقامی اخبارات کے مقابلے میں زیادہ تھی لیکن کتابوں کی طباعت و اشاعت کی طرف زیادہ التفات نہیں تھا چنانچہ ۱۸۵۱ء تا ۱۸۵۳ء صرف دو بنگلہ کتابوں کا سراغ ملتا ہے، اول الذکر کی طباعت ۵۲-۱۸۵۱ء میں مکمل ہوئی اور موخر الذکر ۱۸۵۳ء میں چھپ کر شائع ہوئی۔

اسی مطبع سے یکم جنوری ۱۸۵۲ء کو ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام آفتاب ہند کا اجراء عمل میں آیا مولف اختر شاہنشاہی نے اخبار ہذا کا سن اجراء ۱۸۵۴ء غلط درج کیا ہے اور اخبار کو ہفتہ وار کے بجائے پندرہ روزہ لکھا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ۱۸۵۷ء کے آشوب سے قبل کم از کم ۱۸ مطابع اس شہر میں تھے اخباروں میں صرف بال پتر کا فسادات کی وجہ سے بند ہو گیا اور باقی اب بھی جاری ہیں، جن مطابع سے اخبارات جاری ہیں ان کی تعداد بھی ۱۲ ہے۔

راقم الحروف کو مختلف ذرائع سے صرف ۸ مطابع کا علم ہو سکا جو ۱۸۵۷ء سے قبل بنارس میں جاری تھے یا بند ہو چکے تھے باقی ۱۰ کے نام اور تفصیلات پردہ خفایں ہیں شاید مستقبل میں کوئی سراغ لگا سکے۔

محلہ کبیر پورہ علاقہ بھٹانہ چیت گنج مجاریہ بابوشیو پرشاد
اجرائے ۱۸۶۰ء، آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی ۱۸۷۳ء کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

مالک پنڈت گوپی ناتھ مہتمم میر ناصر علی اجرائے جون ۱۸۷۰ء
محلہ مقیم گنج سڑک تلوچن علاقہ بھٹانہ اوم پورہ مالک سید
محمد عسکری اثنا عشری مہتمم حبیب اللہ کاتب شیخ ولی محمد
اثنا عشری اجرائے ۱۸۷۰ء

محلہ دسا سمیر مہتمم راما نند اجرائے جنوری ۱۸۷۸ء
مہتمم عباد الرحمن اجرائے ۱۸۷۸ء
مجاریہ لالہ بختا ورسنگھ مدرس اسکول شاہ جہاں پور
اجرائے جولائی ۱۸۷۸ء

محلہ پانڈے کی حویلی عرف پانڈے کی حویلی بھٹانہ
دسا سمیدہ مالک بابو بھوت ناتھ مکھو پدھیا، مہتمم
سی ایم مکھو پدھیا، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار
دو ورق اوسط پر ہر دو شنبہ کو مرزا محمد حسین نائز اثنا عشری
کی ادارت میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۶ جون ۱۸۷۹ء
محلہ شیو پور مہتمم لالہ سندر سہائے داروغہ جیل اجرائے
یکم فروری ۱۸۷۹ء

محلہ شوالہ علاقہ بھیلو پورہ مالک سید محمد سلطان اثنا عشری
عاقل دہلوی، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار چار ورق
اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے جولائی ۱۸۸۰ء۔

۱۸۶۰ء مطبع سدھاکر

۱۸۶۴ء مطبع راجہ بنارس

۱۸۷۰ء مطبع لائیٹ
مطبع جعفری

۱۸۷۸ء مطبع نیو میڈیکل ہال
مطبع احمدی
۱۸۷۸ء مطبع ویدک

۱۸۷۹ء مطبع صبح بنارس

۱۸۷۹ء مطبع سنٹرل جیل

۱۸۸۰ء مطبع فروغ بنارس

مطبع حسینیہ

مقام گرانٹ بازار، علاقہ ارولی بازار، تھانہ سکرو
مالک یمن الدولہ وزیر الملک نواب محمد علی خاں بہادر
صولت جنگ رئیس محمد آباد ٹونک اجرائے ۱۸۸۰ء

کتوا پورہ محلہ بہیلیا مقام قطبن شہید مالک حکیم کریم الدین
حسن اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۱ء مطبع ہذا سے گلدستہ
بنارس دو ورق اوسط پر ہفتہ وار ہر یکشنبہ میں طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔

۱۸۸۱ء مطبع بمقام احکمت

محلہ پیری کلاں مقام تکیہ اوگھڑ ناٹھ علاقہ تھانہ
چیت گنج مالک پنڈت لکشمی شنکر مشرا اجرائے ۱۸۸۲ء
۴ اکتوبر ۱۸۸۴ء کے اخبار آزاد لکھنؤ میں تذکرہ
موجود ہے۔

۱۸۸۲ء مطبع چندر پر بھا

محلہ ارولی بازار تھانہ سکرو مالک بابو سدھ گوپال
مہتمم بابو اچھتا پرشاد وکیل مینجر محمد حنیف، پرنٹر
اشرف علی اجرائے ۴ اپریل ۱۸۸۲ء

گلزار بنارس

محلہ ارولی بازار علاقہ تھانہ سکرو مالک محمد حنیف ولد
شیخ امیر علی ڈاکٹر پنشن یافتہ پرنٹر اشرف علی، مطبع ہذا
سے ایک ہفتہ وار اخبار چار ورق اوسط پر ہر یکشنبہ کو
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۴ مئی ۱۸۸۳ء

۱۸۸۳ء مطبع پبلک اوپینین

مالک دشن دت مہتمم اشرف علی اجرائے ۲ مئی ۱۸۸۳ء
محلہ مقیم گنج مقام سقہ گھاٹ علاقہ ادم پورہ مالک منشی
شیخ ولی محمد شفا اثنا عشری اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۵ء
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
محلہ دارانگر علاقہ جیت پورہ مجاریہ مولوی محمد سعید

مطبع وکٹوریہ

۱۸۸۵ء مطبع اکسیر اعظم

مطبع صدیقی

مہتمم مدرسہ اسلامیہ ۱۸۸۷ء سے مطبع ہذا کا نام بدل کر
سعید المطابع ہو گیا۔ آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی تین
کتابیں محفوظ ہیں ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۸۸۶ عیسوی

۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء اور ۱۹۰۵ء۔

محلہ دال منڈی مکان جناب حکیم صفدر حسین صاحب
رئیس وزبده احکام مہتمم خلاصۃ الاطباء حکیم ابوالحسن
صاحب اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۶ء

۱۸۸۶ء مطبع ابوالحسنی

محلہ بھدیس علاقہ تھانہ اوم پورہ ڈاک خانہ پل گنگا
مکان سید علی حسین اشاعری مہتمم منشی شمس الدین
احمد خاں سوزش اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ء مطبع تاباں

آزاد لائبریری میں اس مطبع کی ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع سلیمانی

مالک منشی غلام حسین، آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۵ء مطبع جواہر اکسیر

۱۸۹۶ء مطبع اکبر اعظم

مطابع بنگلور :

مباریہ حافظ سید محمد مہتمم سید محمد امین، اسی مطبع سے
مارچ ۱۸۹۱ء میں منشی عبد الحفیظ آرام اور کرتان حاجی
محمد قاسم کی سرپرستی میں قاسم الاخبار بنگلور طبع ہو کر
شائع ہوا تھا مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا
سن اجراء یکم اپریل ۱۸۷۳ء غلط درج کیا ہے ۱۸۷۲ء
میں مطبع ہذا کے مہتمم محمد قاسم شاد تھے۔

۱۸۹۱ء مطبع فردوسی

اپریل ۱۸۷۳ء سے حافظ سید محمد نے مطبع ہذا سے

میسور اخبار کے نام سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار جاری کیا جو چار ورق پر طبع ہو کر ہر بخشنہ کو بوقت شام شائع ہوتا تھا اور حسن طباعت کے لحاظ سے ہم عصر اخبارات میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔

مالک سید قادر بادشاہ نادر، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اخبار بنام طلسم کرتان ۶ ورق اوسط پر ہر چہار شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

واقع معسر بنگلور مہتمم ایچ ایل مہیوز آزاد لائبریری میں سن مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ چاندنی، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار دو ورق اوسط پر ہفتے میں دو بار شنبہ اور چہار شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

واقع معسر بنگلور مالک منشی محمد قاسم غم منشی صاحب

موصوف کا ذاتی اخبار "قاسم الاخبار" جو اپریل ۱۸۶۱ء میں جاری کیا گیا تھا مطبع فردوسی میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا لیکن اپریل ۱۸۷۲ء میں ذاتی مطبع قائم کیا اور مطبع فردوسی سے طباعت کا سلسلہ منقطع ہو گیا

۱۵ اپریل ۱۸۷۲ء کے قاسم الاخبار میں ہے :

"ہمارے مطبع کا کل سامان بہم پہنچا اور اس

مہینے سے اخبار کا چھپنا یہیں ٹھہرا چونکہ صوبہ میسور

۱۸۶۵ء مطبع نبوی

۱۸۶۶ء مطبع رکارڈ کرتان

۱۸۶۷ء مطبع بنگلور

۱۸۷۲ء مطبع چام راج

خاص ملک موروثی راجہ صاحب بہادر کا ہے۔ لہذا
دل میں خیال آیا کہ ہمارا مطبع بھی مہاراجہ بہادر کے نام نامی
سے موسوم ہوتا کہ مطبع کو عزت اور مہتمم کو افتخار حاصل
ہو پس ہمارے احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ
آئندہ لغافہ خط پر ہی نام تحریر فرمایا کریں۔

چام راجندر اوڈیار پریس

لیکن ۲۹ اپریل ۱۸۷۲ء سے صرف چام راج پریس چھپنے لگا۔
یہ انجمن زمرہ احباب بنگلور کا مطبع تھا جو محمد عبد المجیب
کے اہتمام و نگرانی میں برسر کار تھا ۱۵ اپریل ۱۸۷۵ء
کو محافظ بنگلور کے نام سے ایک پندرہ روزہ اردو
اخبار بھی جاری کیا گیا مولف اختر شاہنشاہی نے مطبع
بحر الاسلام کا سنہ اجراء مئی ۱۸۷۵ء اور اخبار
محافظ بنگلور کا سنہ اجراء یکم جنوری ۱۸۷۵ء درج
کیا ہے اور طباعت اخبار کے ذیل میں اسی مطبع
کا تذکرہ کیا ہے، کیسی دلچسپ بات ہے کہ جو مطبع
۱۸۷۵ء میں جاری کیا گیا اس سے اخبار محافظ
بنگلور یکم جنوری ۱۸۷۵ء کو جاری ہو گیا حالانکہ اخبار
مذکور کا اولین شمارہ ۴ ربیع الاول ۱۲۹۲ھ مطابق
۱۵ اپریل ۱۸۷۵ء کو طبع کر کے شائع کیا گیا تھا
اس کے علاوہ آزاد لاہری میں تقویت الایمان
مولفہ مولانا اسماعیل شہید مطبوعہ ۱۸۷۲ء محفوظ ہے
مزید براں مذکورہ کتب خانے میں ۱۸۹۶ء تک
مطبع ہذا کی مطبوعات موجود ہیں۔

۱۸۷۲ء مطبع بحر الاسلام

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی ایک کتاب مورخہ ۱۲۹۰ ہجری
مطابق ۱۸۷۳ء محفوظ ہے۔

مالک محمد ابراہیم مہتمم عبدالقادر اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۵ء
مالک رضا علی اجرائے جنوری ۱۸۸۷ء

۱۸۷۳ء مطبع محمدی

۱۸۸۵ء مطبع گلزار ہند

۱۸۸۷ء مطبع رضوی

مطالع بہار شریف :

۱۸۸۳ء مطبع شرف

محلہ خانقاہ مہتمم شاہ مقبول حسین پرنسز شاہ بشیر حسن ،
اس مطبع کو مطبع شرف الاخبار بھی کہتے ہیں کیوں کہ
اسی نام کا ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۴ ورق اوسط پر
ہر پنج شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اخبار مذکور کا شمارہ
نمبر ۴ جلد اول مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۸۸۳ء محفوظ ہے ۔
مولف اختر شاہنشاہی کے اندراج سے بھی تصدیق
ہوتی ہے۔ اجرائے ۴ جنوری ۱۸۸۳ء

مطالع بہرائچ :

۱۸۸۱ء مطبع عین الفیوض

جروں ضلع بہرائچ مالک سید ظفر مہدی اثنا عشری
تعلقہ دار مہتمم سید ہادی حسین پریس مین امانت علی
اجرائے ۱۸۸۱ء

۱۹۰۰ء مطالع بہرائچ

گورنمنٹ گزیٹربابت ۱۹۰۳ء کے مطابق ۱۹۰۰ء
سے قبل بہرائچ میں تین مطابع برسر کار تھے ۔

مطالع بہیڑہ ضلع شاہ پور (پنجاب)

۱۸۵۱ء مطبع نور علی نور

منشی ہر سکھ رائے نے اخبار کوہ نور لاہور، مورخہ

۸ جولائی ۱۸۵۱ء میں اس کے قیام کا انکشاف کیا ہے۔
 مالک بخشی رام بھایا مہتمم حکیم دیوی لال اجرائے پنج شنبہ
 ۲۰ جون ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ء مطبع ولسن

مطابع بھاگل پور :

محلہ راپٹ گنج مالک بابو شب چندر بنرجی مہتمم فرانس
 انٹونی اجرائے جنوری ۱۸۸۲ء

۱۸۸۲ء مطبع البرٹ

مطابع بھاؤل پور :

سنہ ہذا کی ایک مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔

۱۸۸۰ء مطبع صادق الانوار

مطابع بھاؤنگر :

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کا مطبوعہ دیوان مصنفہ
 بہاری لال راضی محفوظ ہے۔

۱۸۶۲ء مطبع دربار بھاؤنگر

مطابع بھرت پور :

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں حکومت صوبہ شمالی و
 مغربی کے اسٹنٹ سکرٹری جے ڈبلیو شے رنے
 لکھا ہے کہ گزشتہ نومبر میں مطبع صفدری کے نام سے
 بھرت پور میں ایک مطبع کا قیام عمل میں آیا ہے صفدر علی
 گزشتہ نو سال سے ریاست کے ملازم ہیں چونکہ
 کوئی مخصوص خدمت موصوف کے سپرد نہیں ہے اس
 لئے انھوں نے مہاراجہ بہادر کی دلچسپی کے لئے ایک

۱۸۵۱ء مطبع صفدری

اخبار (منظہ السرور) اسی مطبع سے نکالنا شروع کیا ہے
اس کے ایک کالم میں ہندی اور دوسرے میں اردو
ہوتی ہے ۱۱

اتنی مختصر مدت حیات میں مطبع نے اب تک
کوئی کتاب شائع نہیں کی البتہ راجہ صاحب نے
”سوجان چتر“ کی طباعت کا حکم دیا ہے۔ یہ ایک
ہندی نظم ہے جس میں موجودہ راجہ کے پردادا راجہ
سورج مل کی ان جنگوں کا تذکرہ ہے جو صلابت جنگ
اور دیگر افغان سرداروں کے ساتھ پیش آئیں۔
۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ”مطبع
کی حالت ناگفتنی ہے اس لئے کچھ عرصے کے لئے
بند بھی کرنا پڑا بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ راجہ صاحب
نے سرپرستی سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اور حسب ذیل
مطبوعات کی تفصیل درج کی ہے:

- ۱۔ خالق باری ۲۰۰
 - ۲۔ جان پہچان بطرز خالق باری ۶۰۰
 - ۳۔ دیوان ہند ۱۵۰
 - ۴۔ تحقیق الحقیقت ۱۵۰
 - ۵۔ کریا ۵۰۰
 - ۶۔ تحقیق الالہام ۱۵۰
- ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں صرف ایک کتاب

مطابع بھوپال :

۱۸۶۳ء مطبع سکندری

مولف اختر شاہنشاہی کا بیان ہے کہ محکم ہزاری نس
جناب نواب سکندر بیگم صاحبہ والی ریاست یکم جنوری
۱۸۸۲ء سے محکم نواب عالی جاہ امیر الملک مولوی میر
صدیق حسن خاں صاحب بہادر وزیر اعظم و شوہر والیہ
بھوپال اس مطبع کا نام صدیقی ہو گیا مہتمم عبد المجید خاں
اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۶ء۔

منقولہ بالا بیان تضاد کا مظہر اور حقائق کے
منافی ہے، جو مطبع یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو قائم کیا گیا تھا
اس کے نام میں تغیر و تبدل چار سال قبل وجود میں
آگیا، آزاد لائبریری میں مطبع سکندری کی مطبوعات
محفوظ ہیں پہلی مطبوعہ کتاب کتب خانہ مذکور میں
محفوظ ہے ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء کی طبع شدہ
ہے اور دوسری کتاب ۱۳۰۹ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء
کی طبع کی ہوئی ہے، اس کی روشنی میں وثوق سے
کہا جاسکتا ہے کہ مطبع سکندری اسی نام ۱۸۶۳ء سے
۱۸۹۲ء تک یقیناً موجود تھا۔

۱۸۶۵ء مطبع آفتاب قدرت مالک منشی قدرت اللہ قدرت، منتظم محکمہ اسٹامپ

گورنمنٹ بھوپال مہتمن منشی عبدالکریم انصاری، پرنٹر

عبدالواحد خاں عثمانی اجرائے ۱۸۶۵ء

مولف اختر شاہنشاہی کا بیان ہے کہ "عمدۃ الاخبار"

۱۸۴۲ء مطبع عمدة الاخبار

بھوپال ۶ ورق اوسط یوم شنبہ رجسٹرڈ نمبر ۵۳ مالک

حکیم اشرف حسین مہتمم عبدالجمید خاں از مطبع سکندری

اجرائے ۱۸۴۷ء لیکن آزاد لائبریری میں مطبع عمدة الاخبار

کی ایک مطبوعہ کتاب مورخہ ۱۸ مارچ ۱۸۴۲ء محفوظ

ہے مولف موصوف کا صحت بیان محل نظر ہے۔

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی ۱۲۸۹ ہجری مطابق ۱۸۴۲ء

مطبع شاہ جہانی

اور ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۸۹۷ء کے علاوہ مختلف

سنین کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مالک منشی امجد علی اشہری نائب محکمہ اپیل کاتب محی الدین

۱۸۸۱ء مطبع امجد المطابع

اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۱ء

مطبع صدیقی کے متعلق مولف اختر شاہنشاہی کا بیان

۱۸۸۲ء مطبع صدیقی

نقل ہو چکا ہے آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی ایک

مطبوعہ کتاب ۱۲۹۹ ہجری مطابق ۱۸۸۲ء موجود ہے۔

مالک عبدالواحد اجرائے یکم دسمبر ۱۸۸۵ء

۱۸۸۵ء مطبع فیض عام

مطابع پٹنہ (عظیم آباد) :

آزاد لائبریری مطبوعہ ۱۲۷۱ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء

۱۸۵۵ء مطبع صبح صادق

محلہ کشمیری مالک سید ولایت علی اجرائے جنوری ۱۸۶۵ء

۱۸۶۴ء مطبع عظیم المطابع

مطبع ہذا کی ایک مطبوعہ کتاب ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۵ء

آزاد لائبریری کی زینت ہے۔

مطبع سلطان المطابع مالک شمس الدین ضیاء مہتمم میاں حسین کاتب عبدالرشید

خان مطبع کا دوسرا نام خورشید عالم تھا اجرائے ۱۸۶۴ء

محلہ بادشاہی گنج مالک پنڈت چھوٹو رام مہتمم سید فرزند احمد

۱۸۶۸ء مطبع چشمہ علم

صغیر کاتب عبدالرشید خان اجرائے ۱۸۶۸ء

مجاہد سید ابوسعید سکرٹری انجنینڈا کرہ علمیہ مہتمم

منشی شیخ حسن علی، انجنینڈا کی ماہانہ روئداد ۱۶ ورق خرد

۱۸۷۴ء مطبع بہار پریس

پر طبع ہو کر شائع ہوتی تھی اجرائے ۸ مارچ ۱۸۷۴ء

محلہ خواجہ کلاں گھاٹ، مالک سید اصغر علی مہتمم سید

فضل کریم اجرائے ۱۸۷۶ء آزاد لائبریری میں ۱۲۹۴ ہجری

مطابق ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۶ء مطبع محمدی

مہتمم منشی نوروز علی خان شیدا پریس مین شمس اللہ

مطبع انتظامی

اجرائے نومبر ۱۸۷۶ء

محلہ گدڑی مالک میر وزیر علی اثنا عشری اجرائے ۱۸۷۷ء

۱۸۷۷ء مطبع صبح صادق

محلہ پیر پور ڈاک خانہ باقی پور ۱۸۸۰ء

۱۸۸۰ء مطبع ہندو باندھو

محلہ گوبند پورہ مالک مولوی عبدالقادر مہتمم عاجبین

۱۸۸۱ء مطبع احسن المطابع

آزاد لائبریری میں دو مطبوعات ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۱ء

اور ۱۳۱۲ ہجری مطابق ۱۸۹۳ عیسوی محفوظ ہیں اجرائے

یکم جون ۱۸۸۱ء

مجاہد سید کرانیکل سوسائٹی مہتمم بابو بشیش سنگھ پرنٹر

مطبع انڈین کرانیکل پریس

بیانت حسین، ایک ہفتہ وار اخبار بنام انڈین کرانیکل

آٹھ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

مالک حاجی سید جان مہتمم عبدالغفور اجرائے یکم جون ۱۸۸۱ء

مطبع قادری

محلہ گوبند عطار مہتمم خلیل الدین احمد مولف اختر شاہنشاہی

مطبع قیصری

نے اس کا سن اجراء ۲۹ دسمبر ۱۸۸۳ء درج کیا ہے جو محل نظر ہے کیونکہ آزاد لائبریری میں مطبوعہ ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۸۸۱ء محفوظ ہے اس کے علاوہ ۱۸۸۳ء کی مطبوعہ بھی زینت بنی ہوئی ہے۔

محلہ کاغذی مالک شیخ احمد علی رئیس اجرائے ۴ جنوری ۱۸۸۳ء مالک عبدالغفار اجرائے ۱۸۸۴ء

محلہ دریا پور تھانہ پیر پور ڈاک خانہ باقی پور مالک مولوی سید رحیم الدین مہتمم سید محمد یوسف کاتب عابد علی پریس مین عابد، اپنیچ ہفتہ وار ۶ ورق اوسط پر ہفتہ بخشبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۳ جون ۱۸۸۵ء

چھاپہ آہنی، محلہ صادق پور مہتمم مولوی محمد اسحاق، اس مطبع سے ہفتہ وار انسٹی ٹیوٹ ۲ ورق کلاں پر طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۶ء

آزاد لائبریری میں ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ بحوالہ اودھ پنچ لکھنؤ، ۲۵ مئی ۱۸۹۳ء آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۸ اور ۱۳۲۱ ہجری کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۳ء مطبع آرن فیکٹری

۱۸۸۴ء مطبع حیدری

۱۸۸۵ء مطبع یونین

۱۸۸۶ء مطبع صادق پور

۱۸۹۳ء مطبع سٹی

۱۸۹۷ء مطبع حنفیہ یا حنفیہ پریس

مطابع پٹیالہ :

منشی نول کشور نے راجہ پٹیالہ کے ایما و تحریک پر پٹیالہ میں سنہ مذکور میں ایک مطبع قائم کیا اور منشی رونق علی کے اہتمام و ادارت میں ایک ہفتہ روزہ اردو

۱۸۷۲ء مطبع منشی نول کشور

اخبار بنام پٹیاں اخبار بھی جاری کیا، ۱۸۷۳ء میں مطبع کا
 اہتمام سید محمود علی کے سپرد کیا گیا۔ آزاد لائبریری کی ۱۸۷۷ء
 کی مطبوعہ کتب سے انکشاف ہوتا ہے کہ سنہ مذکور
 میں پنڈت رکھی کیش کا اہتمام و انصرام تھا۔ گورنمنٹ
 گزٹیر زیاست پٹیاں بابت ۱۹۰۴ء سے بھی مطبع ہذا کے
 سنہ اجراء کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے
 کہ ۱۸۹۵ء میں سید رجب علی شاہ کی ادارت میں پٹیاں
 اخبار شائع ہوتا تھا آزاد لائبریری میں نجات المؤمنین
 ۱۸۷۲ء اور سیر پنجاب ۱۸۷۳ء محفوظ ہیں۔

گورنمنٹ گزٹیر کے بیان کے مطابق مالک و مہتمم
 سید رجب علی شاہ۔

۱۸۹۵ء مطبع رابند

مطابع پرتاپ گرھ :

گورنمنٹ گزٹیر بابت ۱۹۰۴ء میں مطبع ہذا کے وجود کا
 پتہ چلتا ہے اور آزاد لائبریری میں ۱۳۱۰ ہجری مطابق
 ۱۸۹۲ء عیسوی کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۲ء مطبع گلشن احمدی

گورنمنٹ گزٹیر بابت ۱۹۰۴ء

مطبع دارالخیر

کالا کنکر مالک راجہ رام پال سنگھ

مطبع ہنومنٹ

مطابع پشاور :

اخبار کوہ نور (لاہور) مورخہ ۱۱ اپریل ۱۸۵۴ء میں

۱۸۵۴ء مطبع مرتضائی

”خبر تتر مطابع جدید“ کے عنوان سے حسب ذیل

خبر ملتی ہے :

”خبر ہے کہ ایک مطبع جدید بنام گلزار پنجاب
سری امرتسر جی میں باہتمام رکھے سنگھ نام کسی بزرگ نے
اور دوسرا مطبع بنام مرتضائی باہتمام حاجی علی کر صاحب
شہر پشاور میں جاری ہوا ہے خداوند کریم ان کی عمر
دراز کرے اور ترقی بخشے“

کوہ نور مورخہ ۶ جون ۱۸۵۴ء میں ہے :
”اخبار پر بہار صداقت آثار پشاور
مطبوعہ ۲۸ مئی ۱۸۵۴ء نمبر ۷“

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ بات وثوق سے
کہی جاسکتی ہے کہ مطبع مرتضائی اپریل ۱۸۵۴ء کے اوائل
میں یقیناً موجود تھا اور اسی مطبع سے ایک ہفتہ دار اخبار
بھی ۱۶ اپریل ۱۸۵۴ء کو جاری کیا گیا تھا۔
۱۸۵۷ء کے پر آشوب دور میں حاجی کرم علی نے
بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور حکومت کے عتاب و عقاب
کا شکار ہوئے چنانچہ سرکاری رپورٹ میں ہے :
”پنجاب کے اخبارات پر باسانی سنسز نافذ کر دیا
گیا اور پشاور میں مرتضائی کے اڈیٹر کو باغیانہ
مضامین لکھنے کے جرم میں قید کر کے اخبار اس کا
بند کر دیا گیا۔“

مالک میاں محمد شریف کاتب محمد عظیم، اس مطبع سے
انجمن پشاور کی سالانہ روئداد ۱۲ ورق خرد پر طبع ہو کر
شائع ہوتی تھی۔

مطبوعہ یوسفی ۱۸۸۳ء

۱۸۳۰ء مطبع جروس

۱۸۱۵ء میں بمبئی ایجوکیشن سوسائٹی قائم ہوئی جس کا
اصل نام *Society for promoting the*
education of the poor with
in Govt. of Bombay. تھا ماؤنٹ اسٹوارٹ
الفسٹون گورنر بمبئی اس ادارے کے صدر تھے۔
انھوں نے ۱۸۲۰ء میں *Native School*
and Book Society. قائم کر کے اس کے
دارے کو وسیع کیا ۲۰ جنوری ۱۸۲۴ء کو اس کا نام
Bombay Native Education
Society. کر دیا گیا۔

۱۸۲۵ء میں سرکاری چھاپہ خانہ سوسائٹی مذکور
کو دے دیا گیا مزید براں سوسائٹی کے استعمال کے
لیے تین چھاپے خانے اسی ملک میں تیار کرنے کا حکم دیا۔
گورنر نے ۲۶ جون ۱۸۲۴ء کو سرکاری سنگی چھاپہ خانے
کی نگرانی کے لئے ایک ماہر سنگی طابع کی تجویز کو منظور
کر لیا اور میکڈول کا اس منصب پر تقرر ہو گیا۔
موصوف کے انتقال کے بعد ۱۸ ستمبر ۱۸۲۶ء کو فرانسکو
اس منصب پر فائز ہوئے اس کے بعد ۱۸۲۹ء میں مسٹر
جروس اس کے نگران مقرر کئے گئے ۱۸۳۰ء میں مسٹر
جروس پونا چلے گئے اور اپنا چھاپہ خانہ ساتھ لیتے
گئے غالباً یہ پونا کا سب سے پہلا چھاپہ خانہ تھا ۱۸۳۱ء

میں مسٹر جروس انگلستان چلے گئے تو مطبع ہذا بند ہو گیا اور یہ طے کیا گیا کہ طباعت کا سارا کام بمبئی کے سرکاری مطبع میں کرایا جائے یہ

۶۱۸۸۲ مطبع گیان محلہ سکرا، پینٹ پڑٹر حاجی محمد قاسم کرتان اجرائے

۶۱۸۸۱

۶۱۸۸۵ مطبع دکن ہیرلڈ مطبع ہذا سے اسی نام کا ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع پونا آبرور ہفتہ وار انگریزی اخبار اسی مطبع سے بنام پونا آبرور طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع کیسری ہفتہ وار مرہٹہ انگریزی اور ہفتہ وار کیسری مرہٹی مطبع ہذا سے طبع ہو کر شائع ہوتے تھے اور دونوں اخبارات کا ایک ہی ایڈیٹر تھا۔

مطبع دیان پرکاش دیان پرکاش ایک پندرہ روزہ اخبار اس مطبع سے چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع دیان چاکسو مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار مرہٹی اخبار دیان چاکسو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع پونے ویجھاؤ اس مطبع سے ہفتہ وار مرہٹی اخبار پونے ویجھاؤ طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع شیواجی مرہٹی ہفتہ وار اخبار شیواجی مطبع ہذا میں چھپ کر اشاعت پاتا تھا۔

مطبع سروجنک سبھا مذکورہ سبھا کا سہ ماہی رسالہ بزبان انگریزی اور ماہانہ

مرہٹی رسالہ اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع لوک ہتوادہی ماہانہ مرہٹی رسالہ مطبع ہوتا تھا۔

مطبع نندھ چندریکا مطبع ہذا سے ماہانہ رسالہ نندھ چندریکا مطبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطابع پیلی بھیت

۱۸۸۵ء مطبع منظرہری

محلہ نیا گنج مالک حکیم منظرہ حسن خاں حسن رام پوری،
کاتب غلام رسول ایک اخبار خورشید آفاق بھی حکیم
صاحب مطبع کر کے شائع کرتے تھے ۱۸ مارچ ۱۸۹۱ء
کو موصوف کے وصال کے بعد مطبع و اخبار دونوں بند
ہو گئے۔ آزاد لاہری میں ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے مولف اختر شاہنشاہی نے
اس کا سنہ اجراء ۱۸۵۵ء بیان کیا ہے۔

۱۸۹۰ء مطبع امیریل

آزاد لاہری میں مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۹۰۰ء ہت اپدیس

اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام
ریاض فیض چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

مطابع تھانہ (بمبئی پریسٹنسی) :

۱۸۶۵ء مطبع اروندیہ

۱۸۶۶ء مطبع سرپوریہ

۱۸۶۱ء مطبع ہندوپنچ

۱۸۷۷ء مطبع داسیہ سماچار مقام باسین

مطابع ٹونک :

۱۸۶۶ء مطبع محمدی بحکم افتخار الدولہ مختار الملک صاحبزادہ نواب عبید اللہ
خان بہادر فیروز جنگ مہتمم غالب علی خاں اجرائے
یکم مئی ۱۸۶۶ء آزاد لائبریری میں ۱۸۸۸ء مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۴ء مطبع امین الاخبار بہ تجویز امین الدولہ وزیر الملک نواب حافظ ابراہیم
علی خاں بہادر صولت جنگ مالک سید محمد نائب
بخشی الملک مہتمم مولوی سیف الدین میرنشی اجرائے
یکم ستمبر ۱۸۸۴ء

مطابع جالندھر :

۱۸۸۱ء مطبع قیصری متصل جامع مسجد مجاریہ منشی برکت علی مہتمم سلطان
علی صولت اجرائے جنوری ۱۸۸۱ء - آزاد لائبریری
میں ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتابیں محفوظ ہیں۔

۱۸۹۸ء مطبع قیصری منشی محمد بخش، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اردو
اخبار ۲ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع ہوا تھا۔

۱۸۹۸ء مطبع ست دھرم پچاک

۱۔ اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب کی ترویج میں اردو کا حصہ،

ڈاکٹر محمد عزیز ص ۴۵

مطابع جاوڑہ (گلشن آباد)

۱۸۵۰ء مطبع محترم المطابع

مہتمم نصر اللہ بیگ، ۲۷ مئی ۱۸۵۰ء کے اسعد الاخبار
آگرہ میں حسب ذیل اشتہار معنی خیز ہے:

”ان دنوں نواب محترم الدولہ غوث محمد خاں
بہادر والی جاوڑہ نے ایک مطبع سنگین قائم اور محترم
الاخبار دو ورقہ بعبارت فصیح اردو جاری ہوا ہے
مرزا نصر اللہ بیگ اس کے مہتمم ہیں۔“

۱۸۶۴ء مطبع جاوڑہ

منشی نصر اللہ بیگ نے سنہ مذکور میں لیاقت اللہ
کے اہتمام سے جاوڑہ پریس کے نام سے ایک مطبع
جاری کیا اور ۱۸۶۷ء میں محترم الاخبار کے نام سے
ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۴ ورقہ اوسط پر نکالا جو
ہر پنج شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۶۷ء مطبع احتشام المطابع

حسب حکم سرکار فیض آٹھار مہتمم سید نظام الدین، موصوف
نے یکم مارچ ۱۸۸۷ء کو احتشام الاخبار کے نام سے
ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۸ ورقہ اوسط پر جاری
کیا تھا جو ہر ماہ کی ۱، ۸، ۱۵، ۲۲ تاریخ کو شائع
ہوتا تھا اجرائے مطبع یکم مارچ ۱۸۶۷ء

مطابع جبل پور

۱۸۷۹ء مطبع انجن اسلامیہ

مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۱۸۸۱ء
درج کیا ہے لیکن سرکاری انجن کے بیان سے معلوم
ہوتا ہے کہ یہ مطبع ۱۸۷۹ء میں جاری کیا گیا تھا مطبع میں

اردو، ہندی، انگریزی، مرہٹی اور اُڑیا ٹائپ موجود تھے۔ لیتھو گرائف پریس بھی قائم تھا اور ایک انگریزی اخبار بنام سنٹرل انڈین نیوز بھی اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوتا تھا جس کا اڈیٹر بھی ایک یورپین تھا۔
۱۰۔ ارمی ۱۸۸۱ء کے اخبار انسٹی ٹیوٹ گزٹ

میں انجمن اسلامیہ کے منصرم محمد حسین کا ایک خطبہ میں سرسید احمد مرحوم شائع ہوا تھا جس کے مطالعے سے بہت سے حقائق پر روشنی پڑتی ہے۔ ”اس انجمن کی ملکیت ایک چھاپہ خانہ ہے جو عرصہ دو سال سے جاری ہے۔ پریس مذکور کی دو شاخیں ہیں۔ ایک کا نام انجمن پریس اور دوسری کا البرٹ پریس ہے اور دونوں علیحدہ علیحدہ مکانات میں جاری ہیں دونوں میں کام انگریزی اور ہندی ٹیپ سے لیا جاتا ہے انجمن مذکور نے بہ نظر خیر خواہی قومی یہ تجویز کی ہے کہ جن اوقات میں پریس مذکور کام سے خالی ہووے ان اوقات میں ان سے وہ کام لیا جاوے جس سے عام فائدہ اسلام ہو چونکہ انجمن مدرستہ العلوم کو ایسا ہی مفید سمجھتی ہے اس واسطے تجویز ہے کہ مدرستہ العلوم علی گڑھ کا وہ کام جس کا صرفہ چھپائی مدرستہ العلوم پر عائد ہوتا ہے وہ اس پریس میں چھپ سکتا ہے کل کاغذات آپ

یہاں بھیج دیا کیجئے یہاں بلا لئے جانے اجرت کے
چھپ جایا کریں گے لیکن قیمت کا نھذا اور صرف ڈاک
مدر کے ذمہ ہوگا۔

مطبع البرٹ

انجن اسلامیه جبل پور کا دوسرا پریس تھا جیسا کہ
مذکورہ بالا عبارت سے مترشح ہے۔

مطابع جودھ پور:

مطبع دار المنصور ۱۸۶۸ء

مہتمم پنڈت مادھو پرشاد سپرنٹنڈنٹ اسکول،
۱۸۶۸ء میں جاری کیا گیا۔ آزاد لائبریری کی مطبوعات
سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۷۸ء میں بھی برسر کار تھا۔

مطبع موتی پرکاش ۱۸۷۱ء

مالک سری موتی سنگھ والی ریاست اجرائے
یکم دسمبر ۱۸۷۱ء

مطبع سری دربار مارواڑ مالک شہاب الدین مہتمم مصر گوردھن داس اجرا ۱۸۸۳ء

مطابع جون پور:

مطبع اسحاقی ۱۸۵۵ء

محلہ مخدوم شاہ اڈہن مکان مولوی محمد شکور، مالک
شیخ محمد اسحاقی، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے قبل
جون پور میں دو مطابع جاری تھے چنانچہ سرکاری
رپورٹ میں ہے کہ "فسادات سے قبل یہاں دو
مطابع تھے ان میں صرف ایک فسادات کا تحمل
ہو سکا" چنانچہ مطبع اسحاقی تو قائم رہا اور مطبع احمدی
چل بسا، یکم جنوری ۱۸۵۹ء کو اسی مطبع سے سید
مظفر حسین نے ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام

نسیم جون پور ۴ ورق اوسط پر جاری کیا لیکن ۱۸۷۵ء
میں اخبار بند ہو گیا اس کے بعد مطبع مولوی محمد ابراہیم
صاحب رئیس پھلی شہر وکیل سرکار کے مکان میں
منتقل ہو گیا اور ۵ جنوری ۱۸۸۶ء کو مالک مطبع شیخ
محمد اسحاق نے نسیم جون پور کی تجدید کی۔

۱۸۵۶ء مطبع احمدی

حسب فرمائش امیر علی مدرس مدرسہ، مالک شیخ محمد ابراہیم
مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء جنوری
۱۸۵۷ء درج کیا ہے جو صحیح نہیں ہے کیونکہ اس مطبع
کی ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ کی مطبوعہ کتاب، آزاد
لابریری کی زینت ہے۔

۱۸۸۶ء مطبع اعظم المطابع

محلہ ملا ٹولہ مالک شیخ محمد حسن مہتمم حاجی اسماعیل اجرائے
یکم جنوری ۱۸۸۶ء آزاد لابریری کی مطبوعات سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطبع ۱۹۰۰ء میں بھی برسر کار تھا۔
محلہ مدھار ٹولہ متصل مکان منشی احمد حسین وکیل مہتمم
شیخ بدیع الحق اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ء مطبع اکبر

مطابع جہلم:

۱۸۸۵ء مطبع سراج المطابع پرنٹر مولوی فقیر محمد اجرائے ۱۸۸۵ء

مطابع جے پور:

۱۸۶۵ء مطبع خاور نور

مالک حکیم محمد اسلم خاں، مطبع ہذا اور اخبار نیئر راجستھان
کے اشتہار میں مالک کا نام حکیم محمد اسلم خاں ہی درج
کیا گیا ہے لیکن احترام الدین احمد شاغل (صاحب

تذکرہ شعرائے جے پور) نے مالک کا نام حکیم سلیم خاں
خستہ لکھا ہے اور مطبع خاور نور کا سنہ اجراء ۱۸۶۹ء
بیان کیا ہے اور دوسرے مقام پر مطبع کا نام خاور
راجستھان درج کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ یہ مطبع
۲۵ صفر المظفر ۱۲۸۲ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۸۶۵ء
کو جاری کیا گیا تھا بعد میں مطبع کے نام میں تبدیلی ہوئی
تو سوسائٹی پریس ہو گیا بالآخر ۱۲۹۴ ہجری تک جاری
رہ کر بند ہو گیا اس وقت اس کے مہتمم مرزا محمد علی
بیگ محوی تھے۔

۱۸۶۹ء مطبع راجپوتانہ شول کانگریس مہتمم فیض محمد اجرائے ۱۸۶۹ء

۱۸۷۹ء مطبع راج مالک بابو نند لال مہتمم مہا بیر پرشاد اجرائے ۱۸۷۹ء

۱۸۸۸ء مطبع سراج الفیض مالک منشی ہیرالال مونس، سراج الفیض تاریخی نام

ہے اور سنہ مذکور ہی میں جاری ہوا لیکن ہیرالال
پریس کے نام سے مشہور ہوا۔ آزاد لائبریری میں
۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء عیسوی کی مطبوعہ کتاب
موجود ہے۔

۱۸۹۹ء مطبع انجمن تعلیمی گھاٹ دروازہ آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

مطابع جھجر:

۱۸۸۴ء مطبع سلیمانی مطبع ہذا سے ایک اخبار ہفتہ وار ہریانہ پنچ ۴ ورق

اوسط پر اور ہریانہ اخبار ماہانہ ۴ ورق خرد پر طبع
ہو کر شائع ہوتا تھا۔ یہ انجمن رفاہ عام کا مطبع تھا

جوستمبر ۱۸۸۴ء میں جاری ہوا مولف اختر شاہنشاہی
 نے اس کا سنہ اجراء نومبر ۱۸۸۵ء لکھا ہے جس کی صحت
 محل نظر ہے مہتمم مولوی غلام احمد خاں اسٹنٹ سکرٹری
 انجمن رفاہ عام، پریس مین یعقوب بیگ، مولوی غلام
 احمد خاں نے اپنا ذاتی مطبع، مطبع مسلم کے نام سے
 جاری کیا تھا جس کی مختلف سنیں کی مطبوعات
 آزاد لائبریری کی زینت ہیں بالخصوص ۱۳۰۳ ہجری
 مطابق ۱۸۸۶ عیسوی اور دوسری ۱۳۱۲ ہجری مطابق
 ۱۸۹۵ء عیسوی محفوظ ہیں۔

مطابع چنسرہ:

گورنمنٹ گریڈ میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

۱۸۷۶ء مطبع چنسرہ

مطابع حصار:

محلہ فیروزہ مالک و مہتمم فقیر محمد رکن الدین قادری ابن
 خواجہ معز الدین قادری، کتاب کنز فارسی مصنفہ
 شیخ نصر اللہ آزاد لائبریری کی زینت ہے۔ مولف
 اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۱۸۵۵ء
 غلط درج کیا ہے۔

۱۸۵۳ء مطبع غریب

مطابع حیدرآباد (دکن):

ریاست کا سرکاری مطبع تھا آزاد لائبریری میں ۱۲۴۳ھ
 مطابق ۱۸۲۷ عیسوی محفوظ ہے۔

۱۸۲۷ء مطبع محبوب

مطبع شمس الامراء ١٨٣٠ء

۶۱۸۶۳ مطبع محمودی

۱۸۶۶ء مطبع تیغ جنگ

۱۸۶۹ء مطبع دارالمطابع یادگار

۱۸۷۰ء مطبع رحمانی

١٨٤٠ مطبع لوح محفوظ

۱۸۷۷ء مطبع محبوب شاہی

۱۸۷۸ء مطبع مفید عام

چھاؤنی رزیدنسی متصل چاؤری مالک نارائن سوامی
ڈلیارکسپنی، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اخبار بنام
اخبار آصفی ۶ ورق اوسط پر ہر جمعہ کو چھپ کر شائع
ہوتا تھا اجرائے یکم فروری ۱۸۷۸ء

۱۸۸۰ء مطبع عالیہ خورشیدیہ
آزاد لائبریری میں ۱۲۹۷ ہجری مطابق ۱۸۸۰ء کی
مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۸۱ء مطبع شفق
رزیدنسی، مالک سید حسین رضوی مہتمم زہری راؤ،
اجرائے ۱۸۸۱ء

۱۸۸۲ء مطبع اسلامیہ
محلہ مغل پورہ مالک مولوی محمد حسین مترجم دفتر نظام
مہتمم سید محبت حسین اجرائے ۱۸۸۲ء۔ آزاد لائبریری
میں ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۳ء مطبع ہزار داستان
محلہ دارالشفاء متصل حمام باولی مالک سید احمد زید
بلگرامی مہتمم سید حسن جشن بلگرامی۔ اس مطبع سے ایک
ہفتہ وار اخبار بنام ہزار داستان ۶ ورق اوسط
پر طبع ہو کر ہر پنج شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری
میں ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۸۸۴ء کی مطبوعہ کتاب
موجود ہے۔

مطبع علوم و فنون
محلہ مغل پورہ متصل ٹیلی گراف آفس، متصل مکان
حافظ منصب علی مالک مشتاق احمد احقر اجرائے
یکم مئی ۱۸۸۳ء

مطبع ارم دکن
محلہ دارالشفاء متصل باولی حجام مالک سید احمد زید
بلگرامی مہتمم سید حسن جشن بلگرامی اجرائے ۵ اپریل ۱۸۸۳ء
محلہ مغل پورہ مسجد علاء الدین مالک حمید الدین نعمانی،
مطبع احمدی

اجرائے ۱۵ اپریل ۱۸۸۳ء

آزاد لائبریری میں ۱۳۰۰ ہجری مطابق ۱۸۸۲ عیسوی کی
مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔ ۳

مطبع اخوان الصفا

محاذی پرانی حویلی بہ سرپرستی نواب حسام الملک خان
خانان بہادر مالک سید محمد سلطان مائل اثنا عشری
دہلوی، مطبع ہذا سے ایک ہفتہ وار اخبار بنام اخبار آصفی
۶ ورق اوسط پر ہر جہہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا مولف
اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۹ جنوری
۱۸۸۵ء درج کیا ہے جو محل نظر ہے کیونکہ آزاد لائبریری
میں ایک کتاب مطبوعہ ۱۳۰۱ ہجری مطابق ۱۸۸۴ء
محفوظ ہے۔

۱۸۸۴ء مطبع آصفی

مالک قادر علی اجرائے یکم اکتوبر ۱۸۸۵ء

۱۸۸۵ء مطبع گلزار دکن

آزاد لائبریری میں مطبع مذکور کی دو کتابیں مطبوعہ

۱۸۸۶ء مطبع مقنن دکن

۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۸۸۶ء اور ۱۳۰۵ ہجری مطابق

۱۸۸۸ء محفوظ ہیں۔

قلعہ گول کنڈہ مالک مشتاق احمد اجرائے یکم مئی ۱۸۸۷ء
متصل پرانی حویلی مہتمم مولوی عبدالسلام عرشی،
اجرائے یکم جولائی ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ء مطبع افسر المطابع
مطبع نظام الدین

بازار رشیدی عنبر محلہ گولی گوڑہ مالک کشن راؤ مہتمم
عبدالکریم ظریف، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار
دکن پنچ ۶ ورق اوسط پر ہر ماہ کی ۳، ۱۰، ۱۷ اور
۲۴ تا پنچ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع دکن پنچ

واقع رحمت بازار محلہ عبدالرزاق، چھاونی سکندر آباد

مطبع نور دکن

- مالک نور الدین مہتمم حاجی عبدالرحیم مشرف اجرائے ۱۸۸۷ء
 آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مختلف سنین کی کتابیں محفوظ ہیں۔
 انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ (۸ دسمبر ۱۹۸۸ء) میں
 مطبع ہذا کا تذکرہ ملتا ہے اور مالک کا نام برہان الدین
 درج کیا ہے۔ آزاد لائبریری میں ۱۳۰۸ ہجری مطابق
 ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔
- ۱۸۸۸ء مطبع آفتاب دکن آزاد لائبریری میں ۱۳۰۵ ہجری مطابق ۱۸۸۸ء کی
 کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۸۹ء مطبع فخر نظامی آزاد لائبریری میں ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۱۸۸۹ء کی
 مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع سفیر دکن آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۹۲ء مطبع دائرۃ المعارف یہ ٹیپ کا مطبع دو سال کے عرصے سے بہ سرپرستی
 عالیجناب مستغنی عن الالقاب، مرجع عالم مامن بنی آدم
 نواب بندرگان عالی متعالی دام ظلہ العالی جناب
 نواب مدارالمہام حیدر آباد دکن و بحسن انتظام عالی
 مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب ڈپٹی کمشنر سرکار
 عالی قائم ہے اس کا اصلی مقصد
 ۱۔ ملک کو فائدہ پہنچانا
 ۲۔ قوم کی مدد کرنا
 ۳۔ علم عربی کی پوری حمایت کرنا ہے
- ۱۸۹۲ء مطبع عزیز دکن مالک عزیز یار جنگ بہادر، آزاد لائبریری میں

۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۲ عیسوی اور ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء

دو مطبوعہ کتابیں نظر سے گزری ہیں۔

۱۸۹۳ء مطبع نامی آزاد لاہری میں ایک مطبوعہ کتاب ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء محفوظ ہے۔

۱۸۹۳ء مطبع سیدی مہتمم میر اکرم علی، آزاد لاہری میں ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۹۵ء مطبع مفید الاسلام واقع کوٹلہ اکبر جاہ، دل گداز اسی مطبع میں چھپ کر شائع ہوا تھا۔ آزاد لاہری میں ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۷ء کی دو مطبوعات نظر نواز ہوئیں۔

۱۸۹۷ء مطبع حیدری آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۸ء مطبع ملک و ملت مطبع ہذا کی ایک مطبوعہ کتاب ۱۳۱۶ ہجری مطابق ۱۸۹۸ء آزاد لاہری کی زینت ہے۔

مطبع تعلیم نسواں رسالہ "افسر" اسی مطبع میں چھپ کر شائع ہوا تھا اور آزاد لاہری میں ۱۳۱۷ ہجری مطابق ۱۸۹۸ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۹ء مطبع شمسی سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب آزاد لاہری میں محفوظ ہے۔

۱۹۰۲ء مطبع ابوالعلائی آزاد لاہری میں ۱۳۲۰ ہجری مطابق ۱۹۰۲ء کی مطبوعہ کتاب نظر سے گزری۔

مطابع خیر آباد (ضلع سیتاپور) :

۱۸۷۴ء مطبع لمعہ رخشاں محلہ میاں سرائے متصل موتی مسجد، مکان سنگین

منشی تیار احمد رئیس، مہتمم حافظ نظام احمد انداز رئیس، اس مطبع کو مطبع ریاض الاخبار بھی کہتے ہیں۔ یہ

مطبع ریاض الدولہ بہار الملک سید ریاض احمد ریاض بن
مولوی طفیل احمد کرمانی کورٹ انسپکٹر درجہ اول جون پور
اور حافظ نظام احمد صاحب انداز رئیس نے مشترک
جاری کیا تھا اردو اخبار بنام ریاض الاخبار
یکم اکتوبر ۱۸۷۲ء کو جاری کیا تھا ریاض الاخبار
جلد ۴، نمبر ۲۶ مورخہ یکم اکتوبر ۱۸۷۷ء سے اس کی
تصدیق ہوتی ہے۔ خیر آباد میں ریاض الاخبار
عشرہ وار شائع ہوتا تھا۔ پھر گورکھ پور محلہ نخاس
میں منتقل ہو گیا مہتمم لالہ سیٹلا بخش کاتب لالہ رام بخش
پریس مین جان عالم، قاسم الاخبار بنگلور مورخہ جولائی
۱۸۷۵ء مؤید ہے گورنمنٹ گزٹیر بابت ۱۹۲۳ء میں
مطبع ریاض الاخبار کا اجراء ۱۸۷۸ء درج کیا ہے
جو یقیناً صحیح نہیں ہے۔

مطابع دہلی :

۱۸۳۳ء مطبع دہلی گزٹ

۱۸۳۳ء میں کرنل پیو، ڈاکٹر رین کن اور مسٹر جان ٹیلر
نے چند ہندوستانیوں کے اشتراک سے ایک مطبع قائم
کیا اور ساتھ ہی ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار بنام
دہلی گزٹ بھی جاری کیا لیکن بالآخر مطبع بھی اسی نام
سے مشہور ہو گیا، دہلی گزٹ کا آخری شمارہ ۱۱ مئی
۱۸۵۷ء کو شائع ہونے والا تھا کہ اچانک جنگ آزادی
کا غلغلہ بلند ہوا اور ایک زلزلے کے ساتھ سارا نظام
درہم برہم ہو گیا چنانچہ مولانا ذکار اللہ کا بیان ہے :

”دہلی گزٹ پریس کا حال بھی بنک کا سا ہوا عیسائی
کمپوزیٹروں جو وہاں جمع تھے اپنے کام میں مصروف تھے
جب سے پریس قائم ہوا تھا ایسا غم ناک کام انھوں نے
کبھی نہیں کیا تھا، جیسا کہ آج ان کو کرنا پڑا، ٹائپ
میں ان کو لکھنا پڑا کہ موت کا ہاتھ ان کے سر پر ہے
بہت ہی صبح کو تاریقی پر خبر آئی تھی کہ میرٹھ کے باغی
دہلی کو جا رہے ہیں اور بہت جلد شہر میں داخل ہوں گے
یہ خبر دہلی گزٹ کے غیر معمولی پرچے میں شائع ہوئی تھی
جس کو کمپوزیٹروں نے یہ جانا کہ ہم نے اپنی موت کا
وارنٹ آپ کمپوز کیا ہے دوپہر کے قریب ایک گروہ
بمعاش شہروں کا چھاپہ خانہ میں گھس گیا اور تمام
عیسائی کمپوزیٹروں کو مار ڈالا کوئی مفرنہ ملا، مکان کو
غارت و تباہ کیا اور تانبے کے ٹائپ لوٹ کر لے
گئے کہ ان کی گولیاں بنا کر لوگوں کو ماریں گے بے

۱۸۳۶ء مطبع دہلی اردو اخبار ڈاکٹر محمد باقر بنیرہ مولانا محمد حسین آزاد نے اپنے

فاضلانہ مقالے میں دہلی اردو اخبار اور مولوی
محمد باقر کا تذکرہ کرتے ہوئے مطبع دہلی اردو اخبار
کا بھی ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مولانا محمد باقر اپنے
والد کے اکلوتے بیٹے تھے ان کی تعلیم و تربیت پر
توجہ صرف کی گئی علوم مروجہ اور علوم دینی کی تکمیل کے
بعد وہ دہلی میں تحصیل دار مقرر ہوئے ایک عرصے

تک ملازمت کی آخر اپنے والد کے مشورہ سے ملازمت ترک کر دی اور علوم مذہبی کی ترویج و تعلیم میں مصروف ہو گئے، جدت پسند طبیعتیں ہر حال میں اپنے لئے نئے نئے راستے ڈھونڈھ نکالتی ہیں ۱۸۳۶ء میں جب پریس کو آزادی ملی تو انھوں نے دہلی سے پہلا اردو اخبار جاری کیا اس کے ساتھ ایک مطبع بھی قائم کیا جس میں مولانا کی تصنیفات اور دوسری کتابیں شائع ہوا کرتی تھیں اس پریس کا نام پہلے جعفریہ اور پھر اردو اخبار پریس رکھا اس کے لئے مولانا مرحوم نے کشمیری دروازے (دہلی) کے اندر ایک بہت بڑا مکان بہ نیت وقف تعمیر کرایا۔ استاد ذوق نے اس تاریخ تعمیر کہی ۷ سعادت گاہ امام دارین بے

مذکورہ بالا مصرع سے تاریخ تعمیر ۹۰۸ ہجری مطابق ۱۵۰۳ عیسوی نکلتی ہے جس کی صداقت کے متعلق اہل نظر خود فیصلہ کر سکتے ہیں اس کے علاوہ کم از کم ۱۸۴۰ء کے اوائل تک نہ مولوی محمد باقر اس مطبع کے مالک تھے اور نہ مطبع کا انتظام ہی موصوف کے سپرد تھا بلکہ ۱۸۴۰ء کے ابتدائی پرچوں پر ”باہتمام سید معین الدین مالک چھاپا ہوا“

درج ہوتا تھا غالباً محمد عتیق صدیقی کو بھی غلط فہمی ہوئی اور موصوف نے اپنے دعوے کی تصدیق میں

اسی بیان کا سہارا لیا لیکن انھوں نے صرف اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ مزید وضاحت کے لئے اس سے بھی زیادہ دلچسپ اور عبرت انگیز بیان کا اندراج کیا ہے

”اس دور کے مسلمان، انگریزوں سے تعلق رکھنا معیوب سمجھتے تھے لیکن دہلی کالج کے پرنسپل مسٹر ٹیلر سے مولانا (مولانا محمد باقر) کی گاڑھی چھپتی تھی یہ ان کے اور وہ ان کے ہر کام میں شریک لڑتے تھے۔ یہ چھاپہ خانہ بھی ٹیلر ہی کی وساطت سے مولوی محمد باقر کے ہاتھ آیا تھا۔“

جب مولوی محمد باقر نے اخبار نکالنے کا فیصلہ کیا تو انھیں ایک پریس کی ضرورت محسوس ہوئی خوش قسمتی سے انھیں ایک نہایت ہی عمدہ پریس ہاتھ آ گیا عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ پرنسپل دہلی کالج نے نصابی کتابیں چھپوانے کے لئے ایک پریس خریدا تھا لیکن ڈکشنری آف دینی نیشنل بیوگرافی کی اوراق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پریس درحقیقت ڈاکٹر اشپنگر کے زمانے میں خریدا گیا تھا اس میں وہ کتابیں چھاپی جاتی تھیں جو کالج کے نصاب میں داخل تھیں اس لئے کہ ان پر لاگت بہت آتی تھی چنانچہ بہت عرصے تک پریس بے مصرف پڑا رہا اور مسٹر ٹیلر کی جو ان دنوں پرنسپل تھے یہ خواہش تھی کہ اونے پونے بیچ کر چھٹکارا حاصل کیا جائے مولوی محمد باقر کے لئے اس سے بہت موقع اور کام ہو سکتا تھا مگر ٹیلر

ان کے گھرے اور دیرینہ مراسم تھے چنانچہ انھوں نے
 پریس خرید لیا اور اپنے دہلی اردو اخبار کی بنا ڈالی۔
 ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے مرحوم دہلی کالج میں
 دیگر اہم باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کالج کے پرنسپل مسٹر
 بوترو، ڈاکٹر اشپرنگر اور مسٹر ٹیلر کا بھی ذکر کیا ہے
 ، ۱۸۳۹ء میں جنرل کمیٹی نے یہ تجویز پاس کی کہ کالج
 کا ایک پرنسپل مقرر کیا جائے جو اپنا تمام وقت کالج
 کے فرائض انجام دینے میں صرف کرے اور مشرقی
 شعبے نیز انگلش انسٹی ٹیوشن کی علما نگرانی کرے اور
 انگریزی شعبوں کی اعلیٰ جماعتوں کو سائنس اور ادب
 کی اعلیٰ شاخوں میں تعلیم دے یہ تجویز منظور ہوئی اور
 ۱۸۴۱ء میں مسٹر ایف بتروس کا تقرر کالج کی پرنسپل
 پر چھ سو روپے ماہانہ پر ہوا وہ بوجہ بیماری دو سال
 کی رخصت لے کر انگلستان چلے گئے لیکن افسوس
 انھیں پھر آنا نصیب نہ ہوا۔

ان کی جگہ ڈاکٹر اشپرنگر ایم ڈی اسٹنٹ سرجن
 بنگال سروس کا تقرر ہوا اور کالج کو مسٹر بتروس کا بدل
 مل گیا جنوری ۱۸۴۸ء میں ڈاکٹر صاحب بحکم گورنمنٹ
 آف انڈیا لکھنؤ میں خاص کام پر متعین کئے گئے وہاں
 انھیں شاہانِ اودھ کے کتب خانوں کی فہرست
 تیار کرنے کا کام تفویض کیا گیا یہ فہرست ان کی بڑی
 یادگار ہے اور بڑی قابلیت اور محنت سے تیار
 کی گئی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی غیر حاضری میں ہیڈ ماسٹر مسٹر ٹیلر
 ان کے قائم مقام ہوئے ڈاکٹر صاحب خاص مدت
 تک لکھنؤ رہے وہاں کا کام ختم ہو گیا تو ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء
 کو اپنی اصلی خدمت پر عود کیا لیکن ۱۹ اپریل ۱۸۵۰ء
 کو بوجہ علالت سٹلمہ چلے گئے اور اس کے بعد ان کی
 خدمات بنگال میں منتقل کر دی گئیں تو پرنسپل کی خدمت
 پر مسٹر کارگل کا تقرر ہوا، مسٹر کارگل کے چلے جانے
 کے بعد ۴ ۱۸۵۰ء میں مسٹر ٹیلر قائم مقام پرنسپل ہو گئے
 یہ بہت پرانے استاد تھے اور ابتداء سے ان کا تعلق
 کالج سے چلا آ رہا تھا۔ ۱۸۵۰ء کی شورش میں یہی
 پرنسپل تھے ۱۱

مولوی عبدالحق مرحوم کے بیان کی تصدیق
 ڈکٹری آف دینیشنل بیوگرافی کے بیان سے بھی
 ہوتی ہے مختلف وجوہ کی بنا پر اصل عبارت من وعن
 نقل کی جاتی ہے:

Sprenger - In 1844 he was appointed Principal of the Mohammedan College at Delhi, here he remained until 1848. He is also credited during his residence at Delhi with having printed at the litho-

graphic press in Hindustani, the first weekly periodical to appear in an Indian vernacular. On 6th December 1847 he received the appointment and some two months later proceeded to Lucknow. The principal home of oriental lore in India, he was employed in the congenial task of cataloging the manuscripts in the libraries of the king of Oudh, the treasurer of which were almost depleased during the Indian mutiny.¹

ڈکشنری مذکور میں ڈاکٹر اشپنگر کے بیان میں جہاں پر اس کا ذکر کیا گیا ہے وہ سطور میں وعین نقل کی گئی ہیں ڈاکٹر محمد صادق اور ان کی تقلید میں عتیق صاحب نے جو افسانہ طرازی کی ہے وہ اشپنگر کے بیان میں نہیں ملتی بلکہ اس کے علاوہ مسٹر ٹیلر اور مولوی محمد باقر کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے اس کا بھی سراغ نہیں ملتا اور حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد باقر اور ٹیلر کے متعلق ڈکشنری مذکور میں ایک جملہ بھی نہیں ہے۔

مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ ڈاکٹر اشپہرنگر ۱۸۴۸ء کے اوائل تک دہلی میں مقیم تھے اور موصوف کا پریس بھی موجود تھا لیکن فروری ۱۸۴۸ء میں موصوف کے لکھنؤ چلے جانے کے بعد مسٹر ٹیلر قائم مقام پرنسپل مقرر کئے گئے اس لئے ظاہر ہے کہ ڈاکٹر اشپہرنگر کے زمانے میں جو پریس خریدا گیا تھا وہ فروری ۱۸۴۸ء کے بعد فروخت کیا گیا ہوگا لیکن یہ حقیقت کس قدر دلچسپ اور سبق آموز ہے کہ جو پریس فروری ۱۸۴۸ء کے بعد خریدا گیا تھا نہ جانے مولوی محمد باقر نے کس طرح اس پریس سے ۱۸۴۷ء میں دہلی اردو اخبار جاری کر دیا تھا۔ محمد عتیق صدیقی نے دہلی اردو اخبار کے ابتدائی شماروں کی روشنی میں مطبع ہذا کے متعلق چند اہم حقائق کا انکشاف کیا ہے۔

”۳ مئی ۱۸۴۰ء تک اخبار کا نام دہلی اخبار رہا۔ پھر یکایک ۱۰ مئی ۱۸۴۰ء کے اخبار میں دہلی اخبار کی جگہ پر ”دہلی اردو اخبار“ نظر آتا ہے۔ نام کی تبدیلی کے اسباب کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ ۱۸۴۰ء کے ابتدائی پرچوں پر ”باہتمام سید معین الدین مالک چھاپا ہوا“ چھاپا جاتا تھا اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت تک چھاپہ خانے کے مالک سید معین الدین رہے ہوں گے پھر یکایک ایک اور نام کا اضافہ ہوا اور ساتھ ہی مالکانہ حیثیت سے معین الدین کا ذکر

حذف کر دیا گیا چنانچہ اب عبارت یہ ہوتی تھی :
 ” باہتمام سید عین الدین اور امداد بیگ کے
 چھاپا ہوا۔“

۱۲ اگست ۱۸۴۰ء کو دونوں نام غائب ہو گئے اور
 ان کی جگہ پر :

” باہتمام موتی لال پرنسٹر و پبلشر چھاپا ہوا۔“
 چھاپا جانے لگا۔

مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں یہ بات نہایت
 وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ مطبع دہلی اردو اخبار
 ۱۸۴۰ء کے اوائل تک مولوی محمد باقر کی ملکیت نہیں
 رکھتا اور نہ ہی موصوف اس کے مہتمم اور منتظم تھے لیکن
 ۱۳ ستمبر ۱۸۴۲ء کے سراج الاخبار میں مولوی محمد باقر
 کے دوسرے اخبار مظہر حق کا تذکرہ کرتے ہوئے حسب
 ذیل بیان درج کیا گیا ہے :

” بہ زبانی معتبر سے دریافت رسید کہ
 مولوی محمد باقر کہ انتظام چھاپہ خانہ دہلی
 اردو اخبار متعلق بذات او شالہ است
 اخبار جدید سہی بہ مظہر حق بہ سبب اصرار
 وقائع نگاراں ہندوستان بہ تکذیب
 عدم قتل و غارت بغداد چار ہفتہ
 جاری نموده اند۔“

مطبع دہلی اردو اخبار کی متعدد مطبوعات آزاد لا بریری
 میں محفوظ ہیں ان کے مطالعے سے مختلف دلچسپ اور

مفید حقائق کا انکشاف ہوتا ہے طوالت کے خوف سے صرف چند مطبوعات کے تذکرے پر اکتفا کیا جائیگا۔

۱۔ خلاصۃ التاریخ مصنفہ مارش من حصہ اول اردو میں سر وپ نرائن اور شیونرائن اسکالراں اعلیٰ مدرسہ دہلی نے ترجمہ کیا (۱۸۴۴ء) دہلی اردو اخبار پریس مولوی محمد باقر صاحب میں جو گزر اعتقاد خاں میں متصل پنجہ شریف واقع ہے باہتمام پنڈت موتی لال پرنٹر اور پبلشر کے چھاپا ہوا۔

۲۔ توزک تیموری ترجمہ اس کتاب کا اول سے آخر تک مولوی سبحان بخش مدرس دوم عربی مدرسہ دہلی نے ۱۸۴۵ء میں کیا۔

باہتمام پنڈت موتی لال پرنٹر و پبلشر دہلی اردو اخبار اوفیس مکان متعلقہ امام باڑہ موقوفہ مولوی محمد باقر صاحب واقع گزر اعتقاد خاں میں چھاپا ہوا۔

۳۔ ترجمہ تاریخ ایران ۔

دہلی اردو اخبار پریس مکان مولوی محمد باقر صاحب واقع گزر اعتقاد خاں میں باہتمام پنڈت موتی لال پرنٹر و پبلشر کے چھاپا۔

مذکورہ بالا اندراجات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ مطبع دہلی اردو اخبار ۱۸۴۴ء میں یقیناً مولوی محمد باقر کے مکان میں موجود تھا اور پنڈت موتی لال کشمیری اس کے پرنٹر و پبلشر تھے اسی مطبع کی ۱۸۵۰ء لغایت ۱۸۵۴ء کی کتابوں سے ایک اور دلچسپ

حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ اس آٹھ سال کے
طویل عرصے میں کسی کتاب پر بھی پرنٹر و پبلشر کی حیثیت
سے پنڈت موتی لال کا نام نظر نہیں آتا بلکہ موصوف
کے بجائے مولانا محمد حسین آزاد کا نام نامی نظر آتا ہے۔

۱۔ اصول قواعد مالیات

مترجم پنڈت اجودھیا ناتھ مدرس مدرسہ دہلی
دہلی اردو اخبار پریس مکان ماجورہ متعلقہ امام بارہ
وقفی مولوی محمد باقر صاحب باہتمام بندہ محمد حسین
پرنٹر و پبلشر کے ۱۸۵۰ء میں چھاپا گیا۔

۲۔ کلیات انشاء اللہ خاں تصنیف و تنقیح مالا کلام بہ عرق
ریزی کارپردازان مطبع در مطبع دہلی اردو اخبار
باہتمام بندہ محمد حسین طبع شد۔

اسی کتاب کے خاتمے پر یہ عبارت بھی ملتی ہے۔
الحمد للہ کہ این کلیات انشاء اللہ خاں مرحوم بتاریخ
بست و سوم ماہ مارچ ۱۸۵۵ء مطابق چہار شہر
رجب المرجب ۱۲۷۱ ہجری در مطبع دہلی اردو اخبار
باہتمام بندہ محمد حسین پرنٹر و پبلشر عفی عنہ طبع شد۔
مولف اختر شاہنشاہی نے بھی مطبع دہلی اردو اخبار
کا تذکرہ کیا ہے۔

”اردو اخبار پریس۔ دہلی گزرا اعتقاد خاں مکان مولوی
محمد باقر مہتمم پنڈت موتی لال اجرائے ۱۵ اکتوبر ۱۸۴۵ء
دوسرے مقام پر ”اردو دہلی اخبار“ کے عنوان کے ذیل
میں لکھا ہے :

دہلی محلہ کابلی دروازہ منہتہ وار ۸ ورق یوم جمعہ
 سالانہ قیمت ۵۰ مالک محمد حسین اڈیشنٹی امداد حسین
 مہتمم شیخ احمد علی شاہ اجرائے یکم مارچ ۱۸۵۱ء
 منقولہ بالا دونوں عبارتیں محل نظر ہیں۔ تضاد و
 تناقص کے علاوہ ایک بیان بھی صحت پر مبنی نہیں
 ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں
 کا اندراج ملتا ہے۔

- ۱۔ کفایہ منصوری طب مولفہ منصور ۵۰۰
- ۲۔ نشر عشق عشقیہ داستان مولفہ نواب محمد خاں ۱۰۰
- ۳۔ فتح گرٹھ نامہ تاریخ فتح گرٹھ مولفہ کالی پرشاد ۲۰۰
- ۴۔ مثنوی کام روپ فارسی مثنوی مولفہ چودھری کوڑا مل ۲۵۰
- ۵۔ کھیت کرم زراعت مولفہ کالی پرشاد ۱۰۰۰
- ۶۔ مثنوی بوعلی شاہ قلندر فارسی نیا ایڈیشن ۲۵۰
- ۷۔ جامع فتح خانی سوانح فتح خان تحصیلدار اعظم گرٹھ ۶۸
- ۸۔ بدیع الانشأر اخلاقیات سپہ دار خاں ۲۰۰
- ۹۔ سرکلر نمبر ۴ صدر بورڈ مترجم محمد حسین آزاد
- ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں
 کا تذکرہ ملتا ہے۔

- ۱۔ قرآن کریم ۲۵۰
- ۲۔ شمس الایمان مولفہ محمد محی الدین ۲۰۰
- ۳۔ مراۃ دولت عباسیہ مولفہ دولت رائے فارسی ۱۰۵
- ۴۔ ہدایت نامہ پیائش مولفہ کالی پرشاد ۲۰۰
- ۵۔ معلم الحساب ۱۵۰۰

- ۶۔ بدرنیر مثنوی مجیرن دہلوی ۶۰۰
 ۷۔ اثبات الاعجاز مولوی شجاعت علی ۱۰۰
 ۸۔ منظر حق رسوم اسلامیہ ۲۰۰
 ۹۔ *Principle of Hydrastatics* ۵۰

مترجم: اجرو دھیا پرشاد

۱۸۵۱ء میں حسب ذیل کتابوں کی تفصیلات ملتی ہیں:

- ۱۔ حاکل شیفہ ۵۰۰
 ۲۔ مثنوی بوعلی شاہ قلندر ۱۰۵۰
 ۳۔ ذکائی حکیم ذکار اللہ خاں ۱۰۴۰
 ۴۔ ضابٹ العوام فرید الدین ۱۳۰۰
 ۵۔ ہندسہ بالجبر مولفہ مسٹر وائڈ مترجم رام چندر ۱۰۰
 ۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل کتب کا
 اندراج ملتا ہے:

- ۱۔ نخل ماتم ۱۵۰
 ۲۔ کفایہ منصوری ۵۰۰
 ۳۔ سی پارہ نور ۵۰۰
 ۱۸۵۳ء کی مطبوعات:

- ۱۔ دیوان حافظ حافظ شیرازی ۳۰۰
 ۲۔ قول مستحسن تذکرہ فقراء ۱۶۰
 آزاد لائبریری میں مختلف سنین کی کتابیں محفوظ
 ہیں مثلاً:

۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۲ء

آزاد لائبریری میں تنویر الفیض فی اثبات رفع الیدین۔
مصنفہ مولوی محمد اسماعیل شہید مطبوعہ ۱۲۵۶ ہجری
مطابق ۱۸۴۰ء محفوظ ہے۔

۶۱۸۴۰ مطبع رحمانی

آزاد لائبریری میں ۱۲۵۶ھ مطابق ۱۸۴۰ء کے علاوہ
۱۲۶۱ھ اور ۱۲۷۱ھ کی بھی مطبوعات ہیں۔

۶۱۸۴۰ مطبع محمدی

مالک بہادر شاہ ظفر مہتمم مصلح الدولہ سید ابوالقاسم و
امداد علی بیگ خاں کاتب قاری مسعود، ۱۸۴۸ء کی
سرکاری رپورٹ میں مہتمم رستم علی خاں درج کیا گیا ہے
۳۰ جولائی ۱۸۴۱ء کو اسی مطبع سے ہفتہ وار فارسی
اخبار سراج الاخبار کا اجراء ہوا جو ہر کیشنبہ کو طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا سلطنت چغتائیہ کے اختتام کے ساتھ
مطبع و اخبار دونوں کا خاتمہ ہو گیا۔ مطبع سلطانی کی
مختلف مطبوعات آزاد لائبریری میں محفوظ ہیں۔

۶۱۸۴۱ مطبع سلطانی

اردو ادب کے اکثر محققین کا دعویٰ ہے کہ مطبع و
سید الاخبار دونوں ۱۸۳۷ء میں جاری کئے گئے چنانچہ
عتیق صدیقی کا بیان ہے :

مطبع سید الاخبار

” ۱۸۳۷ء میں دہلی کے دوسرے اخبار کا سید

الاخبار کے نام سے اجراء ہوا اس اخبار کے مالک
سید احمد خاں کے بڑے بھائی سید محمد خاں تھے، اسی
سلسلے میں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ سید الاخبار کے مطبع
کو اس کا بھی فخر حاصل ہے کہ غالب کے اردو دیوان کا

پہلا ایڈیشن اسی مطبع سے شائع ہوا تھا اس دیوان کے
سردرق کی عبارت یہ ہے :

دیوان اسد اللہ خاں بہادر غالب تخلص مرزا نوشہ
صاحب شہور کا دہلی میں سید محمد خاں بہادر کے لیتھو
گرافک پریس میں شہر شعبان ۱۲۷۷ ہجری مطابق ۱۸۴۱ء
کو سید عبدالغفور کے اہتمام میں چھاپا گیا : ۱
سرکاری رپورٹ نے مذکورہ بالا دعویٰ کی تصدیق
نہیں ہوتی بلکہ صوبہ شمالی و مغربی کے اسٹنٹ سکریٹری
مسٹر شیکسپیر نے مسٹر ٹیلر کے حوالے سے اس کا سنہ اجراء
۱۸۴۱ء درج کیا ہے دوسرے عتیق صاحب نے دیوان غالب
کا سنہ طباعت ۱۲۷۷ ہجری درج کیا ہے حالانکہ سنہ
طباعت ۱۲۷۷ ہجری ہے ۔

سید محمد خاں نے جب سید الاخبار جاری کرنے کا
فیصلہ کیا تو ایک لیتھوگرافک پریس بھی قائم کیا اس پریس
میں صرف سید الاخبار ہی طبع نہیں ہوتا تھا ، بلکہ
مقدمین اور معاصر علمائے کرام اور شعرائے عظام کے
علمی شاہکار بھی طبع ہوتے تھے مرزا غالب کے اردو
دیوان کے علاوہ خود سید علیہ الرحمۃ کی دو کتابوں کی
پرنٹ لائن کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا ۔ جلالہ اقلوب
بذکر المحبوب جواد الدولہ سید احمد خاں بہادر عارف جنگ
کی تالیف کی ہوئی ماہ رمضان المبارک ۱۲۷۹ھ جناب

سید محمد خاں بہادر کے لیتھوگرافک پریس میں سید عبدالغفور
کے اہتمام سے چھپی۔

لیکن فوائد الافکار فی اعمال الفر جاہ کی پرنٹ لائن میں
”مطبوعہ مطبع سید الاخبار باہتمام سید عبدالغفور
۱۸۴۶ء درج ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ۱۸۴۶ء
میں مطبع کا نام بجائے مطبع سید الاخبار ہو گیا تھا،
سید کے بڑے بھائی سید محمد خاں نے ۱۸۴۵ء
کے اواخر میں وفات پائی۔ گمان غالب ہے کہ سید
مرحوم نے ان کے وصال کے بعد اس کا نام بدل کر
مطبع سید الاخبار کر دیا تھا چنانچہ آثار الصنادید
مطبوعہ ۱۸۴۷ء پر بھی مطبع سید الاخبار درج کیا گیا
ہے اور اتمام تک یہی طبع ہوتا رہا اس مطبع کی آخری
طباعت کا نمونہ قول متین در حرکت زمین مصنف
سید احمد خاں مصنف شاہ جہان آباد مطبوعہ مطبع
سید الاخبار باہتمام سید عبدالغفور ۱۲۶۵ ہجری آزاد
لائبریری میں محفوظ ہے۔

عتیق صدیقی نے بھی مطبع سید الاخبار کا تذکرہ
کیا ہے اور لکھا ہے کہ :

”آثار الصنادید کا پہلا ایڈیشن بھی سید احمد خاں
نے ۱۸۴۷ء میں اسی چھاپہ خانہ سے شائع کیا تھا
لیکن آثار الصنادید پر مطبع کا نام سید المطابع درج ہے۔“

غالباً یقین صاحب کو تسامح ہوا کیونکہ آثارالصنادید پر
مطبع کا نام سید المطایع نہیں بلکہ مطبع سید الاخبار درج
کیا گیا ہے۔

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع
سید الاخبار بند ہو گیا۔

آزاد لاہری میں ظفر جلیل مولفہ قطب الدین مطبوعہ
۱۲۵۸ ہجری مطابق ۱۸۴۲ عیسوی محفوظ ہے۔ کتاب ہذا
کا دوسرا نسخہ ۱۲۶۰ھ مطابق ۱۸۴۴ء بھی دستیاب ہے۔

مطبع مصطفائی ۱۸۴۲ء

اس مطبع کو مدرسہ دہلی بھی کہتے ہیں مولف اختر
شاہنشاہی نے اس کا سن اجراء ۱۸۴۴ء غلط لکھا ہے
کیونکہ آزاد لاہری میں تاریخ انگلستان مصنفہ گولڈ
اسمٹھ مطبوعہ ۱۸۴۲ء موجود ہے مہتمم سید اشرف علی دہلوی۔

مطبع العلوم ۱۸۴۲ء

۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع العلوم
پہلے دہلی کالج سے متعلق تھا اب کالج کو اس سے کوئی
تعلق نہیں ہے وجہ یہ ہوئی کہ کالج کی کمیٹی اس نتیجے
پر پہنچی کہ مطبع چونکہ کالج کی براہ راست ملکیت نہیں
اس لئے کمیٹی کو نہ تو مطبع پر سولہ آنے اختیار حاصل
ہو سکتا ہے اور کمیٹی گورنمنٹ کی خواہش کے مطابق
اس مطبع میں چھپنے والی کتابوں کی پوری نگرانی کر سکتی
ہے چنانچہ یہی مناسب سمجھا گیا کہ مطبع کو کالج کے
حدود سے منتقل کئے جانے کے احکام صادر کئے
جائیں چنانچہ رسالہ قواعد اردو مصنفہ امام بخش صہبائی
۱۸۴۹ء میں مطبع ہذا سے طبع ہو کر شائع ہوئی، تو

پرنٹ لائن میں لکھا گیا باہتمام سید اشرف علی مطیع
 العلوم واقع دہلی گزر کشمیری دروازہ میں چھپا ۱۸۴۹ء
 ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل کتابوں
 کی طباعت و اشاعت کا اندراج ملتا ہے :

۱. انتخاب یوان اردو شعکر اکلام کا انتخاب ۱۵۰
۲. رسالہ قواعد اردو مولوی امام بخش صہبائی ۱۵۰
۳. گلستاں مترجم شیخ سعدی ۲۰۰
۴. تذکرۃ الکاملین ماسٹر رام چندر دہلوی ۱۵۰
۵. ذکائی (طب) نیا ایڈیشن ۳۰۰
۶. قول فیصل ۵۰
۷. نصیحت نامہ برائے مسلمانان ۱۰۰۰
۸. شرح مقامات حریری شارح منشی کریم الدین
 استاد مدرسہ آگرہ ۱۰۰
۹. چشمہ فیض ۱۰۰
۱۰. الفاظ الادویہ مرتبہ حکیم محمد شریف خاں
 مصنفہ حکیم محمد عبداللہ ۲۰۰
۱۱. فسانہ عشق (فارسی) مثنوی ۲۰۰
۱۲. رسالہ معجزات نبی ۱۵۰
۱۳. رُودِ ہندی ۲۰۰
۱۴. تحریر اقلیدس ۱۵۰
۱۵. سببہ معلقہ ۱۰۰
۱۶. رسالہ سربلغ الفہم (حساب) ماسٹر رام چندر دہلوی ۱۵۰
۱۷. نقشہ انگلستان ۱۰۰۰

40

۲۰۔ طب اکبر مولفہ حکیم محمد اکبر

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسبِ ذیل مطبوعات کا اندراج ملتا ہے :

۱۔ اخلاقِ جلالی مترجم

۲۔ باغ و بہار ۱۔ میرامن

۳۔ چشمہ فیض

٣٠٠

۵۔ جغرافیہ

۲۰۰ ۲- مختصر نافع (فقہ)

٣٠٠ ابو الفضل

۸. دہ. مجلس

۹۔ کتاب پیمائش برائے رڑکی کالج ۳۰۰

۱۰- پتره ہندی جستری بابت ۶۱۸۵۰ ۵۰۰

۱۱۔ جنتی بابت ۱۸۵۰ء

۱۲۔ رسالہ مقناطیس مترجم کمال الدین لکھنوی

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں حسبِ ذیل مطبوعات کا تذکرہ ملتا ہے جو سید اشرف کے اتہام و نگرانی میں طبع کر کے شائع کی گئیں :

۱۔ تحریر اقلیدس مترجم سید مملوک العلی

۲۔ تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز جلد اول ۳۰۰

۳- " " " " جلد دوم ۳۰۰

- ۴۔ اخوان الصفا، مترجم مولوی اکرام علی ۳۰۰
- ۵۔ ہندی ڈکشنری ۲۰۰
- ۶۔ علم عادات ۱۰۰
- ۷۔ جبر و مقابلہ ۲۰۰
- ۸۔ رسالہ مہن صاحب ۱۰۰
- ۹۔ مقامات ہندی ۱۵۰
- ۱۰۔ زیر طبع ۱۰۰
- ۱۱۔ میزان الطب مصنفہ حکیم محمد اکبر مترجم حسین علی ۳۰۰
- ۱۲۔ افغانستان ۲۰۰
- ۱۳۔ علاج الامراض حکیم محمد شریف خاں دوسرائی شیراز ۲۰۰
- ۱۴۔ اخلاق جلالی ۲۰۰
- ۱۵۔ گلستان مترجم شیخ سعدی شیرازی ۲۰۰
- ۱۶۔ بیتال کچپی ۳۰۰
- ۱۷۔ پترا ۱۹۰۸ بکرمی ۳۰۰
- ۱۸۔ جنتری ۶۱۸۵۲ ۲۲۵
- ۱۹۔ نصیحت نامہ ۱۰۰
- ۲۰۔ انجیل مترجم ۱۰۰
- ۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل طبو عات
کا اندراج ملتا ہے جو کریم بخش کے اہتمام اور نگرانی
میں چھپ کر شائع ہوئیں۔
- ۱۔ بیتال کچپی ۳۰۰
- ۲۔ علاج الامراض حکیم محمد شریف خاں ۲۰۰
- ۳۔ گلستان مترجم شیخ سعدی شیرازی ۲۰۰

۱۵۰. ۴۔ مقامات ہندی
۱۰۰. ۵۔ علم آداب
۲۰۰. ۶۔ ایجاب نکاح
۲۰۰. ۷۔ اخلاق جلالی مترجم
۳۰۰. ۸۔ قواعد فارسی
۱۰۰. ۹۔ طبی
۲۰۰. ۱۰۔ بہار عجم
۲۰۰. ۱۱۔ کلیات سودا
۳۰۰. ۱۲۔ شرح قصائد سودا
۱۰۰. ۱۳۔ رسالہ کافیہ
۳۰۰. ۱۴۔ تاریخ بنگالہ
۴۰۰. ۱۵۔ باغ و بہار میرامن دہلوی
- ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل کتابوں کا اندراج ملتا ہے :
۳۰۰. ۱۔ تاریخ بنگالہ
۴۰۰. ۲۔ باغ و بہار میرامن دہلوی
۲۰۰. ۳۔ بہار عجم دو جلدوں میں مولفہ ٹیک چند بہار
۱۰۰. ۴۔ رسالہ علم عروض عربی قواعد
۴۰۰. ۵۔ جغرافیہ (اردو)
۲۰۰. ۶۔ فارسی خطوط نویسی
۵۰۰. ۷۔ کفایہ منصوری (طب فارسی)
۴۰۰. ۸۔ اخلاق جلالی مترجم
۱۵۰. ۹۔ مقامات ہندی

- ۶۰۰ ۱۰۔ پترہ ۱۹۱۱ بکری
- ۴۰۰ ۱۱۔ اکادمی مہوتم (سنسکرت)
- ۶۰۰ ۱۲۔ اقلیدس
- ۴۰۰ ۱۳۔ رکنی منگل (ہندی)
- ۴۰۰ ۱۴۔ سنہ لیل (مذہبی)
- ۴۰۰ ۱۵۔ بھورگیت

آزاد لائبریری میں ۱۸۴۲ء سے ۱۸۴۷ء تک
مختلف مطبوعات محفوظ ہیں جن کا تذکرہ سرکاری
رپورٹ میں نہیں ہے قرآن السعیدین، فوائد الناظرین
محب ہند اور تحفۃ احوال اسی مطبع سے چھپ کر
شائع ہوتے تھے۔

۱۸۴۳ء مطبع زہاد عام لٹھیوگرافک مالک و مہتمم مولوی کریم الدین، مولف اختر شاہنشاہی
نے اس کا سنہ اجراء مارچ ۱۸۴۷ء غلط درج کیا ہے
ایک ہفتہ وار اخبار گل رعنا یا کریم الاخبار بھی ۱۸۴۵ء
میں جاری کیا گیا اور تذکرہ طبقات الشعراء ۱۸۴۷ء
میں اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوئی۔

۱۸۴۵ء مطبع دارالسلام محلہ حوض قاضی، مالک عنایت حسین مہتمم نور الدین احمد
اس مطبع سے ایک ہفتہ وار فارسی اخبار بنام صادق
الانخبار شائع ہوتا تھا اصلاً نور الدین احمد دہلی
رزیدنسی میں میرمنشی تھے اخبار کے اجراء سے
۱۸۴۹ء تک اخبار عنایت حسین کی ادارت میں
شائع ہوتا رہا جو موصوف کے خلیف الرشید تھے
مگر ۱۸۵۰ء میں عنان ادارت خود سنبھال لی،

غالباً باب بیٹوں میں اختلاف رونما ہوا اور
 ۱۸۵۱ء میں مطبع و اخبار براہ راست نور الدین احمد کی
 نگرانی میں آگئے۔ دیوان غالب کا دوسرا ایڈیشن
 ۱۸۴۷ء میں مطبع ہذا میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔
 ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں مطبع ہذا کی حسب
 ذیل کتابوں کا اندراج ملتا ہے :

- ۱۔ قرآن حکیم ۴۲۲
- ۲۔ تالیف شریفی (طب) حکیم محمد شریف خاں ۲۳۰
- ۳۔ انشائے خلیفہ فارسی رقعات کا دوسرا ایڈیشن ۲۵۰
- ۴۔ عروس المومنین مولفہ مولوی قطب الدین ۳۳۰
- ۵۔ انشائے فائق علم مجلسی، دوسرا ایڈیشن ۳۳۰
- ۶۔ بہار دانش جہاں دارشاہ کی داستان عشق ۳۰۰
- ۷۔ منظر جمیل انتخاب احادیث، مولوی قطب الدین ۳۰۰
- ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات
 کا اندراج ملتا ہے :

- ۱۔ حمائل شفیہ ۴۰۰
- ۲۔ یوسف زلیخا مع حواشی ۴۲۰
- ۳۔ یوسف زلیخا مختصر ایڈیشن ۴۲۰
- ۴۔ رسالہ ردّ وہابیان ۳۳۰
- ۵۔ قوانین زراعت ۲۰۰
- ۶۔ فرحت الصبیان ۳۳۰

مطبع دارالسلام سنگی مطبع تھا چنانچہ ۱۸۵۰ء میں
 پتھروں کے ٹوٹ جانے سے مطبع کا بڑا نقصان

ہوا اور ۱۸۵۱ء میں حسب ذیل کتابیں زیر طبع سے
آراستہ ہو کر منظر عام پر آئیں :

- ۱۔ قرآن الکریم ۶۰۰
- ۲۔ گلستان شیخ سعدی شیرازی ۳۵۰
- ۳۔ کریمیا " " " ۳۰۰
- ۴۔ بخارہ نامہ نظیر اکبر آبادی ۴۰۰
- ۵۔ رسالہ راہ سنت ۳۰۰
- ۶۔ تعلیم ابجد ۵۰۰
- ۷۔ رسالہ فیض الانام ۲۰۰
- ۸۔ برہان محکم ۳۰۰

۱۸۵۲ء میں حسب ذیل مطبوعات کا پتہ چلتا ہے :

- ۱۔ جمائل شیعہ ۹۰۰
- ۲۔ گلستاں ۵۰۰
- ۳۔ خالق باری ۴۰۰
- ۴۔ رسالہ بے نمازاں ۵۰۰
- ۵۔ جوگی نامہ ۵۰۰
- ۶۔ تفسیر حینی ۲۵۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل
مطبوعات کا اندراج ملتا ہے :

- ۱۔ ہندی پترہ ۲۵۰
- ۲۔ جنتری بابت ۱۸۵۲ء ۴۰۵
- ۳۔ تفسیر حینی ۲۵۰
- ۴۔ قصہ ۶۰۰

۵۔ طغرائے بسم اللہ ۶۰۰

۶۔ تشریح منصوری (طب) ۶۰۰

اس مطبع کو مطبع صادق الاخبار بھی کہتے تھے ۱۸۵۷ء کے بعد مطبع و اخبار دونوں بند ہو گئے۔

۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطبع ہذا ۱۸۴۷ء میں موجود تھا۔ اور مہتمم کی حیثیت سے حافظ مرزائی بیگ کا اندراج ملتا ہے مولف اختر شاہنشاہی نے حسب ذیل الفاظ میں اس مطبع کا ذکر کیا ہے :

” اندرون چھتہ موم گران مالک حافظ پیر خان“

مہتمم عنایت علی کاتب محمد نور شاہ پنجابی

اجرائے ۱۸۵۰ء

مذکورہ بالا عبارت کی صحت محل نظر ہے ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ سے ہمارے علم میں اتنا اور اضافہ ہوتا ہے کہ ۱۸۴۸ء میں مطبع ہذا بند ہو گیا۔ مہتمم محبوب علی اجرائے ۱۸۴۸ء آزاد لاہری میں ۱۸۸۲ھ مطابق ۱۸۶۵ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مالک پرایا داس، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام دقیق الاخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا جو دسمبر ۱۸۵۱ء میں جاری کیا گیا تھا ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ مذکور میں مطبع و اخبار دونوں بند ہو گئے۔

۱۸۴۹ء میں لکھنؤ کے جملہ مطابع شاہی حکم سے بند

۱۸۴۷ء مطبع مرزائی

۱۸۴۸ء مطبع حیدری

۱۸۵۱ء مطبع دقیق الاخبار

۱۸۵۱ء مطبع مصطفائی

کر دئے گئے تو مصطفیٰ خاں مالک مطبع مصطفائی نے اپنا مطبع لکھنؤ سے کانپور منتقل کر دیا اگرچہ نقل مکانی کے بعد بھی نفاست طباعت اور ارزانی قیمت کا شہرہ تھا جس کا سرکاری رپورٹ میں خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے لیکن موصوف نے دہلی میں بھی اسی نام سے ایک اور مطبع جاری کیا اور اپنی کامل توجہ موخر الذکر پرمکوز کردی اور ۱۸۵۱ء میں صادق الاخبار کے نام سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار بھی جاری کیا۔ گارساں دتاسی اور اس کی تقلید میں محمد عتیق صدیقی اور مولانا امداد صابری کا بیان ہے کہ یہ اخبار ۱۸۵۳ء میں جاری کیا گیا تھا۔

”صادق الاخبار جسے مصطفیٰ خاں مصطفائی پریس کے مینجر نکالتے ہیں یہ پریس پہلے لکھنؤ میں تھا، لیکن خاص وجہ کی بنا پر کارخانہ وہاں بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد مصطفیٰ خاں نے اس کی دونی شاخیں ایک کانپور اور دوسری دہلی میں قائم کیں یہ پریس دہلی سے شائع ہوتا ہے (خطبات دتاسی ۱۸۵۴)۔

اس کے برخلاف محمد عتیق صدیقی نے اپنی دوسری تالیف ”صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات“ کے حاشیے میں حسب ذیل عبارت درج کی ہے۔

۱۔ مخمس جوگن نامہ از تصنیف احمد یار خاں متخلص بہ بشر ساکن شاہ جہان آباد مطبع مصطفائی صادق الاخبار شاہ جہاں آباد شوال ۱۲۶۸ھ (مزمین یا مزین گزشتہ)

۲۔ قصہ سیاہ پوش اور مثنوی سوز جگر، خاتمہ کتاب "۱۲۶۸ھ

در مطبع مصطفائی صادق الاخبار در دار الخلافہ شاہ جہاں

آباد بہ محلہ جفت دوزاں گزر کشمیری دروازہ کاتب

الکتاب جمیل الدین خاں ہجر صورت اختتام یافت :

تمام مستند تقاویم اس پر شاہد عدلی ہیں کہ کیم سوال

المکرم ۱۲۶۸ھ کو ۱۹ جولائی ۱۸۵۱ء تاریخ تھی

لہذا مذکورہ بیان کی روشنی میں یہ بات وثوق سے

کہی جاسکتی ہے کہ ۱۸۵۱ء کے وسط میں نہ صرف

مطبع مصطفائی دہلی جاری ہو چکا تھا بلکہ صادق

الاخبار نامی ایک اخبار بھی اس مطبع سے چھپ کر

شائع ہوتا تھا۔

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ایڈیٹر

صادق الاخبار جو مطبع مصطفائی کا مالک بھی ہے

بہت بڑا تاجر کتب ہے کتابوں کی نکاسی کے

لئے جگہ جگہ اس کی ایجنسیاں قائم ہیں اور لاتعداد

حلقوں میں اس کی مطبوعات کی کھپت ہے ۱۶

جمیل الدین خاں ہجر نے مطبع کے اتہام سے

کنارہ کشی اختیار کی تو عنان اختیار محمد حسین کے

سپر د کی گئی چنانچہ چار باغ اور خنجر عشق کی پرنٹ

لائن میں درج کیا گیا :

در مطبع مصطفائی محمد حسین طبع نمود ۱۲۶۸ ہجری :

۱۸۵۳ء سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات

کا اندراج ملتا ہے :

۱۔ ہزار مسئلہ ، ایک ہزار قانونی سوالات اور ان کے جوابات

۲۔ واقعہ کوہستانی کسی گورکھا لڑائی کا قصہ

۳۔ مثنوی شمع شبستان دینیات کی کتاب

۴۔ وفات نامہ پیغمبر

۵۔ تقویت الایمان مولانا اسماعیل شہید

۶۔ بنیادی قاعدہ قرآنی الفاظ کے تلفظ کے اصول

۷۔ لوگ ارقم

۸۔ اساس المصلیٰ کتاب الصلوٰۃ

۹۔ محمود نامہ

۱۰۔ عروض سیفی شعر موزوں کرنے کے اصول

۱۱۔ غنچہ حریت خطوط نویسی

۱۲۔ ریاض الانوار بیت المعمور عشق عشقیہ شاعری

۱۳۔ کریمیا

۱۴۔ چرکین نامہ دیوان چرکین

۱۵۔ مولود شریف

۱۶۔ شہر آشوب دہلی و تضحیک روزگار

۱۷۔ تضحیک نامہ

۱۸۔ جنگ نامہ

۱۹۔ رسالہ عجیب و غریب دینیات

۲۰۔ افسانہ عنم عشقیہ داستان

۲۱۔ لب التقریم قسمت دیکھنے کی کتاب

- ۲۲۔ نصیر ہمدانی فارسی خطوط
- ۲۳۔ قصیدہ ذوق دہلی کے دلی عہد سلطنت کی شادی کا سہرا
- ۲۴۔ قصیدہ ظفر دہلی کے دلی عہد سلطنت کی شادی کا سہرا
- ۲۵۔ سفینۃ الظرافت اردو میں ظریفانہ کتاب
- ۲۶۔ مجموعہ محسنات پیغمبر نعت
- ۲۷۔ قصہ گل و صنوبر
- ۲۸۔ اردو حروف تہجی کی کتاب
- ۲۹۔ بنجارہ نامہ نظیر اکبر آبادی
- ۳۰۔ نصیحت نامہ
- ۳۱۔ جوگی نامہ
- ۳۲۔ قصہ شاہ روم
- ۳۳۔ کتھا سلونی
- ۳۴۔ دعوت نامہ
- ۳۵۔ حلیمہ دانی
- ۳۶۔ لٹھ
- ۳۷۔ دعوت حاتم
- ۳۸۔ چوہوں کا اچار بعض اچاروں کی مذمت
- ۳۹۔ پترہ ۱۱۔ ۱۹۱۰ بکرمی
- ۴۰۔ زاد غریب
- ۴۱۔ مذہب عشق
- ۴۲۔ تنبیہ المشرکین

۴۳۔ شہیدِ عشق مذہبی

۴۴۔ دلہن نامہ

۴۵۔ مناجات اردو میں دعاؤں کی کتاب

۴۶۔ نفی الصلوٰۃ پنجابی زبان میں ایک مذہبی کتاب

۴۷۔ خلاصۃ الفقہ

۴۸۔ اردو حروف تہجی

۴۹۔ نبی نامہ

۵۰۔ انشائے مفید

۵۱۔ قصۃ اصحاب کہف

۵۲۔ دستور الصبیان فارسی خطوط نویسی

۵۳۔ صفوۃ المصادر

۵۴۔ کشف الحاجات

۵۵۔ خالق باری

۵۶۔ طب یوسفی

۵۷۔ جامع السعادت

۵۸۔ طب اکبر

۵۹۔ چار باغ مصنفہ رنگین و خنجر عشق مصنفہ ابوالحسن

۶۰۔ نجات المومنین پنجابی زبان میں مذہبی کتاب

۶۱۔ رسالہ بے نمازاں

۱۱

۶۲۔ مسئلہ ثلاثین

۶۳۔ قصۃ سیاہ پوش و مثنوی جگر سوز

۶۴۔ جوگن نامہ

سرکاری رپورٹ میں یہ اہم بات بطور خاص درج کی گئی

ہے کہ مالک مطبع جو مالدار آدمی ہے برائی کی ترغیب
دینے والی مخرب اخلاق کتابیں چھاپ کر اپنے وسائل
کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے لہ

۶۱۸۵۲ مطبع شرف المطابع

مالک و مہتمم خواجہ حسین علی مولف اختر شاہنشاہی نے غلطی
سے علی حسن درج کیا ہے سرسید احمد خاں مرحوم کی سلسلہ
الملوک ۱۸۵۲ء میں اس مطبع سے طبع ہو کر شائع ہوتی تھی۔
محلہ چاندنی چوک کوچہ رحمان مالک شیخ کریم بخش، مہتمم
عبدالرشید، آزاد لائبریری میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء
کے علاوہ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۳ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
آزاد لائبریری میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع حنفی

مطبع منفیہ خلائق

محلہ چھتہ موم گراں مالک پیر خاں کاتب پٹت سری کشن
اجرائے ۱۸۵۲ء

مطبع محمدی

محلہ حوض بازار کوچہ غلام محی الدین مالک عبدالرحمن مہتمم
سید حیات علی ولد سید امام علی۔ مولف اختر شاہنشاہی
نے سنہ اجراء جنوری ۱۸۵۳ء درج کیا ہے۔ حالانکہ
آزاد لائبریری میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء کی کتاب
موجود ہے۔

۶۱۸۵۲ مطبع الرحمن

کوچہ بلاق بیگم مالک سید قوام الدین احمد اجرائے اپریل

مطبع سید المطابع

۶۱۸۵۳

مالک و مہتمم بلد یوسنگھ، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار

مطبع نور مغربی

اردو اخبار بنام نور مغربی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ سے ہماری معلومات میں آتا اور اضافہ ہوتا ہے کہ مطبع و اخبار نور مغربی کا گزشتہ سال اجراء ہوا خیال ہے کہ دہلی کے انگریزی اخبار انڈین اسٹینڈرڈ سے بھی نور مغربی کا کچھ تعلق ہے۔ چنانچہ ۱۸۵۴ء کی رپورٹ سے اس امر کی تصدیق ہو گئی۔ اور مطبع نور مغربی انڈین اسٹینڈرڈ پریس میں ضم ہو گیا اور اخبار نور مغربی مذکورہ پریس میں طبع ہو کر ۱۸۵۴ء تک شائع ہوتا رہا۔

مطبع انڈین اسٹینڈرڈ انگریزی اخبار انڈین اسٹینڈرڈ اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع ہدایت اگست ۱۸۵۳ء میں سید امیر علی نے مطبع ہدایت کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور نور مشرقی کے نام سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار جاری کیا اس اخبار کا ایک شمارہ پروفیسر اشتیاق حسین قریشی کی نظر سے گزرا تھا جس پر جلد ۱ نمبر ۲، مورخہ ۲۵ رجبادی الاول، ۱۲۷۰ھ درج تھا اس حساب سے اگست ۱۸۵۳ء میں مطبع و اخبار کا اجراء ہوا ہوگا۔

مطبع حسنی مہتمم شیخ محمد حسن، نفرک و سعدیہ مصنفہ مولانا محمد مسعود آزاد لاہوری میں محفوظ ہے۔

۱۸۵۴ء مطبع فخر المطابع

۱۸۵۵ء مطبع اسماعیلی

مولف اختر شاہنشاہی نے مہتمم کا نام حافظ اسحاق درج کیا ہے لیکن آزاد لاہوری میں آئین اکبری مطبوعہ

۱۲۷۴ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء پر مہتمم حافظ محمد احمد اسحق

کا نام ملتا ہے کاتب محمد مقصود اجرے ۱۸۵۵ء

آزاد لاہری میں اس مطبع کی مورخہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۵۷ء مطبع عمدة المطابع

آزاد لاہری میں مورخہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء اور گلشن ناز مولفہ درگا پرشاد مولفہ ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء دو مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع کاشی

محله بی مارن، دیوان خانہ حکیم محمود خاں، مہتمم سید فخر الدین ۶ جنوری ۱۸۶۹ء سے ایک سلفہ وار اردو اخبار بنام اکمل الاخبار کا اجراء ہوا جو چار ورق اوسط پر ہر چار شنبہ کو طبع شائع ہوتا تھا۔ ۱۸۹۳ء کے اکمل الاخبار سے ہماری معلومات میں اتنا اور اضافہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مطبع و اخبار کے مہتمم مرزا عبد الغفار تھے۔

۱۸۵۸ء مطبع اکمل المطابع

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۵۹ء مطبع انڈین پرنس

محله کٹرہ نواب خان خاناں، مالک سید حسین علی، ۱۸۶۹ء میں اس کے مہتمم بھگوان داس تھے اجرے

مطبع حسینی

۶ جولائی ۱۸۵۹ء

مالک داروغہ ٹھاکر داس مہتمم میاں قدرت اللہ کاتب خواجہ احمد اجرے ۱۸۶۱ء

۱۸۶۱ء مطبع مجلس

متصل پہاڑی اعلیٰ مالک مرزا احمد شاہ مہتمم شیر محمد خاں لوح نویس خدا بخش اجرے فروری ۱۸۶۲ء

۱۸۶۲ء مطبع احمدی

مالک محمد عمر کا تب فضل حق تمکین اجرائے ۸ ستمبر ۱۸۶۳ء

۱۸۶۳ء مطبع فیض عام

بازار چاڈری، عقب جامع مسجد مجاریہ منشی ممتاز علی .

۱۸۶۳ء مطبع مجتبیٰ

مالک عبد الاحد مہتمم شیخ نصیب علی پڑھ محمد ابراہیم ،

مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سنہ اجراء ۱۸۶۷ء

درج کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۸۰ ہجری مطابق

۱۸۶۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے اس کے علاوہ

۱۲۹۶ھ ۱۳۰۵ھ ۱۳۰۶ھ ۱۳۰۹ھ ۱۳۱۱ھ ۱۳۱۶ھ

۱۳۱۷ھ ۱۳۱۹ھ نیز ۱۸۹۲ء ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۸ء کی

مختلف سنین کی کتابیں بھی محفوظ ہیں ۱۸۷۶ء میں

بحیثیت مہتمم عبدالرزاق بیگ کام کرتے تھے دہلی کے

مطالع میں ملت اسلامیہ کی ان تھک خدمات کے سلسلے

میں اس کا تذکرہ بطور خاص کیا جاتا ہے بالخصوص

اشاعت قرآن اور طباعت کتب اسلامیہ کا بڑا اہتمام تھا۔

مالک عبداللہ مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء

۱۸۶۴ء مطبع ناصری

۱۸۶۵ء بیان کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۸۱ھ

مطابق ۱۸۶۴ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مالک محمد حسین خاں، مولف اختر شاہنشاہی نے اس

۱۸۶۴ء مطبع مصطفائی

کا سن اجراء اپریل ۱۸۶۶ء درج کیا ہے حالانکہ

۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے

اس کے علاوہ ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۴ھ ۱۲۸۵ھ ۱۳۱۵ھ نیز

۱۸۶۸ء کی مطبوعات بھی محفوظ ہیں۔

مالک دیبی سہائے اجرائے ۱۸۶۴ء

۱۸۶۴ء مطبع دہلی

مالک منشی سراج الدین مہتمم عنایت علی اجرائے ۱۸۶۴ء

مطبع سراجی

آزاد لائبریری میں ۱۲۸۲ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کی مطبوعہ
کتاب ملتی ہے۔

۶۱۸۶۵ مطبع حیدری
آزاد لائبریری میں ۱۲۸۲ ہجری مطابق ۱۸۶۵ء کی مطبوعہ
کتاب موجود ہے۔

مطبع شاہ جہانی
آزاد لائبریری میں ۱۲۸۲ ہجری مطابق ۱۸۶۵ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع حسنی
مطبع چراغ دہلی
۶ جولائی ۱۸۶۵ء کے اخبار عالم میرٹھ میں تذکرہ ملتا ہے۔
مفرح القلوب کراچی بابت مارچ ۱۸۶۶ء یہ مطبع
۷ مارچ ۱۸۶۶ء کو جاری کیا گیا۔

مطبع ہندو
آزاد لائبریری میں ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۱۸۶۹ء اور
۱۸۷۰ء کی مطبوعات موجود ہیں۔

مطبع دہلی
مطبع صدیقی
مالک و مہتمم ہزاری نین سکھ اجوائے ۱۸۶۶ء
آزاد لائبریری میں ۱۲۸۳ ہجری مطابق ۱۸۶۶ء اور ۱۲۸۶ھ
کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع فیض احمدی
مطبع مرتضائی
مطبع بدرالدجی
آزاد لائبریری میں ۱۸۶۶ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
آزاد لائبریری میں ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء کی کتاب موجود ہے۔
محلہ چاندنی چوک کوچہ نٹواں متصل عجائب خانہ مالک

خواجہ قمر الدین مہتمم سید حسین کاتب دولت رام کا بستھ
۱۸۹۴ء میں اس کے مہتمم مرزا عبدالقادر بیگ تھے۔

آزاد لائبریری میں ۱۲۸۶ھ ۱۲۸۹ھ ۱۲۹۵ھ اور
۱۸۷۴ء کی کتابیں محفوظ ہیں۔ اجوائے ۱۸۶۶ء

مطبع مہتممی
محلہ کوچہ چیلان بمکان منشی ذکا اللہ خاں مالک مرتضیٰ خاں
وردی میجر مہتمم ارتضیٰ خاں پرنٹر حاجی عزیز الدین نظیر

اجرائے ۱۸۶۶ء۔

۱۸۶۸ء مطبع دہلی سوسائٹی آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
۱۸۶۹ء مطبع عمدة المطابع مالک حاجی محمد حسین کاتب قاسم رضا بیگ اجرائے

۱۵ ستمبر ۱۸۶۹ء

۱۸۷۰ء مطبع فاروقی مالک معتمد اجرائے جنوری ۱۸۷۰ء آزاد لائبریری میں

۱۲۹۰ھ ۱۲۹۱ھ ۱۲۹۲ھ ۱۲۹۳ھ ۱۳۱۱ھ اور

۱۸۷۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۰ء مطبع نصرت المطابع درپچہ فراش خانہ کوچہ میرمداری مالک سید نصرت علی

خان قیصر، اس سے ایک ہفتہ وار اخبار ناصر الاخبار

کے نام سے ۱۸۷۳ء میں جاری ہوا جو بعد میں

نصرت الاخبار ہو گیا ۱۶ جون ۱۸۸۷ء کے نصرت

الخبار میں ہے کہ یہ مطبع ۱۸۷۰ء میں جاری ہوا تھا

مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء جنوری ۱۸۷۲ء

درج کیا ہے لیتھو کے علاوہ ہر قسم کے ٹائپ بھی برسر کار

تھے آزاد لائبریری میں ۱۲۹۵ھ ۱۲۹۷ھ ۱۲۹۸ھ اور

۱۲۹۹ھ کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع محبس مہتمم داروغہ جیل خانہ۔ آزاد لائبریری میں ۱۲۸۷ھ مطابق

۱۸۷۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع فوق کاشی محلہ بلی مارن، مکان منشی امید سنگھ مالک منشی امبی پرشاد،

مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۷۷ء درج کیا

ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۸۷۰ء اور ۱۲۹۳ھ

مطابق ۱۸۷۶ء کی دو مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع محب ہند محلہ فیض بازار مالک چروخی لال مولف اختر شاہنشاہی

نے سنہ اجراءِ کیم اپریل ۱۸۸۸ء درج کیا ہے۔ حالانکہ
آزاد لاہری میں ۱۸۷۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ دریہ مالک حسن خاں اجرائے فردی ۱۸۷۱ء

مطبع حسنی ۱۸۷۱ء

واقع لب جن مہتمم شیخ احمد اجرائے ۱۸۷۲ء

مطبع بحری ۱۸۷۲ء

مالک منشی مراری لال مہتمم شیخ وزیر علی اجرائے ۱۸۷۳ء

مطبع مراری لال ۱۸۷۳ء

مالک شیوگوپال اجرائے ۱۸۷۳ء آزاد لاہری میں

مطبع گیان پرکاش

دیوان پنڈت شیوجی رام ہوش مطبوعہ ۱۸۸۱ء محفوظ ہے۔

محلہ بلبلی خانہ کوچہ ترکمان دروازہ مکان میرنواب،

مطبع رضوی

مالک میر حسن رضوی مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء

(مطبع سید حسین رضوی)

۱۸۷۴ء نقل کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۳ء

کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ دیوان زکریا خاں زکی سی

مطبع میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا آزاد لاہری میں

۱۳۰۳ھ ۱۳۱۳ھ اور ۱۸۷۳ء، ۱۸۸۴ء، ۱۸۹۱ء

نیز ۱۸۹۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

آزاد لاہری میں ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کی مطبوعہ

مطبع نور محمد ۱۸۷۳ء

کتاب موجود ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۸۷۳ء و ۱۸۷۴ء کی دو مطبوعات

مطبع فینکس

ملتی ہیں۔ موخر الذکر کا نام رہنمائے دہلی ہے۔

واقع حوض قاضی مالک بلاتی داس منضم ذاکر بیگ۔ اس

مطبع میو ۱۸۷۴ء

مطبع سے ایک پندرہ روزہ اخبار سفیر سندھ ورقِ اوسط

پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

کوچہ فولاد خاں، مالک سید محمد اجرائے ۱۸۷۴ء۔ آزاد

مطبع سید المطابع

لاہری میں ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء کی بدیع المیزان

مولفہ مولوی رحمت اللہ محفوظ ہے۔

۱۸۷۵ء مطبع سردار المطابع محلہ کوچہ چیلان مالک سردار مرزا خان، مہتمم میاں
افتخار الدین، افتخار الاخبار عشرہ و اسی مطبع میں

طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے جنوری ۱۸۷۵ء

۱۸۷۵ء مطبع مہاکاشی عرف چشمہ فیض محلہ پیل مہادیو اندرون چھتہ صوفی جی، مالک لالہ

مہا نرائن اجرائے ۱۸۷۵ء

مالک مولوی حافظ احمد علی محدث اجرائے ۱۸۷۵ء مطبع دہلی

مالک سید ظہور الدین اجرائے ۱۸۷۵ء مطبع کبیری

کوچہ چیلہ گز فیض بازار حد چھاؤنی مالک ریاض الدولہ ۱۸۷۵ء مطبع محمدی

مرزا خاں بن فخر الدولہ حافظ مرزا جان مہتمم مرزا مراد

خاں اجرائے ۱۸۷۵ء ایک عشرہ دار اردو اخبار بنام

اشرف الاخبار اس مطبع میں ۴ ورق اوسط پر طبع

ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۷۷ء مطبع انصاری محلہ کوچہ تارا چند، مالک مشتاق علی مہتمم احمد حسین۔

مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۸۲ء درج

کیا ہے حالانکہ ۱۸۷۷ء کی مطبوعہ کتاب آزاد لائبریری

میں ملتی ہے اس کے علاوہ ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء

۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء اور ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء

کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۹ء مطبع یوسفی کوچہ فولاد خاں قریب مسجد اتہام خاں چھتہ حکیم آغا جان

مالک منشی میر یوسف علی بریلوی مہتمم منشی سید علی حسین

کاتب سید فضل حسین پریس مین احمد حسین و ابراہیم و

کریم بخش و پورن سنگھ و ممن، اجرائے ۱۵ جنوری ۱۸۷۹ء

آزاد لاہری میں ۱۲۹۶ھ، ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۷ھ، ۱۳۱۰ھ اور

۱۸۹۶ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مہتمم بھگوان داس اجرائے ۱۸۷۹ء

کوچہ ماہی داس مالک لالہ نرائن داس اجرائے ۱۸۷۹ء

آزاد لاہری میں رسالہ طبعی تعلیم مولفہ منشی سید احمد
دہلوی مطبوعہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۸۷۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۲۰ جولائی ۱۸۷۹ء کے قیصر الاخبار سے مطبع ہذا کا پتہ

چلتا ہے کیونکہ اخبار مذکور اسی مطبع میں چھپ کر

شائع ہوتا تھا آزاد لاہری میں ۱۳۲۶ ہجری کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک منشی احمد حسن اجرائے ۱۸۸۱ء

مالک احمد حسن خاں اجرائے ۱۸۸۲ء

مالک رائے بھوانی پرشاد مہتمم محمد بیگ پریس مین عمر محمد

کریم بخش اجرائے جنوری ۱۸۸۲ء۔ آزاد لاہری میں

۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

کوچہ رائمان مالک فیض الحسن خاں مہتمم مولوی عبدالحق

کاتب عبدالغفار بیگ اجرائے ۱۰ جون ۱۸۸۳ء۔

آزاد لاہری میں ۱۳۰۵ ہجری مطابق ۱۸۸۸ء کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ بستی نظام الدین اولیاء ڈاک خانہ عرب سرائے

مالک منشی امیر سنگھ اجرائے ۱۸۸۳ء

کوچہ چیلان گلی انبیاء مالک مرزا عالم بیگ اجرائے

مطبع برہم

مطبع نارائنی

مطبع ستارہ ہند

مطبع قیصر ہند

۱۸۸۱ء مطبع احمد المطابع

۱۸۸۲ء مطبع احمدی

مطبع نامی

(رائے بھوانی پرشاد پریس)

۱۸۸۳ء مطبع حامی اسلام

مطبع آئین

۱۸۸۳ء مطبع محمود المطابع

۴۔ اگست ۱۸۸۳ء۔ آزاد لائبریری میں ۱۳۰۴ھ مطابق

۱۸۸۴ء کی مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔

گزر ترکمان دروازہ حویلی نواب مظفر خاں، مالک احمد علی
بیگ مدرس فارسی دہلی ضلع اسکول مہتمم منشی آغا مرزا۔

اجرائے اگست ۱۸۸۳ء۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۵ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع ارمنان

محلہ دریبہ کلاں مہتمم علار الدین اجرائے جون ۱۸۸۴ء

محلہ دریبہ کلاں مہتمم حافظ محمد شفیع اجرائے اکتوبر ۱۸۸۴ء

محلہ پیل مہادیو اندرون چھتہ صوفی جی مالک و مہتمم

منشی لالہ جے نرائن پریس مین غلام مرتضیٰ اجرائے

جون ۱۸۸۴ء آزاد لائبریری میں ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ

کتاب ملتی ہے۔

مالک لالہ بھگوان داس اجرائے ۱۵ جنوری ۱۸۸۴ء

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک میر فیاض حسین اجرائے ۱۰ جون ۱۸۸۴ء

مالک افضل خاں اجرائے مارچ ۱۸۸۵ء۔ آزاد لائبریری

میں ۱۳۱۵ھ اور ۱۸۹۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

محلہ چرخے والا، مالک گردھرال کاتب میر آغا علی

مراد آبادی پریس مین کریم بخش اجرائے ۲۱ جون ۱۸۸۵ء

آزاد لائبریری میں ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

محلہ سوزن گراں مالک شارقین پریس مین چھوٹو،

اجرائے ۴ دسمبر ۱۸۸۵ء

۱۸۸۴ء مطبع امام المطابع

مطبع برم

مطبع جوہر ہند

مطبع چوب پرنٹنگ

۱۸۸۴ء مطبع آئین ہند

مطبع ممتاز المطابع

۱۸۸۵ء مطبع افضل المطابع

مطبع جون پراکش

.

مطبع فیض حسینی

- مطبع ادیب ہند اجرائے ۱۸۸۵ء
- مطبع محب ہند محلہ فیض بازار مالک چرونجی لال اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۵ء
- یونائٹڈ سروس ایڈورٹائزرس پریس : بحوالہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ یکم جون ۱۸۸۶ء
- ۱۸۸۷ء مطبع انوار محمدی زیر جامع مسجد محلہ چوڑی گراں مالک مولوی شیخ محمد دین
- پریس مین انسر علی پرنٹر حبیب الدین احمد سوزاں
- اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۷ء
- مطبع قیصر ہند مالک منشی بابو رام چندر مہتمم دیہی سہائے اجرائے
- جولائی ۱۸۸۷ء
- مطبع ہندو بازار سیتا رام کوچہ ماہی داس مالک پیارے لال
- اجرائے ۱۸۸۷ء
- مطبع ہاشمی آزاد لائبریری میں ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء کی مطبوعہ
- کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۹۱ء مطبع افتخار آزاد لائبریری میں ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء کی مطبوعات
- محفوظ ہیں مہتمم محمد ابراہیم۔
- مطبع خادم الاسلام آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع فیضی آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
- مطبع پرنٹنگ ورکس آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع مجمع العلوم آزاد لائبریری میں ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ
- کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۹۲ء مطبع مطلع العلوم آزاد لائبریری میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء ۱۳۱۷ھ
- مطابق ۱۸۹۹ء اور ۱۸۹۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔
- ۱۸۹۳ء مطبع شمس المطابع آزاد لائبریری میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۳ء ۱۸۹۷ء
- اور ۱۹۰۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۶۱۸۹۸ مطبع شوکت جدری آزاد لائبریری میں ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۶۱۸۹۹ مطبع امپیریل بک ڈپو آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 مطبع مسلم آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 مطبع منبع فیض آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
 مطبع روزانہ اخبار آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 مطبع کرزن مالک و مہتمم مرزا حیرت دہلوی کرزن گزٹ اس مطبع میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا آزاد لائبریری میں ۱۳۱۶ھ مطابق ۱۸۹۹ء کی مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔
 مطبع فیض آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔

مطابع دھارواڑ:

۶۱۸۸۴ مطبع دھارواڑ دریتہ اس مطبع سے اسی نام کا مرہٹی اخبار طبع ہوا کہ ہر جمعرات کو شائع ہوتا تھا۔
 مطبع چندرودیہ اس مطبع سے اسی نام کا کنڑی اخبار طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔
 مطبع چھاوہ اس مطبع سے بھی ایک اخبار شائع ہوتا تھا جس کی اشاعت شہر ہی تک محدود تھی۔

مطابع ڈھاکہ:

۶۱۸۷۵ مطبع بنگال ٹائمس صرف انگریزی ٹائپ میں طباعت ہوتی ہے۔

صرف بنگالی میں طباعت ہوتی ہے شاذ و نادر انگریزی کا بھی کام ہوتا ہے۔

صرف بنگالی میں طباعت کا کام ہوتا ہے۔

صرف بنگالی میں طباعت کا کام ہوتا ہے بلکہ

مطبع ڈھاکہ پرکاش

مطبع ہندو نشینی

مطبع گریش جنترا

مطابع راولپنڈی :

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔
ریاض نور ملتان مورخہ ۳ مارچ ۱۸۵۵ء میں مطبع ہذا کا
اشتہار ملتا ہے۔

مالک منشی غلام محمد خاں اجرائے ۱۸۶۲ء
کیمپ راول پنڈی، اس مطبع سے اخبار سہیل پنجاب
جون ۱۸۶۶ء میں جاری ہوا۔

مالک بوٹال آنند اجرائے ۱۶ ستمبر ۱۸۸۲ء
مالک بابو نرائن داس مہتمم جیوارام تھا پر اجرائے
یکم نومبر ۱۸۸۴ء

محله تیلیان مالک فیروز الدین اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۵ء
گورنمنٹ گزٹیر میں راول پنڈی کے حسب ذیل مطابع
کے نام مزید درج کئے گئے ہیں۔ ایگل پریس، نیشنل پریس
بوری کا پریس، نارنڈہ انڈیا پرنٹنگ پریس، گلشن پنجاب
پریس، راول پنڈی پریس، نیو پریس، روزگار پریس،

۱۸۵۵ء مطبع کوہ طور

مطبع لوح محفوظ

۱۸۶۲ء مطبع جلوہ نور

۱۸۶۶ء مطبع حال

۱۸۸۲ء مطبع گلشن پنجاب

۱۸۸۴ء مطبع ایجرٹن

مطبع سیٹل مینٹ

مطابج رائے بریلیؑ

۱۸۷۷
مطبع ایسولیردیترا

یہ رائے بریلی کا قدیم ترین مطبع ہے جو ۱۸۷۷ء میں جاری کیا گیا اس کو سردار شمیم سنگھ برادر شاہزادہ سہدیو سنگھ نے جاری کیا تھا۔

۱۸۹۲ مطبع و هاش

محمد عباس نے ۱۸۹۲ء کو جاری کیا ۱۹۰۰ء میں اخبار
اودھ کا اجراء ہوا لیکن ایک سال جاری رہ کر بند ہو گیا۔

۱۸۹۵ مطبع پریشوری

یہ مطبع ۱۸۹۵ء میں جاری کیا گیا تھا لیکن ۱۹۰۱ء میں بند ہو گیا۔

۱۸۹۴
مطبع نجفی

مالک زادھا بہاری لال، اجرائے ۱۸۹۶ء، ۱۸۹۸ء میں
 اخبار سفیر قیصر طبع ہو کر شائع ہوتا شروع ہوا۔ ۱۸۹۹ء سے

(The Kayasth marriage کا ایک رسالہ
Provident Fund News) کا اجرا ہوا۔

مطالعہ نظام :

۱۸۶۸ مطبع رتن پرکاش^۳

مالک بابو رام کشن مہتمم سید نادر علی خوش نویس منشی امیر خاں
کاتب عبدالباری گوہر، ایک اخبار بھی مطبع ہذا سے
طبع ہوتا تھا آزاد لائبریری میں ۱۸۷۵ء کی ایک مطبوعہ
کتاب موجود ہے۔

مطابج رطکی :

۱۸۵۵ مطبع مدرسہ انجمنی آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی ۶۱۸۵۵ ۶۱۸۵۶ ۶۱۸۵۹

۱۰ گورنمنٹ پنجاب گزٹیر برائے راول پنڈی مطبوعہ ۱۹۰۷ء

۵۲ گورنمنٹ گزٹیر رائے بریلی مطبوعہ ۱۹۲۳ء جلد ۳۹ ص ۶۶

۳۰ خطبات گارساں دتاسی نمبر ۱۵ ص ۲۱،

اور ۱۸۶۲ء کی مختلف مطبوعات محفوظ ہیں۔ گارساں دتاسی
نے مطبع ہذا کا تذکرہ کیا ہے۔

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب ملتی ہے۔

۱۸۵۹ء رڑکی پریس

مطابع رام پور :

آزاد لاہری میں ۱۲۶۴ھ مطابق ۱۸۴۸ء اور ۱۳۱۷ھ
مطابق ۱۸۹۹ء کی مطبوعات ملتی ہیں۔

۱۸۴۸ء مطبع سعیدی

محله بنگلہ آزاد خاں مالک محمد حسن خاں مہتمم محمد حسین خاں،
مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا سن ۱۸۶۷ء
درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۲۷۸ھ مطابق

۱۸۶۱ء مطبع حسنی

۱۸۶۱ء کے علاوہ ۱۳۰۳ھ ۱۳۰۱ھ ۱۳۱۱ھ اور ۱۳۲۰ھ
کی مطبوعات محفوظ ہیں۔ ۱۸۶۷ء میں ایک ہفتہ وار
اردو اخبار بنام دببہ سکندری کا اجرا ہوا جو ۸ ورق خرد
پر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

۱۸۶۷ء مطبع علی بخش خاں

آزاد لاہری میں ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۸ء مطبع حسینی

مولف اختر شاہنشاہی نے اس کا نام رئیس المطابع
بھی درج کیا ہے اور مالک کا نام محمد حسین اور سنہ اجرا
یکم جون ۱۸۸۵ء بیان کیا ہے۔ گورنمنٹ گزٹ میں
سنہ اجرا ۱۸۷۰ء لکھا گیا ہے آزاد لاہری میں اس
مطبع کی مختلف سنین کی مطبوعات محفوظ ہیں جن میں

سے ۱۸۶۸ء اور دوسری ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء کی مطبوعہ
ہے ایسی حالت میں مذکورہ دونوں بیانات کی صحت
محل نظر ہے۔

۱۸۷۵ مطبع تاج المطالع

واقع در دولت غزنی مالک منشی امیر احمد مینائی، مہتمم
محمد احمد، کاتب شیخ حسن علی و شیخ امیر اللہ تسلیم، رحمت علی
و میر عابد علی، مصلح سنگ حیرت علی پریس مین میر پرورش
علی۔ اجرائے یکم ستمبر ۱۸۷۵ء ۲۰ ستمبر ۱۸۷۵ء کے تمام الاخبار
بنگلور میں مطبع ہذا کا تذکرہ ملتا ہے۔ آزاد لائبریری میں
۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء ۱۲۹۴ھ ۱۲۹۵ھ اور ۱۳۰۲ھ
کی بھی مطبوعات ملتی ہیں۔

۱۸۸۳ مطبع سرکاری

گورنمنٹ گزیٹیر میں ہے کہ دوسرا ریاست کا پریس ہے
جو ۱۸۸۷ء میں جاری کیا گیا جس سے لیتھو گرانک کے
ذریعے دفتری کاغذات کی طباعت ہوتی تھی ۱۸۸۹ء
میں پرنٹنگ مشین منگوائی گئی جو برابر کام کرتی رہی۔ کچھ
عرصے بعد انگریزی ٹائپ بھی آگئے۔ آزاد لائبریری
میں ۱۸۸۳ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے ایسی حالت
میں گزیٹیر کا اندراج محل نظر ہے۔

۱۸۸۴ مطبع احمدی

محلہ دریبہ مالک حکیم احمد رضا لکھنوی کاتب علیم الدین
پریس مین کلن اجرائے یکم مئی ۱۸۸۴ء اسی مطبع سے
اخبار سروری قیصری اور مذاق طبع ہو کر شائع ہوتے
تھے آزاد لائبریری میں ۱۳۱۹ھ اور ۱۳۲۲ھ کی مطبوعات

محفوظ ہیں۔

۱۸۸۸	مطبع حیدری	مالک حکیم حیدر علی اجرائے ۱۸۸۸ء
۱۸۹۲	مطبع منظر النور	آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب ملتی ہے۔

مطابع رتنا گری :

۱۸۸۰	مطبع جگن مترا
	مطبع ستیہ شودھک
	مطبع وینگر لاریت
	مطبع مانوں سماچار
	مطبع وریا مالا

مطابع رہتک :

۱۸۴۷	مطبع قلعہ رہتک	آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی کتاب محفوظ ہے۔
------	----------------	---

مطابع ساڈھورہ :

۱۸۹۲	مطبع بلالی پریس	آزاد لائبریری میں اشرف المواعظ مطبوعہ سنہ مذکور محفوظ ہے۔
------	-----------------	---

مطابع سارن :

۱۸۷۸	مطبع نسیم سارن	چھپرہ محلہ رتن پورہ مقام کالی باڑی مہتمم بابورکھی کار چتر ویدی اجرائے یکم جنوری ۱۸۷۸ء
------	----------------	--

مطابع ستارہ :

مطبع شبھ سوچک	۱۸۵۸
مہاراشٹر متر	۱۸۶۸
بودھ سدھاکر	۱۸۷۲

مطابع سر دھنہ :

۱۸۵۲ مطبع مشن پریس بحوالہ گارساں دتاسی (خطبات ص ۳) بیسویں صدی کے اوائل میں بھی جاری تھا۔

مطابع سکندر آباد :

۱۸۶۰ مطبع آفتاب ہند مالک قاضی محمد قطب

مطابع سکھر :

۱۸۸۴ مطبع ولسن اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۴ء

مطابع سلطان پور :

۱۸۹۷ مطبع سلطان پور اجرائے ۱۸۹۷ء

مطابع سورت :

۱۸۵۴ مطبع عمدۃ الاخبار اجرائے دسمبر ۱۸۵۴ء مطبع ہذا سے ایک فارسی اخبار

بنام عمدۃ الاخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۵۹ مطبع قادری اس مطبع سے ۱۸۶۰ء میں منظور الاخبار کے نام سے

ایک اردو اخبار کا اجراء ہوا۔

۱۵ بمبئی پریسیڈنسی گورنمنٹ گزٹربابت ۱۸۸۵ء ص ۴۱۵

۱۶ گورنمنٹ گزٹربرائے سلطان پور ۱۹۲۳ء ص ۷۳

مطابع سہارن پور :

۱۸۷۱ مطبع مطلع الانوار
مالک منشی کلیان سنگھ کا تب نجم الدین پریس مین عمر دراز
خاں اجرائے یکم مارچ ۱۸۷۱ء آزاد لائبریری میں ۱۸۸۶ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۵ مطبع اختر ہند
مالک شیخ رحیم بخش، اس مطبع سے ایک مہفتہ وار
اردو اخبار بنام اختر ہند ۶ ورق اوسط پر ہر دو شنبہ
کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری میں سنہ مذکور
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۲ مطبع کوڑا مل
مالک گنپت رائے کا تب محمد عظیم اجرائے اگست ۱۸۸۲ء
۱۸۸۵ مطبع آریہ
مہتمم بیچا بیگ شوکت اجرائے جون ۱۸۸۵ء

مطابع سہسرام (شاہ آباد)

۱۸۵۰ مطبع کبیری
مالک حاجی کبیر الدین احمد اجرائے ۱۸۵۰ء

مطابع سیالہ :

۱۸۶۴ مطبع احمدی
آزاد لائبریری میں احیاء القلوب مولفہ اصغر حسین
مطبوعہ ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۸۶۴ء محفوظ ہے۔

۱۸۷۱ مطبع قادری
مہتمم عبد الحمید اجرائے ۱۸۷۱ء

مطابع سیالکوٹ :

۱۸۵۳ مطبع چشمہ فیض
مالک و مہتمم منشی دیوان چند، ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ
میں ہے کہ گزشتہ جون سے مطبع و اخبار چشمہ فیض دونوں

کاسیال کوٹ سے اجراء ہوا منشی دیوان چند مالک مطبع کی
رپورٹ کے مطابق اس وقت ان کے پاس کاریگروں
کی کمی تھی اسی وجہ سے اگست تک مطبع پوری طرح
کام شروع نہیں کر سکا تھا،

دیوان چند کا بیان ہے کہ ابتدائی دور میں چونکہ
مطبع نا تجربہ کار ہاتھوں میں تھا اس لیے کچھ دشواریاں
پیش آئیں اور مالی نقصان بھی برداشت کرنا پڑا۔
لیکن اسٹنٹ کمشنر کی بروقت مدد نے مطبع و اخبار
دونوں کو بچا لیا ورنہ متذکرہ مالی نقصان نے دونوں
کی زندگی ختم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی تھی بلکہ
گارساں دتاسی نے بھی مذکورہ رپورٹ کے
حوالے سے اجراءے جون ۱۸۵۳ء ہی بیان کیا ہے
البتہ مولف اختر شاہنشاہی نے جولائی ۱۸۵۳ء درج
کیا ہے۔ اخبار کوہ نور سے سرکاری رپورٹ اور دتاسی
دونوں کی تصدیق ہوتی ہے بلکہ

ایک ہفتہ وار اردو اخبار چشمہ فیض ۶ ورق اوسط
پر طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

مہتمم منشی مول راج اجرائے، جون ۱۸۶۶ء
مالک منشی حسین بخش مہتمم سیٹھ آدربی پرنٹریٹ پرائکشن

مطبع میکلوڈ

۱۸۶۶

مطبع مرسر

۱۔ صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات ۱۱۹

۲۔ خطبہ دوئم ۱۸۵۵ء دتاسی

۳۔ اخبار کوہ نور ۱۱ اپریل ۱۸۵۳ء

کاتب محمد ابراہیم اجرائے ۱۴ ستمبر ۱۸۶۶ء

۱۸۷۳ء مطبع رفاہ عام

مالک منشی دیوان چند اجرائے یکم اپریل ۱۸۷۳ء اس مطبع سے ایک ہفتہ دار اردو اخبار رفاہ عام چار ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر چہار شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ منشی صاحب موصوف نے ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ سے قبل ۱۸۵۳ء میں مطبع چٹہ فیض جاری کیا تھا جو شورش کے دوران بند ہو گیا تھا۔

۱۸۸۰ء مطبع وکٹوریہ

مالک منشی گیان چند مہتمم برج لال۔ اس مطبع سے ایک روزانہ اخبار بنام وکٹوریہ پیپر دو ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۳ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔ اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۰ء

۱۸۸۴ء مطبع مرزا

محلہ موری دروازہ مالک مرزا موحد جالندھری اجرائے ۱۵ اپریل ۱۸۸۴ء

۱۸۸۶ء مطبع ظفر المطالع

مالک مرزا غلام احمد اجرائے اپریل ۱۸۸۶ء

۱۸۹۲ء مطبع سیالکوٹ

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۳ء مطبع مفید عام

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۱ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء اور ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۸۰۳ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۹۵ء مطبع پنجاب

آزاد لائبریری میں ۱۸۹۵ء اور ۱۸۹۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطابع سیتاپور :

۱۸۶۵ء مطبع نادرہ کار

محلہ ٹامسن گنج مالک آغا عبدالغنی وکیل مہتمم مرزا قاسم علی

اجرائے یکم مارچ ۱۸۶۵ء

۱۸۶۹ء مطبع غالب الاخبار

اخبار انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گزٹ مورخہ ۲۶ مارچ ۱۸۶۹ء
میں لکھا ہے کہ یکم مارچ ۱۸۶۹ء سے مطبع غالب الاخبار
سے ایک اخبار جاری ہوا ہے جس کا نام غالب الاخبار
یا صبح صادق ہے جاری کرنے والے سید محمد صادق صاحب
اور معاون آغا محمد عبدالغنی صاحب، بروز دوشنبہ
ہفتہ وار چھپ کر تیار ہوگا اور سہشنبہ کو تقسیم ہوگا۔
مولف اختر شاہنشاہی نے بھی غالب الاخبار کا تذکرہ
کیا ہے اور لکھا ہے "غالب الاخبار سیتا پور محلہ ٹامسن
گنج ہفتہ وار آٹھ ورق اوسط یوم دوشنبہ مجاریہ شاہ
سید محمد صادق وکیل سرکار و آغا عبدالغنی وکیل
عدالت مطبع نادرہ کار سے مرزا محمد قاسم منصرم نے
تاریخ یکم مارچ ۱۸۶۹ء کو شائع کیا ہے"

گورنمنٹ گزٹیر سیتا پور بابت ۱۹۲۳ء میں لکھا
ہے کہ سیتا پور میں صرف ایک مطبع ہے جس کا نام صبح
صادق ہے جو سید محمد صادق نے ۱۸۶۸ء میں جاری
کیا تھا اس کے برخلاف مولف اختر شاہنشاہی نے
صبح صادق کے زیر عنوان لکھا ہے "سیتا پور محلہ
ٹامسن گنج مقام کوٹھی سید محمد صادق وکیل سرکار،
مالک مطبع، مہتمم سید جعفر حسین پرنٹرنشی فرزند حسین حسن
اجرائے یکم ستمبر ۱۸۶۹ء"

آزاد لائبریری میں مطبع صبح صادق کی دوکتا میں
 مطبوعہ ۱۲۹۳، بھری مطابق ۱۸۷۶ء اور ۱۲۹۷ء مطابق
 ۱۸۸۰ء محفوظ ہیں اور مطبع غالب الاخبار کے نام سے
 بھی دو مطبوعات ملتی ہیں جو ۱۲۸۸، بھری مطابق ۱۸۷۱ء
 اور ۱۲۹۱، بھری مطابق ۱۸۷۴ء میں طبع ہو کر شائع ہوئیں۔
 مذکورہ بالا تمام بیانات سے مترشح ہوتا ہے کہ
 عبدالغنی وکیل نے ۱۸۶۵ء میں مطبع نادریہ کار کے نام
 سے ایک مطبع قائم کیا تھا جس مطبع ۱۸۶۹ء میں
 سید محمد صادق کی شرکت میں غالب الاخبار کا اجراء
 ہوا، اس کے بعد نادریہ کار تو معدوم ہو گیا البتہ
 مطبع غالب الاخبار یا صبح صادق کے نام سے برسر کار
 رہا۔ آزاد لائبریری کی مطبوعات کی روشنی میں گمان
 غالب ہے کہ رفتہ رفتہ غالب الاخبار حذف ہوتا گیا
 اور صرف صادق الاخبار باقی رہ گیا یا عبدالغنی کی
 شرکت زیادہ عرصے تک قائم نہ رہ سکی اور مطبع و اخبار
 کی ملکیت سید محمد صادق کی طرف منتقل ہو گئی۔

گزٹیر اور اختر شاہنشاہی کے دوسرے بیان سے
 گمان ہوتا ہے کہ شاید مطبع و اخبار دونوں کا کچھ عرصہ تک
 انقطاع رہا اور پھر ۱۸۷۸ء میں سید محمد صادق نے اپنی
 ہی کوٹھی میں مطبع صبح صادق کے نام سے مطبع جاری کیا
 اور یکم ستمبر ۱۸۷۹ء سے اخبار صبح صادق کی بھی تجدید کی۔

مطابع سیرام پور :

ایسٹ انڈیا کمپنی نے ۱۷۷۲ء میں بنگال کی حکومت

۱۷۹۹ء مطبع بپٹ مشن

سنبھالی لیکن ابتدا ہی سے سیاسی مصالح کی بنا پر عیسائیت کی تبلیغ و اشاعت کے سلسلے میں اس کا رویہ معاندانہ رہا چنانچہ ۱۷۹۴ء کے اوائل میں جب ولیم کیری (۱۸۳۴-۱۷۹۱ء) دعوت کے مشن پر بنگال پہنچے تو صورت حال میں کوئی خاص تغیر نہیں تھا موصوف نے ہنگلی میں قیام کیا اور کاروبار کے عنوان سے خفیہ دعوت و تبلیغ کا کام بھی شروع کیا لیکن یہاں کا قیام راس نہ آیا اور سارا سرمایہ ضائع ہو گیا طوعاً و کرہاً کلکتنے مراجعت کرنا پڑی چندے قیام کر کے سندربن میں تیل کی کاشت کی طرح ڈالی اور بالآخر مذاق (ضلع مالده) میں تیل کی فیکٹری میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر تقرر ہو گیا۔ یہاں کے پنج سالہ قیام کے دوران ایک گرجا گھر کی تعمیر کی اور مضافات کے دیہات میں دعوت کا کام بھی جاری رکھا لیکن بنگال میں دعوت کا نظام چلانے کے لئے بنگالی زبان کی واقفیت ناگزیر تھی چنانچہ بنگالی کی طرف خصوصی توجہ کی اور حسب استعداد پیدا ہو گئی تو فرصت کے اوقات میں عہد نامہ جدید کا ترجمہ شروع کیا جو ۱۷۹۷ء میں درجہ تکمیل کو پہنچا۔

عہد نامہ جدید کی طباعت کے لئے ولیم کیری نے مشن سوسائٹی لندن سے ایک پریس طابع اور کاغذ کی درخواست کی حسن اتفاق اسی زمانے میں لکڑی کی پریس مشین کا اشتہار نظر سے گزرا اور اسے چالیس پونڈ میں خرید لیا اس کے علاوہ مارش مین [مارش مین

(Marshman والد کا نام جان مارش مین John)

(Marshman - ۲ اپریل ۱۸۶۸ء کو ولادت ہوئی۔)

انہماک سے مطالعہ کیا اور کتب فروشی کی تربیت حاصل کی ۹۹-۷۹۴ اب ٹسٹ مشن اسکول میں تدریسی خدمات انجام دیں، ولیم وارڈ (William Ward) کی معیت میں تبلیغی مشن پر مدناوتی پہنچے کمیٹی کے مقبوضات میں حکم امتناعی جاری ہونے پر سیرام پور پہنچے ۱۸۰۵ء میں سیرام پور میں گرجا گھر قائم کیا میاں بیوی نے مل کر ایک بورڈنگ اسکول کھولا چینی زبان کا مطالعہ کیا اپنے صاحبزادہ جان کلاک مارش مین کی معاونت سے ماہانہ فرینڈ آف انڈیا (Friend of India) جاری کیا جو بعد کو سہ ماہی ہو گیا ۱۸۱۸ء میں پہلا ہفتہ وار ہنگامی رسالہ سماچار درپن نکالا اور تیس ہزار پونڈ کی مالیت سے سیرام پور کالج قائم کیا، چینی کے علاوہ سنسکرت اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں مہارت حاصل کی بالآخر ۵ دسمبر ۱۸۳۷ء کو انتقال ہو گیا (بک لینڈ) [اور ولیم وارڈ] ولیم وارڈ ۲۰ اکتوبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے پرنٹر کی تربیت حاصل کی (Derby Mercury) کو ایڈٹ کیا اس کے علاوہ Staffordshire Advertiser اور Hull Advertiser کو بھی ترتیب دیا (Per. Dr. Fawcett)

کے زیر نگرانی دعوت و تبلیغ کی تربیت حاصل کی اور ۱۷۹۹ء میں تبلیغی مشن پر مارش مین کی معیت میں کیری کے پاس پہنچے۔

دعوت کے علاوہ فن طباعت کی طرف بھی خصوصی

توجہ دی اور انجیل کے بنگالی ترجمے کے لئے ٹائپ تیار کرنے میں مدد دی، ۷ مارچ ۱۸۲۳ء کو ہیضہ میں فوت ہوئے (بک لینڈ ۲۴۱) [بھی دیگر کارکنوں کی معیت میں معاونت کے لئے مذاولہ پہنچ گئے لیکن جب کمپنی کے مقبوضات میں مشن کے قیام اور سرگرمیوں کے بارے میں حکم امتناعی جاری ہوا تو ڈچ مقبوضات میں سے سیرام پور کے مقام پر کرنل بی (Bie) کی سرپرستی میں رفقاءے کار اور پریس مشین کے ساتھ منتقل ہو گئے اور ۱۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو بپسٹ مشن قائم کیا بلکہ

پریس مشین کے حصول کے باوجود بنگالی ٹائپ کا مسئلہ زیادہ اہم تھا مگر حسن اتفاق چارلس وکنس کا شاگرد رشید پنجابن کرماکر خود ہی تلاش معاش میں سیرام پور پہنچ گیا۔ کیری نے موقع غنیمت جان کر فوراً ملازم رکھ لیا اور بنگالی ٹائپ کی تیاری کا کام سپرد کیا انجرام کار اکتوبر ۱۸۰۰ء تک ایک سال کے قلیل عرصے میں چند چھوٹے چھوٹے رسائل، انجیل متی اور عہد نامہ جدید بنگالی ٹائپ میں طبع ہو کر شائع ہو گئے۔

۱۸۰۱ء میں ولیم کیری کا فورٹ ولیم کالج میں سنکرت اور بنگالی کے پروفیسر کی حیثیت سے تقرر ہو گیا وہاں

کے زمانہ قیام میں سنسکرت کی قواعد مرتب کی اور اس کی طباعت کے لئے پنچانن کرناگر سے دیوناگری ٹائپ تیار کرایا جو بعد میں مراٹھی اور ہندوستانی ادب کی طباعت میں کام آیا۔

چارلس ولکنس نے ۱۸۹۵ء میں دیوناگری ٹائپ کے حروف تیار کر لئے تھے چنانچہ جان گل کرسٹ کی گرامر آف ہندوستانی لنگویج ۱۷۹۶ء میں کرانیکل پریس کلکتہ سے طبع ہو کر شائع ہوئی اس کے بعد ۱۸۰۲ء میں پنچانن کے تیار کردہ دیوناگری ٹائپ سے سیرام پور کالج کے طلباء کا ایک مقالہ چھاپنے کے لئے دیوناگری ٹائپ استعمال ہوئے ۱۸۰۵ء میں کیری کی مراٹھی قواعد اور ۱۸۰۶ء میں سنسکرت قواعد بھی دیوناگری ٹائپ میں طبع ہو کر شائع ہوئیں چارلس ولکنس کی اپنی تالیف سنسکرت قواعد ۱۸۰۸ء میں لندن سے طبع ہو کر شائع ہوئی جو موصوف ہی کے تیار کردہ دیوناگری ٹائپ کا عمدہ نمونہ تھی۔

دیوناگری میں مرکب حروف کی بڑی تعداد کے باعث ہم شکل خاندان کے لئے مختلف ٹھپتوں کی ضرورت تھی جن میں سے تقریباً ۱۸۰۳ء تک مکمل ہو چکے تھے کام کی رفتار تیز کرنے کے لئے پنچانن نے اپنی معاونت کے لئے منوہر کا انتخاب کیا۔

اگرچہ ۱۸۰۷ء سے قبل پنچانن فوت ہو چکا تھا لیکن اس کا فن منوہر کے روپ میں ارتقائی مراحل طے کر رہا تھا۔ منوہر کا چالیس سال مسلسل سیرام پور میں قیام رہا، اس طویل عرصے میں اس نے فن طباعت کی زبردست خدمت کی اور اس کی ہدایات اور فنی مہارت سے بنگالی، ناگری، عربی، فارسی اور دیگر رسم خط کے خوبصورت ٹائپ وجود میں آئے،

سیرام پور میں مطبع کے قیام کے پانچ سال کے اندر حسب ذیل بنگالی کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں:

۱۸۰۱ء انجیل بزبان بنگالی (دھرمپستا کا)

۱۸۰۱ء راجا پرتاپا دتیا کا جارترا مولفہ رام باسو

۱۸۰۲ء مہا بھارت چار جلدیں

مرتویا بنجے ودیا لائبر

رامائن پانچ جلدیں

۱۸۰۳ء انجیل اوٹی سام (انجیل عہد نامہ عتیق، زیور)

۱۸۰۵ء توتا اتھاس منشی چندی چرن لہ

جارج اسمتھ نے کیری کی سوانح حیات میں موصوف

کے کمالات اور اکتسابات کا تذکرہ کرتے ہوئے

عہد نامہ جدید کے تراجم کی تفصیلات بھی درج کی

ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے کتنی زبانوں

میں مہارت حاصل کی اور کتنے قسم کے خوبصورت ٹائپ

تیار کرائے۔

۱۸۰۱ء بنگالی عہد نامہ جدید، عہد عتیق ۱۸۰۹-۱۸۰۲ء

۱۸۱۱ء اڑیا " " " ۱۸۱۹ء

۱۸۲۴ء مگدھی " " "

۱۹-۱۸۱۵ء آسامی " " " ۱۸۳۲ء

۱۸۲۴ء کھاسی

۲۴-۱۸۱۴ء منی پوری

۱۸۰۸ء سنسکرت " " " ۲۲-۱۸۱۱ء

۱۱-۱۸۰۹ء ہندی " " " ۱۸-۱۸۱۳ء

۳۲-۱۸۲۲ء برج بھاشا " " "

۲۲-۱۸۱۵ء قنوجی " " "

۱۸۲۰ء کوسالی بشارت متی

۱۸۲۲ء اودے پوری عہد نامہ جدید

۱۸۱۵ء جے پوری " " "

۱۸۲۱ء بھوگسلی " " "

۱۸۲۱ء مارواڑی " " "

۱۸۲۳ء بیکانیری " " "

۱۸۲۴ء بھٹی " " "

۱۸۲۲ء ہراوتی (اہیرواڑی) " " "

۱۸۳۲ء پلپا " " "

۱۸۲۶ء کمایونی " " "

۱۸۳۲ء گرٹھوالی " " "

۱۸۲۱ء نیپالی " " "

۶۱۸۱۱ مراٹھی عہدنامہ جدید عہدنامہ عتیق ۶۱۸۲۰

۶۱۸۲۰ گجراتی " " " " " "

۶۱۸۱۹ کونکنی " " کتاب پنج گانہ

۶۱۸۱۵ پنجابی " " تاریخی کتب ۶۱۸۲۲

۶۱۸۱۹ لتانی " " " " " "

۶۱۸۲۵ سندھی انجیل متی

۶۱۸۲۰ کاشمیری عہدنامہ جدید عہدنامہ عتیق

۶۱۸۲۰-۲۶ ڈونگری " " " " " "

۶۱۸۱۹ پشتو " " " " " "

۶۱۸۱۵ بلوچی " " " " " "

۶۱۸۱۸ تملیگو " " کتاب پنج گانہ ۱۸۲۰

۶۱۸۲۲ کناری " " " " " "

چھ کتب صرف کیری کی تہذیب شدہ اور طبع شدہ

فارسی، برمی، بشارت متی

ہندوستانی سنہالی

ملیالم - چینی ڈاکٹر مارشمن

مندرجہ بالا فہرست میں سے صرف حسب ذیل تراجم

سیرام پور کے کتب خانے میں محفوظ نہیں ہیں :

بھٹی، پلایا، کمایونی، سندھی، ڈونگری

اس کے برخلاف

The life of wilfram carey . by George smith ,

London 1885 p. 232-239

۲۴
۱۸۲۴ء بھٹنیر

۱۸۲۴ء اوچین

کے تراجم محفوظ ہیں ، مذکورہ تراجم میں مختلف قسم کے ٹائپ نہ صرف مختلف قسم کے رسوم خط کے لئے بلکہ ایک ہی رسم خط کے لئے مختلف انداز تحریر کے لئے بھی استعمال کئے گئے ہیں مثلاً سنسکرت ، ہندی ، قنوجی ، ماواڑی ، بیکانیری اور مگدھی کی طباعت میں مختلف ٹائپ استعمال ہوئے ہیں :

۱۸۱۲ء میں پریس نذر آتش ہو گیا لیکن جلد ہی نہ صرف تجدید کی گئی بلکہ چینی حروف کا فلزی متحرک ٹائپ بھی تیار کر لیا یہ چینی طباعت کی تاریخ میں اولین موقع ہے کہ چوٹی چھپائی نے لے لی پہنانچہ مارش میں کا بیان ہے :

” سال رواں (۱۸۱۳ء) کے تراجم کی روئداد میں خاص حوالہ اس ترقی کا دیا گیا جو کہ چینی فن طباعت میں ہوئی بشارت عیسوی کا پہلا ترجمہ ایک طرف چین کے قدیم دستور کے مطابق چوٹی بلاک سے چھپا جس پر دیسی کاری گروں نے حروف کو کندہ کیا لیکن جلد ہی یہ ظاہر ہو گیا کہ اس طریقہ طباعت کی وجہ سے صحائف کے نئے ایڈیشن طبع کرانے کا کام بہت ہی گراں اور دیر طلب ثابت ہو گا بلاک پر کندہ کاری کی قیمت ہر

نئے ایڈیشن کے ساتھ از سر نو دینی پڑے گی لہذا یہ قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ایسی کوشش کی جائے کہ یورپی سستا اور شتابی طریقہ کار فلزی متحرک ٹائپ کے استعمال کی شکل میں اپنایا جائے اس کو بروئے کار لانے کے لئے دھات کے سادہ مکعب ڈھالے گئے جو عام ٹائپ کی اونچائی کے مطابق تھے ان پر کاری گروں نے چینی حروف کندہ کئے پتہ یہ چلا کہ فلزی ٹائپ سے بہ نسبت چوبی بلاک پانچ گنا زیادہ نقش، بغیر نقوش کی نفاست کو بگاڑے حاصل ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ علیحدہ ہونے والے ٹائپ کے استعمال کی وجہ سے مترجم کو پروف کے اوراق میں تصحیح کرنے میں ناقابل اندازہ سہولت ہوتی تھی وہ حروف بکثرت آتے تھے ان کا لوہے کا ایک ٹھپہ کندہ کیا جاتا جس سے حسب ضرورت حروف ڈھالے جاسکتے تھے دیسی ٹھپہ کاٹنے والے نے مسٹر لاسن کے آنے سے قبل اس طرح کے بہت سے ٹھپے بنائے تھے لیکن لاسن کی زیر نگرانی ٹھپوں کی خوبصورتی اور صحت میں کافی اصلاح ہوئی۔

چینی تاریخ طباعت کے ۲۰۰۰ سال میں یہ ایجاد ایک سنگ میل تھی کیونکہ اس ایجاد کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ چھاپے جانے والے مواد کی طباعت کے دوران بار بار تصحیح ہو سکتی تھی بلکہ اس لئے بھی کہ اس میں خرچہ کم تھا جب ضروری ٹھپے ایک دفعہ کاٹ دئے جاتے تو ان کے ہم شکل خاندان چوبی بلاک کے مقابلے میں بہت کم قیمت

ہر کسی بھی مقدار میں بنائے جاسکتے۔

یہ اصلاح جس کی ابتداء اور نشوونما سیرام پور میں
ہوا اور جس کو بعد میں دوسری تبلیغی جماعتوں نے اپنایا
دراصل چینی طباعت کی تاریخ میں ایک نئے عہد کا
آغاز ہے بلکہ

اس وقت ہندوستان میں جو کاغذ تیار ہوتا تھا وہ
بہت ہی ناپائیدار اور ادنیٰ درجے کا تھا اس کے برخلاف
جو کاغذ یورپ سے درآمد کیا جاتا تھا وہ نہ صرف قیمتی تھا
بلکہ اس کی آمد بھی غیر یقینی تھی چنانچہ سیرام پور میں دھانی
انجن سے چلنے والا ایک کارخانہ قائم کیا گیا، جارج اسمتھ
کا بیان ہے :

” کاغذ کی تیاری کے لئے طویل عرصے سے مشن نے
کچھ کم خدمات انجام نہیں دیں چنانچہ کاغذ کی ایک قسم
سیرام پور کے نام سے ہندوستان کے کونے کونے میں
جانے لگی۔ اولاً کیری کو اپنا عہد نامہ جدید بنگالی ترجمہ
چکٹ، مسام دار اور کھر در چیر پر جس کو پٹنہ کاغذ
کہتے تھے چھپوانا پڑا اس کے بعد وہ انگلستان سے مال
آنے پر بھروسہ کرنے لگے جس کی آمد غیر یقینی تھی چنانچہ
کام میں تاخیر ہوتی اور قیمت بڑھ جاتی۔

دبئی کاغذ خواہ لائحہ کا بنا ہوا ہو یا مشین کا چونکہ
اس کو چاول کی تیج لگا کر کرارا کیا جاتا اس لئے وہ دیمک

اور کیڑے مکوڑوں کے لئے کشش کا باعث ہوتا یہاں تک کہ بقول مارش مین " اگر پہلا ہی ورق مطبع میں کچھ دیر کے لئے رک جاتا تو قبل اس کے کہ آخری ورق طبع ہوتا اس کو یہ کیڑے چٹ کر جاتے اسی لئے کیری اپنے خاص مخطوطات کو سستی کاغذ پر لکھ کر محفوظ کرتا جو نہایت بد نما زرد رنگ اختیار کر لیتے لیکن ہم صرف اسی وجہ سے سیرام پور کالج لائبریری میں ایک ہفت زبان لغت پانچ ضخیم جلدوں میں محفوظ کر پائے، کاغذ کی اس دشواری کو دور کرنے کے لئے مبلغین کو اور چند در چند تجربات کرنا پڑے انجام کار ایک ایسی مشین وجود میں آئی جسے چالیس دسی باشندے باری باری پیر سے چلا کر خام مال کی لگدی تیار کرتے حتیٰ کہ ایک غریب ہندوستانی بھی اس کی نذر ہو گیا۔

ولیم جونسن جس نے اولاً رانی گنج کی کوسلے کی کان میں کام کیا تھا اور ہندوستانی کاری گروں کی اس عظیم مہم کا پیش رو تھا دھانی انجن کو اس کام میں لانے کا مشورہ دیا بولٹن کی تھویٹ اور لاقھویل کمپنی ہے ایک بارہ ہارس پاور کا انجن روانہ کرنے کی فرمائش کی گئی چنانچہ یہی انجن سب سے پہلے ہندوستان میں نصب ہوا اور یہ سراسر ایک تبلیغی کارنامہ تھا۔ ۲۷ مارچ ۱۸۶۰ء کو اس کا اجرا ہوا چنانچہ سنہ مذکور سے ۱۸۶۵ء تک سیرام پور ولایتی اور دیسی کاغذ کا ایک اہم مرکز بنا رہا، ۱۸۵۷ء کے بدنام کارتوس بھی اسی کارخانے کی پیداوار تھے۔

بپسٹ مشن پریس سیرام پور سے مختلف اوقات
 میں مختلف اخبار اور رسائل جاری ہوئے چنانچہ ڈگ درشن
 کے نام سے اپریل ۱۸۱۸ء میں ایک ماہانہ رسالہ جاری کیا
 جو دیسی زبان کا پہلا رسالہ تھا جس کے ایک صفحے پر بنگالی
 اور دوسرے صفحے پر اس کا انگریزی ترجمہ شائع ہوتا تھا اور
 جو بقول جان کلاک مارش مین حکومت کی نبضیں ٹوٹنے
 کے لئے جاری کیا گیا تھا اور یہ طے پایا تھا کہ اگر حکومت
 اس رسالے کے اجراء کو ناپسندیدہ نظروں سے نہ دیکھے
 تو پھر ہفتہ وار اخبار جاری کرنے کی ہمت کی جائے یہ
 حکومت نے مارش مین کے رفقاء کی بدگمانی کے
 برخلاف ڈگ درشن کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا جس

1- The life of william cary, by George Smith London 1906
 P. 244-45

۳ جان کلاک مارش مین (۱۸۴۴-۱۸۹۴) اگست ۱۸۹۴ء کو ولادت ہوئی
 Rev. Joshua Marshman کے صاحبزادے تھے ابا کی محبت میں سیرام پور پہنچے اور ولیم کیری کے ادارہ میں تعلیم حاصل کی ۱۸۱۹ء
 میں برادر ہڈ سے منسلک ہوئے اور اس کے فعال ڈائریکٹر بن گئے اپریل ۱۸۱۸ء میں پہلا بنگالی رسالہ
 ڈگ درشن جاری کیا اور دوسرے ماہ ہفتہ وار ساچار درپن کا اجراء کیا اس کے بعد اپنے والد کی
 معیت میں ایک ماہانہ انگریزی رسالہ فریڈا انڈیا کے نام سے نکالا جو کچھ عرصے کے بعد سہ ماہی
 ہو گیا لیکن بالآخر یکم جنوری ۱۸۳۵ء سے ہفتہ وار ہو گیا برسوں حکومت کے مترجم کی حیثیت سے
 خدمات انجام دیں اور *life & times of Carey Marshman & ward* کے نام سے
 کتاب لکھی ۸ جنوری ۱۸۴۴ء کو ہوا (بک لینڈ ص ۲۷۶)

۳ *life & times of carey Marshman & ward*

by Marshman vol II P 161

کی وجہ سے ان کا حوصلہ بلند ہوا۔ چنانچہ ۲۳ مئی ۱۸۱۸ء کو سماچار درپن کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار جاری کیا۔ گورنر جنرل مارکوئیس آف ہسٹنگز نے سماچار درپن کا پہلا نمبر دیکھنے کے بعد مارش مین کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر پروانہ خوشنودی روانہ کیا اور ان کی اس جرأت زندانہ کو سراہا۔ پھر مارش مین کی درخواست پر ڈاک کا تین چوتھائی محصول بھی معاف کر دیا۔ یہ اخبار ۱۸۳۹ء تک جاری رہ کر بند ہو گیا۔

مئی ۱۸۱۸ء میں فرنڈ آف انڈیا کے نام سے ایک ماہانہ انگریزی رسالہ بھی جاری کیا جو ۱۶/۳۰/۲۰ سائز پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ رسالے پر ایڈیٹر کا نام درج نہ ہوتا تھا البتہ سیرام پور کے رجسٹروں کے مطابق اسے ڈاکٹر مارش مین ایڈٹ کرتے تھے حجم ۲۴ سے ۳۲ صفحات تک ہوتا تھا بعد کو یہ سہ ماہی ہو گیا، لیکن یکم جنوری ۱۸۳۵ء سے پھر ہفتہ وار ہو گیا۔

ولیم کیری اور ان کے رفقاء نے صرف عیسائیت کے فروغ کے لئے انجیل مقدس اور دیگر متعلقہ کتابوں کے تراجم طبع کرا کے شائع کئے بلکہ مقامی نوعیاتی جوانوں کی تعلیم و تربیت کے بعد انھیں ہندو مذہب کے خلاف کتابوں کی تالیف پر ابھارا چنانچہ رام باسو کی کتاب کے بارے میں ولیم کیری کا بیان ہے ”کل رام باسو یہاں آیا تھا تاکہ اپنا کتابچہ جو برہمنوں کے خلاف تھا اس پر نظر ثانی کرے اور وہ چھپ سکے کتابچہ بہت سخت

ہے لیکن ایسا ہونا بہت ضروری تھا تاکہ یہ ان میں صحیح
اساس پیدا کر سکے بلکہ چنانچہ ۱۸۱۱ء میں لارڈ منٹون نے
(گورنر جنرل باجلاس کونسل) ان رسائل اور کتابچوں کو
اشتعال انگیز قرار دے کر مشنریوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا
پرس سیرام پور سے کلکتہ منتقل کر لیں ان لوگوں نے
نقل و حمل کے مصارف کا عذر کیا اور سنسر کے ضوابط
کو قبول کر لیا :

۱۸۴۶ء میں ولیم ہنٹر نے بنگال کے اخبارات و
مطابع کی تفصیلات کے ذیل میں درج کیا ہے :
”سیرام پور میں ۴ پرائیویٹ پریس ہیں جن میں دو
انگریزی اور بنگالی دونوں زبانوں میں ٹائپ کے ذریعے
طباعت کرتے ہیں اور دوسری بنگالی ٹائپ میں
چھاپتے ہیں“ ۱۷

مطابع شاہجہاں پور :

کوٹھی دیوان منوال مالک بیج ناتھ اجرائے ۱۸۵۴ء	مطبع گوری	۱۸۵۴
محلہ لودی کٹرہ احاطہ پادری جنسن ، مالک سید اصغر علی	مطبع محمدی	۱۸۵۹
مہتمم فضل کریم ، کاتب اصغر حسین ، مولف اختر شاہنشاہی		
نے اس کا سنہ اجراء ۱۸۴۰ء درج کیا ہے ، حالانکہ		

۱۷ اردو صحافت کی تاریخ ص ۲۰

2. An Statistical account of Bengal

by w.w. Hunter vol III p- 377

آزاد لاہری میں مجموعہ بارہ ماسہ و باب مطبوعہ ۱۲۰۵ھ مطابق ۱۸۵۹ء اور دوسری کتاب ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء مطبوعہ محفوظ ہیں۔ بعد میں اس کے مہتمم غلام حسین نامی کوئی دوسرے صاحب ہو گئے تھے۔

۱۸۶۹ مطبع انجمن شاہجہانپور گورنمنٹ گزٹیر میں مطبع ہذا کا سنہ اجراء ۱۸۶۰ء درج کیا گیا ہے حالانکہ انجمن کا پہلا جلسہ ستمبر ۱۸۶۲ء میں منعقد ہوا تھا ظاہر ہے کہ مطبع انجمن کے قیام کے بعد ہی وجود میں آنا چاہیے۔ مولف اختر شاہنشاہی نے تاریخ اجراء ۲۱ جنوری ۱۸۷۳ء درج کی ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۶۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے، اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار ۱۶ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

۱۸۷۳ء مطبع آریہ درپن گورنمنٹ گزٹیر میں اس کا اجراء ۱۸۸۰ء میں درج کیا گیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۸ء مطبع آریہ بھوشن مہتمم پنڈت اودھ بہاری سرن مشر، مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء جنوری ۱۸۷۹ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۸ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۳ء مطبع سراجیہ آزاد لاہری میں ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطابع شاہدرہ (دہلی)

۱۸۴۶ء مطبع افضل المطابع آزاد لاہری میں بستان التفاسیر مولفہ شاہ عبدعزیز

مطبوعہ ۱۲۶۲ھ مطابق ۱۸۴۶ء کے علاوہ ۱۲۷۸ھ مطابق
۱۸۶۲ء نیز ۱۸۹۲ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مالک مولوی عبدالرحمن مہتمم ظفر علی لوح نویس قمر الدین خاں
اجرائے جنوری ۱۸۴۸ء آزاد لاہری میں مختلف سنین
کی مطبوعات محفوظ ہیں جن میں ایک کتاب ۱۲۶۲ھ
مطابق ۱۸۴۸ء کی اور دوسری مثنوی مہر و مشتری
۱۲۷۷ھ مطابق ۱۸۶۱ء کی محفوظ ہے اخبار عالم میرٹھ
مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۶۴ء میں بھی مطبع ہذا کا تذکرہ ملتا
ہے اس میں مالک کا نام محمد حسین خاں تحسین اور مہتمم
اموجان درج کیا ہے۔

۱۸۴۸ مطبع احمدی

مالک شیخ الہی بخش مہتمم حافظ عبداللہ اجرائے ۱۸۶۲ء
آزاد لاہری میں بستان التفاسیر مولفہ شاہ عبدالعزیز
مطبوعہ ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۶۶ء محفوظ ہے۔

۱۸۶۲ مطبع فخر المطابع

۱۸۶۶ مطبع ناصری

مطابع شب پور (بنگال) :

انگریزی کے علاوہ دیگر مقامی زبانوں کی طباعت بھی ہوتی
تھی۔

۱۸۷۶ مطبع ہشپ کالج

مطالع شولہ پور :

۱۸۸۴ء مطبع کلیا تارو
اسی نام کا ایک ہفتہ وار اخبار مرہٹی زبان میں طبع ہو کر
ہر اتوار کو شائع ہوتا تھا۔

مطبع بھالا
اسی نام کا ایک مرہٹی اخبار ہر جمعرات کو طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔

۱۱

مطالع شملہ :

۱۸۴۷ء مطبع شملہ اخبار
مالک بابوشیو پرشاد (ملازم دفتر ایجنٹی شملہ)
اس مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار شملہ اخبار کے نام
سے شیخ عبداللہ کی ادارت میں طبع ہو کر شائع ہوتا
تھا اگرچہ زبان تو اردو ہوتی تھی مگر رسم خط دیوناگری
تھا چنانچہ ۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے :
" شملہ سے شیخ عبداللہ نے کچھ ہی دنوں سے
(سرکاری کاغذات میں جون ۱۸۴۷ء سے اس کا
اندراج ملتا ہے) شملہ اخبار نکالنا شروع کیا ہے جو
بہت اچھا ہوتا ہے لیکن اس کی خرابی یہ ہے کہ لیتھو
سے ناگری رسم خط میں طبع ہوتا ہے زبان اگرچہ اردو
ہی ہوتی ہے دیوناگری رسم خط اختیار کرنے کا مقصد
گرد و نواح کے راجگان اور دوسرے لوگوں کی
سرپرستی حاصل کرنا ہے کیوں کہ یہاں کی عام زبان
ہندی ہی ہے "

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے :

اکتوبر ۱۸۴۹ء تک اس کے شمارے موصول ہوتے رہے لیکن اس تاریخ کے بعد سے اخبار کا سلسلہ منقطع ہو گیا لیکن یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ۱۸۴۸ء کے اواخر میں بیان کیا گیا تھا کہ اخبار کے اخراجات آمدنی سے دس روپے زیادہ ہیں مزید براں اخبار کی اشاعت میں بھی کوئی قابل لحاظ اضافہ نہیں ہوا جو اخبار کے مضامین اور شیخ عبداللہ کی توجہ کا بدل ہو سکتا جو وہ اخبار پر صرف کرتے ہیں صوبہ شمالی و مغربی سے جتنے بھی دیسی اخبارات دیسیوں کے اہتمام سے شائع ہوتے ہیں ان میں سے کوئی بھی شملہ اخبار کے پائے کا نہیں ہے۔ ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں بعض اہم حقائق کا انکشاف ہوتا ہے، مطبع شملہ اخبار کے مالک بابوشیورپشاد دفتر یجنٹی شملہ میں ملازم ہیں اس مطبع سے ایک پندرہ روزہ اخبار شائع ہوتا ہے، اخبار میں عام اور دلچسپ معلوماتی مضامین ہوتے ہیں خبروں کے علاوہ بازار کا نرخ نامہ بھی شائع کیا جاتا ہے فی الجملہ اخبار اچھا ہے اور اس صوبے کے اخبارات میں بلند مقام کا مالک ہے۔ مالک مطبع کی عدم موجودگی کی وجہ سے ۱۸۵۰ء میں شملہ اخبار کی اشاعت کچھ دنوں تک ملتوی رہی۔

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے :

”کوہستانی ریاستوں کے سپرنٹنڈنٹ مسٹر ایڈورڈ اس اخبار کی سرپرستی کرتے ہیں انھیں کی سفارش پر گزشتہ سال سرکاری کالجوں اور اسکولوں کے لئے

شملہ اخبار کی مزید سات کاپیوں کی خریداری منظور کی ہے۔
۱۸۵۲ء کی رپورٹ میں ہے کہ مطبع و اخبار دونوں بند
ہو گئے۔

گارساں دتاسی نے اپنے (تیسویں قسط) (مورخہ
۶ دسمبر ۱۸۶۹ء) میں شاملہ اخبار کا تذکرہ کرتے
ہوئے لکھا ہے :

” میں سب سے پہلے ایک مشہور و معروف انگریز
سرپرست ایڈورڈ کا ذکر کرتا ہوں جن کا گزشتہ
سال ۲۲ دسمبر کو انتقال ہوا ان کی عمر ۴۹ سال تھی
موصوف ایک حوصلہ مند آدمی تھے اور علم و فضل میں
بھی ممتاز تھے میں خاص کر سب سے پہلے موصوف کا
ذکر اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ کو ہندوستانی زبان سے
خاص لگاؤ تھا شاملہ سے جو اخبار نکلتا ہے وہ بھی
موصوف ہی کی سرپرستی میں نکلنا شروع ہوا تھا اس
کی زبان اردو ہے لیکن چندہ دینے والوں میں کثرت سے
ہندو ہیں اس لئے انھیں خوش کرنے کے لئے اس کی
طباعت دیوناگری رسم خط میں ہوتی ہے۔“

مذکورہ بیان سے منکشف ہوتا ہے کہ ۱۸۵۲ء
کے بعد مطبع و اخبار دونوں جاری کئے گئے اور ۱۸۶۹ء
میں برسر کار تھے۔

گورنمنٹ گزٹیر پنجاب (شملہ) میں حسب ذیل

مطابح کا تذکرہ ملتا ہے جن سے موسم گرما میں اخبارات بھی
شائع ہوتے تھے۔

مطبع کوریر

مطبع اسٹیشن

مطبع شملہ ٹائمر

مطبع شملہ نیوز ہفتہ وار اخبار شائع ہوتا تھا۔

مطبع رائل آرمی پرنس ایبوسی ایشن

مطبع گورنمنٹ سنٹرل

مطبع پنجاب گورنمنٹ

مطابح عظیم آباد (پٹنہ)

۱۸۵۵ مطبع صبح صادق

محلہ گڈری مالک میر وزیر علی اثنا عشری، آزاد لائبریری

میں اس مطبع کی چار مطبوعات محفوظ ہیں ۱۲۷۲ھ

مطابق ۱۸۵۵ء، ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء اور

۱۸۹۱ء مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۷۷ء درج

کیا ہے، جو غلط ہے۔

محلہ کشمیری مالک سید ولایت علی مولف اختر شاہنشاہی

نے سنہ اجراء جنوری ۱۸۶۵ء درج کیا ہے۔ حالانکہ

آزاد لائبریری میں ۱۲۸۱ھ مطابق ۱۲۶۴ء کی مطبوعہ

کتاب موجود ہے۔

۱۸۶۴ مطبع عظیم المطابع

مالک شمس الدین ضیاء مہتمم میاں حسین کاتب عبدالرشید

خاں، مطبع کا دوسرا نام خورشید عالم تھا۔

مالک پنڈت چھوٹو رام کاتب عبدالرشید خاں۔

مطبع سلطان المطابع

مطبع چشمہ علم

۱۸۶۸

اجرائے ۱۸۶۸ء آزاد لائبریری میں میزان العلوم مولفہ
عبدالعلی مطبوعہ ۱۸۶۹ء محفوظ ہے۔

مجار یہ سید ابوسعید سکرٹری انجمن مہتمم منشی شیخ حسن علی
اجرائے ۸ مارچ ۱۸۷۲ء

۱۸۷۲ء مطبع بہار

محلہ خواجہ کلاں گھاٹ مالک سید اصغر علی مہتمم سید
فضل کریم اجرائے ۱۸۷۶ء آزاد لائبریری میں ۱۲۹۴ھ
مطابق ۱۸۷۷ء اور ۱۸۷۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۶ء مطبع محمدی یا محمدی پریس

مہتمم منشی نوروز علی خاں شیدا پریس مین شہر اٹلہ
اجرائے یکم جون ۱۸۷۶ء

مطبع انتظامی

محلہ پیر پور ڈاک خانہ باقی پور اجرائے ۱۸۸۰ء

۱۸۸۰ء مطبع ہندو باندھو

محلہ پواگلی مالک مولوی عبدالقادر اجرائے یکم جون ۱۸۸۱ء

۱۸۸۱ء مطبع احسن المطابع

محلہ باقر گنج مہتمم بابو بشیر سنگھ پڑٹ منشی لیاقت حسین

مطبع انڈین کرائیکل

اس مطبع سے اخبار انڈین کرائیکل ۸ ورق اوسط پر

ہر دو شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جولائی

۱۸۸۱ء

مالک حاجی سید جان مہتمم عبدالغفور اجرائے یکم جون

مطبع قادری

۱۸۸۱ء

محلہ گوبند عطار، مہتمم خواجہ خلیل الدین احمد اجرائے

مطبع قیصری

۲۹ دسمبر ۱۸۸۳ء۔ آزاد لائبریری میں دو کتابیں

مطبوعہ ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۳ء محفوظ ہیں۔

محلہ کاغذی مالک شیخ احمد علی رئیس اجرائے ۲ جنوری

۱۸۸۳ء مطبع آرٹن فیکٹری

۱۸۸۳ء

مالک عبدالغفار اجرائے ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ء مطبع حیدری

۱۸۸۵ مطبع یونین

تھانہ پیر، ہوٹ ڈاک خانہ باقی پور مالک مولوی سید رحیم الدین
مہتمم سید محمد یوسف کاتب منشی عابد حسین پریس مین عابد،
اجرائے ۳ جون ۱۸۸۵ء

۱۸۸۶ مطبع صادق پور

محلہ صادق پور چھاپہ آہنی مہتمم مولوی محمد اسحق، اس مطبع سے
ایک ہفتہ وار اخبار انسٹی ٹیوٹ ۲ ورق کلاں پر طبع ہو کر
ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے جولائی ۱۸۸۶ء

۱۸۹۳ مطبع سٹی

۲۵ مئی ۱۸۹۳ء کے اودھ پنچ لکھنؤ میں تذکرہ ہے۔

۱۸۹۷ مطبع حنیفیہ یا حنیفہ

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی چار کتابیں محفوظ ہیں

۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء

۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء ۱۳۲۱ھ مطابق ۱۹۰۳ء

مطابع علی گڑھ :

۱۸۵۳ مطبع فتح الاخبار

مالک محمد عثمان خاں مہتمم کرپاشنکر سکندر آبادی، کاتب
فدا علی، علی احمد بجنوری، الہ داد خاں اور بابو ہریشاد
۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ”مطبع
فتح الاخبار ایک نیا مطبع ہے جو اسی سال وجود میں
آیا ہے اس کا نام اس اخبار کے نام پر رکھا گیا ہے
جو اس مطبع سے شائع ہوتا ہے“ مطبوعات میں
حسب ذیل کتابوں کا اندراج ملتا ہے :

۱۔ نحو عربی قواعد ۲۰۰

۲۔ بیاض دل کشا (ملفوظات صوفیاء) ۲۰۰

۳۔ بحث العجیب، اصول مباحثہ ۲۰۰

۴۔ آئین المجادلہ ۵۰

۵۔ گتکا پھری ۳۵۰

۶۔ تہذیب منطق ۵۰

گارساں دتاسی نے بھی مطبع و اخبار کا سنہ اجراء ۱۸۵۳ء ہی درج کیا ہے۔ البتہ مولف اختر شاہنشاہی نے یکم جنوری ۱۸۵۵ء غلط درج کیا ہے، آزاد لائبریری میں شرح مطلع الانوار مطبوعہ ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء محفوظ ہے، اور مہتمم دپنٹر کی حیثیت سے محمد عثمان خوجوی کا نام درج کیا ہے۔

۱۸۶۲ء مطبع علی گڑھ
مالک منشی نول کشور، محلہ پدروں گنج بمکان حکیم خدایار
خاں مہتمم محمد ہنر حسین آزاد لائبریری میں دو کتابیں
مطبوعہ ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۳ء محفوظ
میں انڈین ریفارم لیگ علی گڑھ کی روئداد ۸ نمبر
۱۸۶۸ء کو اس مطبع سے چھپ کر شائع ہوئی تھی۔

۱۸۶۴ء مطبع "سرسید احمد خاں کا پرائیوٹ پریس" ابتداءً یہ پریس غازی پور میں قائم کیا
گیا تھا لیکن ۱۸۶۴ء میں سید مرحوم منتقل ہو کر علی گڑھ
آئے تو پریس بھی ہمراہ لائے، اس میں مرحوم کی کتابوں
کے علاوہ سائنٹی فک سوسائٹی سے متعلق ضروری کاغذات
بھی طبع ہوتے تھے۔

۱۸۶۶ء مطبع انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا یہ پریس سرسید مرحوم کی ملکیت
میں تھا مگر قومی مفاد کے پیش نظر سائنٹی فک سوسائٹی
کی نذر کر دیا گیا تھا، چنانچہ اسی مطبع سے ۳۰ مارچ

۱۸۶۶ء ایک ہفتہ وار اخبار بنام اخبار سائنٹی فک سوسائٹی
 علی گڑھ جاری کیا گیا ۱۸۷۷ء میں مطبع و اخبار دونوں کے
 ناموں میں تغیر ہوا اور مطبع انسٹی ٹیوٹ گزٹ اور اخبار
 انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے نام سے موسوم ہوا۔

۳۰ مارچ ۱۸۶۶ء کا پہلا شمارہ منشی محمد یار خاں
 کے اہتمام سے چھپا اور اکتوبر ۱۸۶۷ء تک موصوف ہی
 مطبع ہذا کے مہتمم کے فرائض انجام دیتے رہے جنوری
 ۱۸۶۸ء سے حافظ محمد عبدالرزاق کے اہتمام سے
 طباعت کا سلسلہ شروع ہوا اور ۱۸ اکتوبر ۱۸۷۸ء
 تک جاری رہا اس کے بعد عنان اہتمام عبدالرحمن
 کے ہاتھ میں آگئی اور ۱۲ نومبر ۱۸۷۸ء تک موصوف
 ہی مہتمم و نگراں رہے اس کے بعد ۹ دسمبر ۱۸۷۹ء
 تک شیخ علیم اللہ کے اہتمام سے طبع ہوتا رہا ۱۳ دسمبر
 ۱۸۷۹ء سے ۱۸۸۸ء تک لالہ گلاب رائے مطبع کے
 نگراں کار رہے، اس کے بعد عنان اختیار بھیر شیخ
 علیم اللہ کی طرف منتقل ہو گئی، لیکن ۸ فروری ۱۸۹۵ء
 سے اہتمام و انصرام ممتاز الدین کی طرف منتقل ہو گیا۔
 اس مطبع میں لیتھو کے بجائے ٹائپ میں طباعت
 کا منضبط نظام تھا چنانچہ سرسید علیہ الرحمہ کا بیان ہے:
 ”ہمارے نزدیک علی گڑھ جیسے قصبہ میں جہاں
 خوشنویسوں کا بالکل قحط ہے ایک ایسا اخبار جاری کرنے
 کے لئے جو ہفتے میں دو بار چھپے، ضرور ہے کہ ٹائپ
 کا چھاپہ اختیار کیا جاوے، کیونکہ بہ ہزار دقت اگر

کاتب میسر آیا اور وقت پر کسی ضرورت سے غیر حاضر ہو گیا تو دوسرا کاتب بہم پہنچانے تک بہت سے ہفتوں کا نافعہ کرنا پڑے گا دہلی اور لکھنؤ جیسے شہروں میں بھی جن مطبعوں میں اخبار کا مدار ایک کاتب پر ہے وہاں سال بھر میں ایک دو نافعہ ضرور ہو جاتا ہے اس مطبع میں ٹائپ کے علاوہ لیتھو میں بھی چھپائی کا انتظام تھا لیکن مطبع میں لیتھو کے ملازمین کی تعداد ٹائپ کے مقابلے میں کم تھی چنانچہ انسٹی ٹیوٹ گزٹ بابت ۱۵ اکتوبر ۱۸۶۹ء میں اس مطبع کے ملازمین کی جو تفصیلات درج کی گئی ہیں ان سے اس حقیقت کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے :

ملازمین چھاپہ ٹیپ

حافظ عبدالرزاق مہتمم (۱۸ اکتوبر ۱۸۶۸ء کو فوت ہوئے)

حافظ عبدالرحمن ایکزامینر

مولوی ظفر الدین کاپی ہولڈر

کمپازٹر ان

محمد وزیر، شیخ علیم اللہ، تجمل حسین، گلاب رائے،

چارلس، گوہر علی، جانسن، ممتاز الدین

پرس مین

فلکس، کریم خاں

انک مین

ترا ب علی، یوسف

پیسر مین

حمید بخش، ارشاد علی

گیلی پروف مین

امام خاں

ملا زمان لیتھو پریس

مولوی منیر الدین کاپی نویس

محمد بخش پریس مین

نجم الدین پیچ کش

عوض خاں اسفنجیہ

رحیم اللہ رولہ

مندرجہ بالا تفصیلات سے اس امر کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ مطبع کے مختلف ادوار میں مذکورہ ملازمین ہی میں سے مہتمم کے منصب پر فائز ہوتے رہے اس کے علاوہ مولوی منیر الدین ایسے باصلاحیت صاحب علم تھے کہ اصل تصنیف میں تصحیح کی خدمات بھی انجام دیتے تھے، اس مطبع کا خاص امتیاز صحت کتابت و طباعت اور اوقات کی پابندی تھا۔

مالک منشی منیر الدین، اجرائے اپریل ۱۸۶۹ء، آزاد لاہوری میں ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء اور ۱۸۹۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۶۹ء مطبع العلوم

بیسواں (ضلع علی گڑھ) مالک بھٹاکر پرشاد سنگھ، مہتمم

دوار کا پرشاد، پرنٹر منشی پیارے لال اجرائے ۱۸۷۰ء

انڈین ریفارم لیگ کی روئداد بھی گاہ بگاہ طبع ہوتی رہتی

تھی ان پر مہتمم کی حیثیت سے واجد علی خاں کا نام درج ہے۔

۱۸۷۰ء مطبع بیا گھر پاد پرکاشک

- ۱۸۷۱ مطبع رام نرائن
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۸۶ مطبع بھارت بھوشن
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۸۷ مطبع کایستھ پرکاشن
کھیر (ضلع علی گڑھ) مالک بنواری لال وکیل مہتمم
سگن لال اجرائے جنوری ۱۸۸۷ء
- مطبع کایستھ پرکاشن
مالک لال کندن لال شرر۔ مہتمم لال سکھن لال۔ اجرائے
۱۵ ستمبر ۱۸۸۷ء
- ۱۸۹۰ مطبع لال سکھن لال
پہلے مطبع کایستھ پرکاشن سے منسلک تھے بعد میں
ذاتی مطبع قائم کر لیا تھا۔
- مطبع تجارتی
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- ۱۸۹۳ مطبع جلگت ہنود
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع محمدن
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۳ء، ۱۸۹۴ء اور ۱۳۱۳ھ
مطابق ۱۸۹۵ء کی مطبوعات ملتی ہیں۔
- ۱۸۹۷ مطبع فیض عام
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء اور ۱۸۹۹ء
اور ۱۳۲۶ھ مطابق ۱۹۰۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔
- ۱۹۰۰ مطبع ریاض ہند
مطبع احمدی
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع ودیا ساگر
مہتمم سعید احمد فاروقی آزاد لائبریری میں سنہ مذکور
کی کتاب محفوظ ہے۔
- آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب موجود ہے۔
- مطابع غارنی پور:
- ۱۸۵۶ مطبع اعلیٰ
آزاد لائبریری میں ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۸۵۶ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے ۔

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے :

”غازی پور۔ اب یہاں کوئی مطبع نہیں پہلے بھی ایک ہی مطبع تھا جو ایک یوروپین کے زیر اہتمام کام کر رہا تھا یہ فسادات کی وجہ سے بند ہو گیا ہے“

آزاد لائبریری میں ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۳ء کی مطبوعات محفوظ ہیں سرسید احمد خاں مرحوم کا ذاتی پریس تھا جس میں موصوف کی کتابیں طبع ہوتی تھیں ۔ ۱۸۶۴ء میں علی گڑھ منتقل ہو گیا ۔

۱۸۶۲ مطبع سید احمد خاں

مہتمم بابو تارنی چرن ہیڈ ماسٹر، آزاد لائبریری ۱۸۷۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے مولف اختر شاہنشاہی اس کا سنہ اجراء جنوری ۱۸۷۸ء غلط درج کیا ہے ۔

۱۸۷۷ مطبع وکٹوریہ

محلہ مصر مالک منشی سراج الدین احمد خاں محمد آبادی کاتب فصیح اللہ آبادی، اسی نام کا ایک اخبار ۴ ورق کلاں پر ہر دو شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اس کے بعد ۲ ورق کلاں پر رہ گیا اجرائے ۱۸۸۱ء

۱۸۸۱ مطبع وقائع عالم

سید پور (ضلع غازی پور) مالک بابو شیو پرشاد مولوی محمد یسین شفیق کاتب حافظ عبد الحق دہلوی پریس مین منہ لکھنوی، مطبع ہذا سے ”نظارۂ ویکی نوٹس“ ہفتہ وار ۸ ورق خورد پر ہر دو شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۔ اجرائے اکتوبر ۱۸۸۲ء

مطبع صبح صادق

- ۱۸۸۲ مطبع صبح بنارس سید پور (ضلع غازی پور) مالک بابوشیو پرشاد، آنریری
 مجسٹریٹ مہتمم مولوی یسین شفیق اجرائے ستمبر ۱۸۸۲ء
 ۱۸۸۳ مطبع خیر خواہ خلائق محلہ لال دروازہ مالک منشی محمد علی خاں سعیدی لکھنؤ
 مطبع ہذا سے خیر خواہ خلائق نام کا ایک ہفتہ وار اخبار
 ناگری مشترک طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطابع فتح پور:

- ۱۸۶۱ بحر الفیوض مالک لالہ بیج ناتھ مہتمم ظہور الحسن اجرائے ۱۸۶۱ء
 ۱۸۶۳ مطبع بخشندہ نور اجرائے ۱۸۶۳ء
 ۱۸۷۱ مطبع مصدر الحسنات مالک حکیم جواہر لال مہتمم سعادت خاں اجرائے ۱۸۷۱ء
 ۱۸۸۱ مطبع نسیم ہند مالک کنج بہاری لال مہتمم لالہ انبکا پرشاد، پریس مین
 چاند بیگ اجرائے جنوری ۱۸۸۱ء آزاد لائبریری میں
 ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 ۱۸۹۲ مطبع لامع النور مہتمم حافظ عبدالغفور آزاد لائبریری میں سنہ مذکور
 کی کتاب موجود ہے۔
 ۱۸۹۴ مطبع مرقع تصویر گورنمنٹ گریڈیٹر مطبوعہ ۱۹۰۴ء
 ۱۸۹۸ مطبع نظم ہند گورنمنٹ گریڈیٹر مطبوعہ ۱۹۰۴ء

مطابع فتح گرھ:

- ۱۸۶۰ مطبع دل کشا، مطبع منشی رام سروپ یا مطبع مفید الانام: مالک منشی شنکر سروپ
 نجات، ہفتہ وار اخبار مفید الانام ۴ ورق کلاں پر
 طبع ہو کر ہر پنج شنبہ کو شائع ہوتا تھا اور گلدستہ شعراء
 ۴ ورق اوسط پر ماہانہ اشاعت پاتا تھا جو ۱۸۶۵ء

میں جاری ہوا اجرائے مطبع و اخبار مفید الانام ۱۸۶۰ء
آزاد لائبریری ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء کی مطبوعہ
کتاب ملتی ہے۔

محلہ بزازہ مالک مہتمم حسین بخش کاتب اسد اللہ -
آزاد لائبریری میں کتابیں مطبوعہ ایک ۱۸۷۷ء کی اور
دوسری تاریخ فرخ آباد ۱۸۸۷ء کی محفوظ ہیں۔

اجرائے ۱۸۷۷ء

۸۳ - ۱۸۸۲ء میں اس مطبع کے مہتمم جگ دمبا پرشاد
تھے اس کے بعد جولائی ۱۸۸۳ء میں بابوشیو پرشاد
مقرر کئے گئے اور ۱۸۸۸ء میں جگن پرشاد مہتمم تھے
ایک پندرہ روزہ اخبار دھرم پر چارک پتریکام ورق
پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا آزاد لائبریری میں ۱۸۸۸ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک بابو ذوقی رام پرنٹر جگن ناتھ پرشاد شاد،
مہتمم شمس الدین شمس، پرنٹر محمد اسماعیل ذبیح اجرائے
یکم جنوری ۱۸۸۶ء۔

مہتمم دیبی پرشاد، آزاد لائبریری میں ۱۸۸۸ء اور
دوسری ۱۳۰۸ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

۱۸۷۷ء مطبع حسنی

۱۸۸۲ء مطبع چینی لال

۱۸۸۶ء مطبع گلزار ہند

۱۸۸۸ء مطبع نظائر قانون ہند

مطابع فرخ آباد :

۱۸۸۱ء مطبع رونق ہند

۱۸۸۵ء مطبع گلزار ہند

محلہ دیپ چندر مالک منشی بنواری لال اجرائے ۱۸۸۱ء

مالک منشی محمد یوسف علی خاں ظریف اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۵ء

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۲ مطبع چنتامنی

مطابع فیروز پور :

- ۱۸۸۴ مطبع گولڈسبری
معسک فیروز پور مہتمم لالہ لاہوری لال کاتب محمد دین
پریس مین فیض بخش اجرائے یکم مارچ ۱۸۸۴ء
۱۸۸۶ مطبع صدیقی
محله چوک بڑا بازار مالک شیخ ولی اللہ مہتمم فضل الہی
کاتب کرم علی پریس مین سراج الدین اجرائے :
یکم جنوری ۱۸۸۶ء

مطابع فیض آباد :

- ۱۸۸۲ مطبع قادری
مالک شیخ قادر بخش منصف مہتمم شیخ مولانا بخش ،
اجرائے مئی ۱۸۸۲ء
۱۸۸۴ مطبع نورانی
اس مطبع سے اخبار شمس اودھ طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
لیکن ۱۸۹۱ء میں سلسلہ منقطع ہو گیا ہے
۱۸۸۶ مطبع نارائیتی
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے ۔
۱۸۸۷ مطبع اودھ پرکاشن
مالک بابو برج موہن لال ۔ مہتمم منشی میڈی لال لکھنوی
اجرائے جنوری ۱۸۸۷ء
۱۸۸۹ مطبع غنچہ کشمیر
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے ۔
۱۸۹۰ مطبع نصیری
مالک شیخ شمس علی ۱۸۹۰ء سے ہمدرد اخبار کا اجراء

ہوا لیکن ایک سال کے بعد بند ہو گیا البتہ مطبع ۱۹۲۸ء تک
برسر کار تھا۔

اجرائے ۱۸۹۶ء

۱۸۹۶ء مطبع گرام

اجرائے ۱۸۹۶ء

مطبع مہاراجہ اجودھیا

مطابع قادیان :

۱۸۹۲ء مطبع ریاض ہند مہتمم نور احمد آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی دو مطبوعات
۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۳ء محفوظ ہیں۔

مطابع قنوج :

۱۸۸۳ء مطبع رحیمی محلہ صفدر گنج مالک بھگو خاں رحیم اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۳ء

مطابع کاسگنج :

۱۸۹۶ء گورنمنٹ گریڈیٹر کے اندراج کے مطابق سنہ ہذا میں
ایک مطبع جاری تھا۔

مطابع کانپور :

۱۸۲۲ء مطبع کانپور ایڈورٹائزر بانی مسٹر سیم ویل گرین وے، اسی مطبع سے شمالی
ہند کا پہلا انگریزی اخبار کانپور ایڈورٹائزر کے نام

۱۔ گزیٹیئر بابت ۱۹۲۸ء

۲۔ گزیٹیئر بابت ۱۹۲۸ء

۳۔ گزیٹیئر بابت ۱۹۲۸ء

سے شائع ہوا۔ پھر ۱۸۲۸ء میں دوسرا اخبار آم فی بس کے نام سے جاری ہوا۔ مؤخر الذکر اخبار کے صرف چند ہی شمارے شائع ہو سکے۔

مالک و مہتمم مسٹر آرچر

۱۸۳۰ء مطبع مسیحائی

۱۸۴۹ء مطبع مصطفائی

مولوی مصطفیٰ خاں پسر روشن خاں لکھنوی نے شاہی احکام سے مجبور ہو کر ۱۸۴۹ء کے اواخر میں اپنا مطبع کانپور میں جاری کر دیا تھا۔ ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں صوبہ شمالی و مغربی کے اسٹنٹ سکریٹری مسٹر تھانٹن کا بیان ہے کہ صوبہ شمالی و مغربی کے صرف تین جدید مطابع کا حال اس رپورٹ میں درج نہیں کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں :

مطبع کوہ نور لاہور

مطبع جام جمشید آگرہ

مطبع مصطفائی کانپور

گزشتہ چند ہفتوں کے اندر ان کا قیام عمل میں آیا ہے اس وقت ان کے متعلق رائے ظاہر کرنا قبل از وقت ہو گا۔ ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات کی تفصیلات ملتی ہیں :

۶۰۰ ۱۔ دیوان نویدی

۶۰۰ ۲۔ کریمیا

۵۰۰ ۳۔ انشائے نائق

- ۱۔ دیوان نویدی ۶۰۰
 - ۲۔ کریما ۶۰۰
 - ۳۔ انشائے فائق ۵۰۰
 - ۴۔ قاعدہ بغدادی ۴۰۰
 - ۵۔ ہفت ضابطہ ۶۰۰
 - ۶۔ دولت ہند ہنری فنوک ۶۰۰
 - ۷۔ دستور الصبیان ۶۰۰
 - ۸۔ پرائمر ۷۰۰
 - ۹۔ چہل حدیث ۷۰۰
 - ۱۰۔ تشریح الحروف ۶۰۰
 - ۱۱۔ خالق باری ۷۰۰
 - ۱۲۔ میزان منشعب ۶۰۰
- ۱۸۵۱ء کی رپورٹ میں ہے کہ مصطفیٰ خاں مطبع مصطفائی کے مالک ہیں اور عبدالرحمن مہتمم ہیں معیاری کتابوں کی اشاعت اور طباعت کی نفاست کا امتیاز جو اس مطبع کو لکھنؤ میں حاصل تھا وہ یہاں بھی بدستور قائم ہے اس سال مطبع نے مندرجہ ذیل کتابیں طبع کی ہیں

- ۱۔ طغریٰ ۶۰۰
- ۲۔ رنقات عالم گیری مع حواشی ۶۰۰
- ۳۔ قصہ گروچیلدا ۶۰۰

- ۴۔ نوہ سبیل محمد یار خاں بریلوی ۵۰۰
 - ۵۔ آئین نامہ ۶۰۰
 - ۶۔ بہار عجم ۶۰۰
 - ۷۔ رسالہ عبد الواسع ہاشمی (فارسی قواعد) ۶۰۰
 - ۸۔ شجرۃ الامانی (فارسی قواعد) مرزا قتیل ۶۰۰
 - ۹۔ نہر الفصاحت مولفہ مرزا قتیل ۶۰۰
 - ۱۰۔ مصدر الفیوض مولفہ نذیر الدین ۶۰۰
 - ۱۱۔ حکایات نصیحت آمیز ۶۰۰
 - ۱۲۔ رقعات نظامیہ مرتبہ نظام علی خاں ۵۰۰
 - ۱۳۔ گلشن عشق اردو مثنوی ۶۰۰
 - ۱۴۔ انشائے خلیفہ شاہ محمد ۶۰۰
 - ۱۵۔ مثنوی ناز و نیاز حمد و نعت راسخ ۵۰۰
 - ۱۶۔ گلستان مسرت انتخاب شعراء ۴۰۰
 - ۱۷۔ قصہ منصور ۶۰۰
 - ۱۸۔ سرور المحزون مترجم شاہ ولی اللہ دہلوی ۵۰۰
 - ۱۹۔ دستور المکتوبات ۶۰۰
 - ۲۰۔ مجموعہ مثنوی ۶۰۰
- ۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے ”مطبوعات کی جو فہرست مطبع نے ارسال کی ہے وہ گزشتہ سال ہی کی طرح طویل ہے طباعت کی نفاست کے ساتھ ساتھ قیمت کی ارزانی کی وجہ سے اس مطبع کی کتابوں کی فوری نکاسی ہوتی ہے مالک مطبع اپنے ایجنٹوں کو کتابیں لے کر بڑے بڑے شہروں میں

فروخت کے لئے بھی بھیجتا ہے ۱۶

- ۱۔ قواعد فارسی ۵۰۰
- ۲۔ ہفت بند ۲۰۰ ۱۱
- ۳۔ دیوان ہند ۴۰۰
- ۴۔ آثار محشر ۵۰۰
- ۵۔ واسوخت آباد ۵۰۰
- ۶۔ کریمیا ۸۰۰
- ۷۔ انشائے مادھورام ۴۰۰
- ۸۔ چہار گلزار فارسی قواعد ۶۰۰
- ۹۔ بکاؤلی ۵۰۰
- ۱۰۔ طب نبوی ۵۰۰
- ۱۱۔ رسالہ عبادت ۴۰۰
- ۱۲۔ مثنوی گلزار نسیم ۵۰۰
- ۱۳۔ بنجارہ نامہ نظیر اکبر آبادی ۱۰۰۰
- ۱۴۔ انشائیہ مکتوبات امان اللہ حسینی ۵۰۰
- ۱۵۔ ایجاد رنگین سعادت یار خان رنگین ۴۰۰
- ۱۶۔ نامہ حق ۸۰۰
- ۱۷۔ نقشہ ڈاک ۶۰۰
- ۱۸۔ رسالہ سوال و جواب طب ۸۰۰
- ۱۹۔ مثنوی غنیمت ۵۰۰
- ۲۰۔ خالق باری ۵۰۰

۲۱۔ رسالہ حافظ ۸۰۰

۲۲۔ صبح کا ستارہ ۴۰۰

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ”گزشتہ سال کی رپورٹ میں بتلایا گیا ہے کہ اس مطبع کے دائرہ عمل کو وسیع کرنے کے لئے اس کو لکھنؤ سے کانپور منتقل کیا گیا ہے لیکن اب کانپور سے دہلی لایا گیا ہے اور کانپور میں اس کی صرف شاخ باقی رہ گئی ہے۔

مالک مطبع جو مال دار آدمی ہے برائی کی ترغیب دینے والی مخرب اخلاق کتابیں چھاپ کر اپنے وسائل کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے، کتابوں کی نکاسی کے لئے جگہ جگہ اس کی ایجنسیاں قائم ہیں۔ اور ان گنت حلقوں میں مطبوعات کی کھپت ہے بلکہ

فہرست مطبوعات :

۱۔ جواہر القرآن ۱۰۰۰

۲۔ صفوة المصادر ۱۰۰۰

۳۔ دفتر ڈاک بھی ۲۰۰

۴۔ محمود نامہ فارسی نظم ۱۰۰۰

۵۔ کریما ۱۰۰۰

۶۔ خالق باری ۱۲۰۰

۷۔ پترہ ہندی جستری ۱۸۵۴ ۱۲۰۰

۸۔ جستری ۱۸۵۴ ۱۲۰۰

- ۹۔ شبیہ دل پذیر ۱۰۰۰
 ۱۰۔ مناجات دکلمہ ۱۰۰۰
 ۱۱۔ رسائل طغریٰ ۱۰۰۰
 ۱۲۔ سیلی مجنوں ۶۰۰
 ۱۳۔ قصہ منصور شاہ ۱۰۰۰
 ۱۴۔ اخوان الایمان ۱۰۰۰
 ۱۵۔ خزینۃ الانساب ۶۰۰ ۱۱
 ۱۶۔ خطوط کے لئے مطبوعہ لفافے ۵۰۰۰

مطبع مصطفائی کان پور نے ۱۸۵۰ء تا ۱۸۵۳ء ۶ چار سال میں ۶۹ کتابیں شائع کیں۔ گورنمنٹ رپورٹر کا یہ دعویٰ کہ "مالک مطبع جو مال دار آدمی ہے برائی کی ترغیب دینے والی مخرّب اخلاق کتابیں چھاپ کر اپنے رسائل کو غلط مقاصد کے لئے استعمال کر رہا ہے" مختلف سنین میں صرف حسب ذیل شعریات کے مجموعے اور قصص شائع ہوئے باقی کتابیں دنیات، قواعد اور قوانین وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

۱۸۵۰۔ دیوان نویدی

۱۸۵۱۔ قصہ گروچیل، توجہ بسمل، گلشن عشق،

گلستان مسرت (انتخاب شعراء)

مجموعہ مثنوی میر صادق

۱۸۵۲۔ دیوان ہند، واسوخت آباد، قصہ گل

بکاولی، مثنوی گلزار نسیم، مثنوی عنایت۔

۱۸۵۳۔ محمود نامہ سیلی مجنوں۔

آزاد لائبریری میں ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۱۸۵۰ عیسوی،
۱۲۶۷ ہجری مطابق ۱۸۵۱ عیسوی اور ۱۲۷۰ ہجری مطابق
۱۸۵۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۵۰ مطبع محمدی (مطبع حاجی
حرمین شریفین مولوی
محمد حسین)

جب لکھنؤ میں شاہی احکام کے امتثال میں ۱۸۴۹ء
میں تمام مطابع بند ہو گئے تھے تو مولوی محمد حسین نے
بھی اپنا مطبع کا پور منتقل کر لیا تھا ۱۸۵۰ء اور
۱۸۵۱ء کی دو مطبوعات آزاد لائبریری میں محفوظ ہیں
بالخصوص دوسری کتاب مثنوی مہر و ماہ مصنفہ نواب علی
بہادر خطاطی اور نفیس طباعت کا بہترین مرتع ہے اس
زمانے میں مطبع کے مہتمم حاجی حرمین شریفین کے بھائی
منشی نواز علی سجاد اور کاتب موصوف کے صاحبزائے
محمد عبدالرحمن حسن تھے۔

مولف اختر شاہ منشاہی نے بھی مطبع محمدی کا پور کا
اندراج کیا ہے مگر اجرائے مطبع کی سنہ کے بارے
میں اس سے تسامح ہو گیا ہے۔

”کان پور، چھپر محال قریب مسجد دلاری، مکان ستیالام
ٹھٹھیرا مالک نواز علی کاتب شیخ عبدالرحمن حسن۔
اجرائے ۱۸۵۴ء ص ۲۲۳

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں حسبِ ذیل عبارت ملتی ہے:
”یہ مطبع کان پور سے لکھنؤ لایا گیا ہے محمد حسین مالک
دینگر ہیں جو اردو فارسی کی معیاری و مفید کتابیں لیتھو
میں چھاپتے ہیں وہ شاکی ہیں کہ مطبع سے منافع نہیں
ہو رہا ہے لیکن ان کی یہ شکایت صحیح معلوم نہیں ہوتی

کیونکہ مطبع ہی کی بدولت وہ خاصے خوش حال آدمی بن گئے
ہیں ۱۸۵۲ء میں مطبع نے مندرجہ ذیل کتابیں طبع کی ہیں
اس فہرست پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوگا کہ ان میں
ہر کتاب کا کثیر تعداد میں چھپنا اور تیزی سے اس کا
نکل جانا مطبوعات کی کمی کی تلافی کر دیتا ہے ۱۱

۱۔ بوستان ۱۴۵۰ فروخت شدہ ۱۳۲۰

۲۔ بہار عشق ۱۴۴۸ " " ۹۵۰

۳۔ دیوان وقار ۳۰۰ " " ۲۵۹

۴۔ راہ نجات ۸۰۰ " " ۷۱۰

۵۔ زاد الآخرة ۱۱۲۵ " " ۸۲۱

۶۔ صفوة المصادر نیا ایڈیشن ۱۲۰۰ " " ۸۷۵

۷۔ بہار دانش ۱۰۶۴ " " ۱۰۴۲

۸۔ ظفر جلیل ۱۴۰۰ " " ۱۲۰۱

آزاد لائبریری میں دیوان طاہر مطبوعہ ۱۸۹۴ء کا وجود
سنہ مذکور میں مطبع کے قیام کی دلیل ہے۔

مولف اختر شاہنشاہی کا دعویٰ ہے کہ :

”کان پور مالک مولوی مسیح الزماں اجرائے ۱۸۵۴ء“

ص ۲۴۹

لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۶۷ھ
مطابق ۱۸۵۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محله ناچ گھر قدیم، مہتمم حاجی ولی محمد، مولف اختہ

۱۸۵۱ مطبع مسیحائی

۱۸۵۳ مطبع احمدی

شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۵۷ء درج کیا ہے۔
حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۷۰ ہجری مطابق ۱۸۵۴ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۵۴ء مطبع نظامی

مالک مولوی عبد الرحمن شاکر پسر روشن خاں لکھنوی
برادر خرد مولوی مصطفیٰ خاں (مالک مطبع مصطفائی لکھنؤ
کان پور اور دہلی) شاکر مرحوم نے مطبع عبد الرحمن کے
نام سے لکھنؤ میں ایک مطبع قائم کیا تھا لیکن حکم امتناعی
کے بعد اپنے برادر بزرگ کی معیت میں کان پور آکر
موصوف کے مطبع میں اتہام کی ذمہ داری قبول کر لی، لیکن
۱۸۵۴ء میں مطبع نظامی کے نام سے اپنا ذاتی مطبع
جاری کیا۔ مولف اختر شاہنشاہی کے یہاں سے بھی
اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

کان پور محلہ پشکا پور مالک عبد الرحمن شاکر مہتمم
حافظ ابوسعید خاں اجرائے ۱۸۵۴ء ص ۲۷۲
شاکر مرحوم اپنے برادر بزرگ کے دست گرفتہ اور
تربیت کردہ تھے اس لئے مطبع نے بہت ترقی کی۔
حتیٰ کہ طباعت کی نفاست اور صحت کے لحاظ سے
معاصرین میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا اس مطبع سے
علماء و فضلاء کو جس قدر تعلق رہا مطبع نول کشور کے
علاوہ کوئی مطبع اس کا حریف اور مقابل نہیں، قدیم
کتابوں کی اشاعت اور حسن طباعت میں یہ آپ اپنی
نظیر تھا۔

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ

”فسادات شروع ہونے کے وقت یہاں صرف ایک مطبع (نظامی و مصطفائی مشترک) تھا یہ اب بھی کام کر رہا ہے افراتفری کے زمانے میں عارضی طور پر بند ہوئے اور ۱۸۵۷ء کے واقعات کے باعث جو عام کساد بازاری پیدا ہوئی ہے اس نے مطبع کا کام بھی مدھم کر دیا ہے اس مطبع سے اگرچہ کوئی اخبار شائع نہیں ہوتا لیکن اس کا کاروبار اعلیٰ پیمانے پر پھیلا ہوا تھا اور پہلے اس صوبے میں اس مطبع سے زیادہ کوئی اور مطبع زیادہ کتابیں نہیں چھاپتا تھا“

اس سال کی مطبوعات حسب ذیل ہیں :

- ۱۔ سنہ شہزاد پوری ۱۰۰
- ۲۔ رفاہ المسلمین ۱۰۰
- ۳۔ معمولات منظر یہ فارسی قواعد ۸۰۰
- ۴۔ چہار گلزار ۲۰۰۰
- ۵۔ دستور الصبیان ۲۰۰۰
- ۶۔ جواہر ترکیب فن عروض ۲۰۰۰
- ۷۔ نافع خیراران اسلامی اصول تجارت ۱۰۰۰
- ۸۔ اردو حروف تہجی ۱۰۰۰
- ۹۔ ہندی جستری (پترہ) ۱۰۰۰
- ۱۰۔ انشائے خلیفہ
- ۱۱۔ صفوۃ المصادر

۱۸۵۷ء کے سنگمہ بلائیںز کے بعد دو اخبارات

بھی جاری کئے گئے ایک نور الانوار اور دوسرا
نور الآفاق، موخر الذکر سید احمد خاں کے تہذیب
الاخلاق کے جواب میں جاری کیا گیا تھا اور اپنی
نوعیت کا لاجواب اخبار تھا اس زمانے میں
اس کے مہتمم شیخ محمد یعقوب مرحوم تھے۔

مولف اختر شاہنشاہی کا بیان ہے

۱۸۵۶ء مطبع عزیزی

کان پور بمقام کوٹھی کمال خاں مرحوم مالک

عزیز الرحمن مہتمم نواز علی اجرائے ۱۸۶۳ء

آزاد لائبریری میں ۱۲۷۲ ہجری مطابق ۱۸۵۶ء کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے اس کے علاوہ ۱۸۸۷ء

۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۸ء کی بھی مطبوعات ملتی ہیں۔

محلہ ناچ گھر کہنہ حسب فرمائش شیخ ولایت حسین

۱۸۵۷ء مطبع احمدی

ابن حسین بخش مہتمم ولی محمد اجرائے ۱۸۵۷ء

محلہ ناچ گھر قدیم متصل جرنیل گنج نیل خانہ جدید

۱۸۶۰ء مطبع حسینی

مالک شیخ حسین بخش مہتمم ولایت حسین اجرائے

۱۱

۱۸۶۰ء

محلہ تارڑی گودام مالک پناہ علی مہتمم تہور بیگ

مطبع رونق ہند

اجرائے ۱۸۶۰ء

محلہ گلشن بازار مکان پورن داروغہ مالک

مطبع شعلہ طور

جننا پر شاد مہتمم شیخ عبداللہ کاتب محمد تقی خاں

پرنٹر ابراہیم بیگ اجرائے ۱۸۶۰ء اس مطبع سے

ایک مہفتہ وار اردو اخبار بنام شعلہ طور ۸ ورق اوسط

پر ہر سہ شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۶۱ء مطبع الطافی آزاد لاہوری میں ۱۲۷۷ ہجری مطابق ۱۸۶۱ عیسوی اور

۱۲۸۸ ہجری مطابق ۱۸۷۱ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

محلہ تارڑی گودام مالک مہتمم بینی پرشاد، آزاد لاہوری مطبع آصفی

میں ۱۲۷۸ ہجری مطابق ۱۸۶۱ عیسوی اور ۱۲۷۹ ہجری مطابق ۱۸۶۲ء کی دو مطبوعات ملتی ہیں۔

مطبع افضل المطابع آزاد لاہوری میں ۱۲۷۸ ہجری مطابق ۱۸۶۱ عیسوی

اور ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ عیسوی کی دو مطبوعات ملتی ہیں۔

۱۸۶۴ء مطبع مصطفائی جدید مالک بدیع الزماں ابن مولوی مسیح الزماں اجرائے
فروری ۱۸۶۴ء۔ آزاد لاہوری میں ۱۲۸۱ ہجری مطابق
۱۸۶۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۵ء مطبع دریائے لطافت محلہ پٹکا پور مالک مولوی سید لطافت حسین مہتمم منشی
میر سخاوت حسین سندیلوی پرنٹر سید شاہ میر علی خاں
عرف منجھے صاحب لکھنوی کاتب ولایت علی، اسی نام
کا ایک ہفتہ وار اخبار ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر
ہر چہار شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جنوری

۱۸۶۵ء

مطبع نول کشور سرسیا گھاٹ، مالک منشی نول کشور لکھنوی اجرائے
یکم ستمبر ۱۸۶۵ء۔ مطبع نول کشور لکھنوی کی شاخوں میں

یہ اہم ترین شاخ تھی۔ آزاد لاہری میں اردو، فارسی اور عربی مطبوعات کثیر تعداد میں ملتی ہیں۔ کانپور گزٹ کے نام سے ایک اردو اخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا جب کانپور لکھنؤ کے درمیان ریلوے لائن کا اجراء ہوا تو اخبار مذکور موقوف ہو گیا ابتداءً مولوی محمد اسماعیل کی نگرانی اور اہتمام رہا اس کے بعد اس کے مہتمم منشی بھگوان دیال عاقل مقرر کئے گئے آزاد لاہری میں ۱۹۱۴ء تک مطبوعات ملتی ہیں۔

محلہ نیاچوک مالک لالہ بہاری لال مہتمم شیخ نبی بخش کاتب رام بخش مولف اختر شاہنشاہی نے نہ اجراء ۱۸۶۹ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ نیز ۱۸۹۸ء میں بھی قیام کی تصدیق ہوتی ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۸۶۸ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۲۸۵ ہجری مطابق ۱۸۶۰ عیسوی کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک مولوی سلیم الدین خاں رئیس دہلی اجرائے یکم جنوری ۱۸۷۳ء

محلہ گراں پریٹ مکان لالہ شمیم لال مالک بدری پرشاد مہتمم منشی ہیرالال پرنٹر نظیر بیگ، کاتب داؤد علی اجرائے یکم جنوری ۱۸۷۸ء

مالک و مہتمم منشی رحمت اللہ خاں رعد، کاتب بالک نام

۱۸۶۸ مطبع مطلع نور

مطبع بہاری لال

۱۸۷۰ مطبع محمود المطابع

۱۸۷۳ مطبع عظیم الشان

۱۸۷۸ مطبع لا

۱۸۸۲ مطبع نامی

گوہر رعد مرحوم کے والد بزرگوار مطبع نظامی ہے وابستہ تھے اور کتب فروشی کی خدمت انجام دیتے تھے۔ رعد مرحوم نے کچھ عرصے تک والد کی معیت میں کام کیا پھر خوش نویسی، مصوری اور مصلح سنگی میں کمال پیدا کر کے ۱۸۸۲ء میں مطبع نامی کے نام سے اپنا ذاتی مطبع جاری کیا۔ مولف اختر شاہ منشا ہی نے سنہ اجراء جنوری ۱۸۸۳ء غلط درج کیا ہے۔

مطبع نامی، حسن کتابت اور نفاست طباعت میں انیسویں صدی کا عظیم النظیر مطبع تھا بالک رام گوہر کا سوادِ تحریر اور اس پر منشی رحمت اللہ خاں رعد کا حسن انتظام اور سلیقہ سونے پر سہاگے کا کام کرتا تھا۔ رعد مرحوم کی نفاست اور نظافت کا یہ حال تھا کہ اگر طباعت کے دوران مکھی بھی آکر بیٹھ گئی تو کاغذ مسترد کر دیا جاتا تھا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ جو کتاب ایک ماہ میں طباعت کی منازل طے کر سکتی تھی ایک سال سے قبل اس کی طباعت ناممکن تھی چنانچہ اسی مانع کی وجہ سے صفِ اول کے اہل علم شکر رنجی کا شکار تھے مولانا شبلی جیسے منتخب روزگار افراد نے مسلسل تاخیر کے باعث توبہ کر لی تھی مگر اپنی توبہ پر قائم نہ رہ سکے اور نامی پریس کے حسن طباعت کی دل فریبی اور دل کشتی پر سوجان سے نثار تھے چنانچہ مولانا عبدالرزاق کانپوری نے یاد دہانی کی تو لکھا کہ ”میرا اور منشی رحمت اللہ خاں رعد تک

وہی معاملہ ہے کہ عورت بچے کی ولادت میں اس فعل سے
توبہ کر لیتی ہے کہ جس کی وجہ سے یہ مرحلہ پیش آیا لیکن پھر
اسی فعل کی مرتکب ہو جاتی ہے ۱۱

مطبع نامی کا امتیاز و اختصاص مثنوی مولانا روم
کی طباعت میں معراج کمال پر نظر آتا ہے اس کے علاوہ
بیس سال کی مصور مطبوعہ جنتری آزاد لاہری کی
زینت ہیں جو اپنے دور میں عظیم المثال اور خود اپنا
جواب ہیں منشی صاحب مرحوم نے ایک مصور اخبار
بنام تصویر عالم بھی جاری کیا تھا جو حسن طباعت
اور مصوری میں نقش بہزاد سے کم نہ تھا موصوف
کے وصال کے بعد جاری نہ رہ سکا اور بند ہو گیا۔

مہتمم سید نبی اشرف، اس مطبع سے ایک اخبار بنام
حامی ہند ہفتہ وار ۸ ورق اوسط پر ہر یک شنبہ کو
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۸۳ مطبع حامی ہند

محلہ مندر گور پر شاد شکل مالک پنڈت پیم نرائن،
اسی مطبع سے ایک ہفتہ وار اخبار ۴ ورق اوسط پر
طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

مطبع حبیب ہند

مالک حاجی شیخ محمد یعقوب مہتمم عبدالصمد نبیرہ مصطفیٰ
خاں مالک مطبع مصطفائی کاتب وارث علی اجرائے
یکم جون ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ مطبع احمدی

مقام شیواراج پور

۱۸۸۶ مطبع نسیم ہند

محلہ گوال ٹولہ مالک سید محمد حسین اجرائے اگست ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ مطبع سیدی

مالک و مہتمم عبدالواحد، آزاد لاہری میں ۱۳۱۲ ہجری

۱۸۹۴ مطبع انتظامی

مطابق ۱۸۹۴ء اور ۱۸۹۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۴ ہجری مطابق ۱۸۹۶ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۶ مطبع قیومی

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۴ ہجری مطابق ۱۸۹۹ عیسوی
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۹ مطبع رزاقی

۱۹۰۰ مطبع سید المطالع

مطالع کیورتجلہ :

مالک دیوان متھرا داس مہتمم بابو پوہلو مل، پریس مین
علیم اللہ و امیر اللہ۔

۱۸۷۹ مطبع دھرم پرکاش

حولی کھجور والی مالک حکیم چراغ الدین، اجرائے
یکم جنوری ۱۸۸۴ء یہ مطبع چراغ المطالع کے نام
سے بھی موسوم تھا۔

۱۸۸۴ مطبع چراغ الاسلام

مالک سردار بوٹا سنگھ مہتمم جعفر علی بیمار اجرائے
جولائی ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ مطبع بہار جنت

مطالع کراچی :

مالک مرزا مخلص علی مہتمم مرزا محمد شفیع، اس مطبع سے
ایک ہفتہ وار فارسی اخبار مفرح القلوب و مطلع
خورشید ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
انجمن ترقی ہند (دہلی) کے کتب خانہ میں اس اخبار
کی دو سال ۸۳ - ۱۲۸۲ھ کی ناقص فائلیں محفوظ
ہیں جن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اخبار

۱۸۵۶ مطبع مفرح القلوب و

مطبع مطلع خورشید

ستمبر ۱۸۵۶ء میں جاری کیا گیا تھا مولف اختر شاہنشاہی
نے اخبار مفرح القلوب کا تذکرہ کیا ہے۔

مفرح القلوب۔ کراچی سندھ سہفہ وار آٹھ ورق
اوسط رجسٹرڈ نمبر ۶ سالانہ لے ملا مجاہدہ مرزا محمد شفیع
اشنا عشری مرحوم مہتمم مرزا محمد جعفر اشنا عشری، یہ
اخبار فارسی زبان کا ہے از مطبع مطبع خورشید۔
اجرائے ۱۸۵۶ء

گمان ہوتا ہے کہ مرزا محمد شفیع نے دو الگ الگ
مطابع اور اخبارات جاری کئے تھے مگر پھر آپس
میں ضم کر دیا اور اخبار و مطبع کا نام مفرح القلوب
مطبع خورشید ہو گیا۔ آزاد لائبریری میں مطبع مطبع
خورشید کی تو دو مطبوعات ۱۸۶۵ء اور ۵ جنوری
۱۸۶۶ء کی محفوظ ہیں اور ایک کتاب مطبع مفرح
القلوب کے نام سے ملتی ہیں۔

اجرائے مطبع یکم جون ۱۸۸۱ء
مالک مولوی محمد عثمان اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۶ء

۱۸۸۱ مطبع پرنٹنگ
۱۸۸۶ مطبع فیض عثمانی

مطابع کرنال :

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی کئی کتابیں محفوظ ہیں۔

۱۸۹۵ مطبع عزیزی

مطابع کشمیر :

جموں ریاست کشمیر مالک پنڈت بنکٹ رام شاستری
مہتمم کھوجو ساہ، اس مطبع سے ایک ہندی اخبار

۱۸۶۷ مطبع بدیا بلاس

بنام بریا بلاس ۸ ورق اوسط پر ہر دو شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۷۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطالعہ کلکتہ :

ایسٹ انڈیا کمپنی کے وجود سے جہاں ہمہ جہت نقصانات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہوا وہیں فن طباعت و صحافت میں مفید اضافے بھی ہوئے چنانچہ موجودہ اخبار نویسی کا سنگ بنیاد بھی اسی کارہین منت ہے لیکن یہ کوئی تعمیری اقدام نہیں تھا بلکہ کمپنی کے بعض معتبوب اور شورہ پشت ملازمین نے اس کا بیڑا اٹھایا انھیں میں ولیم بولٹس تھے جو کمپنی کی ملازمت کے باوجود شخصی تجارت کے مرکب تھے۔ یہ جرم بالآخر ترک ملازمت کا باعث ہوا اور موصوف نے کمپنی کے ارباب حل و عقد سے بیزار ہو کر اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ کمپنی کی سیاہ کاری اور نہفتہ راز منظر عام پر آسکیں یہ چنانچہ اجرائے اخبار قبل کلکتہ کونسل ہاؤس کے دروازے پر حسب ذیل اشتہار چسپاں کیا :

پبلک کے واسطے

” اس اشتہار کے ذریعے مسٹر بولٹس پبلک کو اس

طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں کہ اس شہر میں چھاپہ خانہ نہ
 ہونے سے تجارتی دشواریاں پیدا ہوتی ہیں نیز خبر رسانی
 کا کام شروع کرنا ممکن نہیں جو یورپین آبادی کے لئے
 خصوصاً اور برطانوی رعایا کے لئے عموماً بے حد ضروری
 ہے اگر کوئی صاحب خبر رسانی کے فن سے واقف
 ہوں اور چھپائی کا کام بھی کرنا چاہیں تو وہ (مسٹر
 بولٹس) ان کی پوری ہمت افزائی کریں گے وہ ٹائپ
 اور دوسرے ضروری سامان کا بھی بندوبست
 کر دیں گے ۱۷

اس سے قبل کہ کوئی اخبار وجود میں آئے گورنر
 جنرل باجلاس کونسل نے ۱۸ اپریل ۱۸۶۸ء کو
 طے کیا کہ :

”اس موقع پر اور اس سے پہلے بھی کئی بار مسٹر
 بولٹس کمپنی کے نظم و نسق کے خلاف نفرت اور شہر
 میں بد امنی پیدا کرنے کی کوشش کر چکے ہیں اور
 اس طرح سے انھوں نے اپنے تئیں کمپنی کے تحفظ
 کا اہل ثبات نہیں کیا ہے اس لئے ان کو ہدایت کی
 جاتی ہے کہ وہ فوراً حدود بنگالے سے نکل جائیں،
 جولائی کے مہینے میں جو جہاز مدراس جائے اس سے
 وہ مدراس چلے جائیں اور ستمبر کے مہینے میں وہاں سے
 یورپ کے لئے روانہ ہوں“ ۱۸

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اپریل ۱۸۶۸ء تک بنگال پریسیڈنسی میں کوئی سرکاری یا غیر سرکاری مطبع نہیں تھا البتہ اگر کوئی جاری کرنا چاہتا تو متعلقہ اسباب کا فراہم ہونا مشکل نہ تھا۔

کلکتہ اور مضامینات میں پہلا مطبع کب جاری ہوا یہ ابھی تک پردہ خفا میں ہے لیکن موجودہ تحقیقات کی روشنی میں ”بنگالی زبان و بنگالی رسم الخط میں سب سے پہلی شائع شدہ کتاب بنگالی زبان کی ایک قواعد ہے جسے ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک ملازم نیتھنل ہال ہڈ (Nathaniel Brassey Halhed).....

(۱۷۵۱ء - ۱۸۳۰ء) نے مرتب کیا یہ کلکتہ کے

قریب بنگلی میں ۱۷۷۸ء میں چھپی ہے۔

ہال ہڈ کی قواعد انگریزی زبان میں تھی لیکن بنگالی عبارتیں جا بجا مثال کے طور پر درج کی گئی تھیں اس کتاب کے بنگالی رسم الخط کا ٹائپ چارلس ولکنس (Charles Wilkins) نے تیار کیا تھا چنانچہ قواعد مذکورہ کے دیباچے میں ہے ”مسٹر ولکنس جنہیں بنگال میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سول سروس میں کام کرتے ہوئے کئی سال گزر چکے ہیں ایک علم دوست شخص ہیں جنہوں نے گورنر جنرل (وارن ہسٹنگز) کے

مشورے بلکہ فرمائش سے بنگلہ حروف کا سیٹ تیار کرنے کا بیڑا اٹھایا انھوں نے یہ کام پایہ تکمیل تک پہنچایا جس میں انھیں توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی ایک ایسے ملک میں جو اس وقت یوروپین صناعتوں سے اس قدر بے تعلق رہا ہو مسٹر ولکنس کو ان تمام مختلف کاموں کا بار خود اٹھانا پڑا جس کا تعلق دھات کے گلانے اور صاف کرنے، کھودنے، ڈھالنے اور چھاپنے سے ہے قابل ذکر امر یہ ہے کہ مسٹر ولکنس نے صرف ایجاد ہی کا کام نہیں کیا بلکہ اس کی تکمیل خود اپنے ہاتھ سے کی وہ اس معاملے میں ایسی عجلت سے جو یورپ میں نہیں پائی جاتی ان تمام رکاوٹوں اور دقتوں پر غالب آئے جو لازمی طور پر ایک مشکل فن کے ابتدائی مراحل کے سدراہ ہوتی ہیں اس کے علاوہ مسٹر ولکنس کو اپنے اس تجربے میں اکیلے ہونے کے باعث دقت پیش آئی ۱۷۱۰ء

ولکنس نے بنگالی رسم الخط کے ٹائپ ہی پر قناعت نہیں کی بلکہ نستعلیق کا ٹائپ بھی تیار کیا یہی ٹائپ اردو زبان کے اس ٹائپ کا پہلا نمونہ تھا جو ہندوستان میں اٹھارویں صدی کے اواخر اور انیسویں صدی کے اوائل میں استعمال کیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کا بیان ہے کہ "فارسی ٹائپ کا

اولین نمونہ اس وقت منظر عام پر آیا جب ۴ مارچ ۱۷۸۴ء کے کلکتہ گزٹ کے صفحہ اول پر ایک کالم میں "خلاصہ اخبار دربار معلیٰ بہ دار الخلافہ شاہ جہاں آباد" فارسی ٹائپ میں چھپا اور یہ سلسلہ کئی ہفتے جاری رہا اس زمانے میں فارسی عربی دونوں قسم کے ٹائپ موجود تھے کلکتہ کرائیکل ۱۷۹۰ء کا ایک فائل پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے اس کے ۱۸ مارچ کے شمارے میں اعلان کیا گیا ہے کہ ہمارے پاس فارسی اور عربی کے اعلیٰ درجے کے نہایت عمدہ اور متنوع ٹائپ کے حروف موجود ہیں اس کے علاوہ اعلان کیا گیا کہ ہم عنقریب تعلیق ٹائپ میں دیوان حافظ کا ایک اور قابل اعتماد ایڈیشن چھاپیں گے نستعلیق چھپائی کا نمونہ ۸ جولائی ۱۷۹۰ء کے کلکتہ کرائیکل میں صفحہ ۳ پر دیکھا جاسکتا ہے جہاں ایک اشتہار انگریزی، فارسی اور بنگالی میں درج ہے اسی فائل میں نستعلیق چھپائی کے اور نمونے بھی دیکھے جاسکتے ہیں کیونکہ جہاں کسی فارسی کہانی کا انگریزی ترجمہ دیا جاتا تھا وہاں ایک آدھ شعر یا قول فارسی میں بھی درج کر دیا جاتا تھا لہ

چارلس ولکنس نے بنگالی، فارسی اور عربی کے ٹائپ تیار کرنے کے بعد دیوناگری ٹائپ کی ایجاد کا بیڑا اٹھایا تھا چنانچہ موصوف کا بیان ہے :

۱۸۷۸ء کے قریب اپنے دوست ہال ٹرکی تقلید میں
 مجھ میں سنسکرت سیکھنے کا شوق پیدا ہوا ۱۸۹۵ء کے اوائل
 میں جب میں دیہات میں رہتا تھا اور مجھے کافی فرصت
 حاصل تھی میں نے اپنے مواد کو ترتیب دینا اور اس کو
 چھپائی کے لئے تیار کرنا شروع کیا، میں نے فولاد پر
 حروف کاٹے، سانچے اور میٹرکس نلزی بنائے اور ان
 کی مدد سے دیوناگری حروف کے ٹائپ تیار کئے یہ سب
 محض اپنے ہاتھوں یا ان کاری گروں کی مدد سے جو دیہات
 میں مل سکتے ہیں، میں نے بہت تیزی کے ساتھ چھپائی
 کے تمام اوزار اپنی قیام گاہ پر تیار کئے اس سال
 ۲ مئی تک میں ۱۶ صفحے پر حروف کے اٹھائے ان میں
 اور موجودہ دو اوراق میں جو آپ کے سامنے ہیں بہت
 کم فرق تھا اس دن دو بجے تک سب کام خاطر خواہ چلتا
 رہا لیکن افسوس کہ فوراً ہی یہ معلوم ہوا کہ پورے مکان
 کو آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور جو اتنی تیزی
 سے پھیلی کہ بجھانے سے پہلے ہی تمام مکان خاکستر
 ہو گیا خوش قسمتی سے اس آفت سے میں اپنی تمام کتابیں
 اور مخطوطات، قالبوں اور ٹھپوں کا بڑا حصہ بچانے
 میں کامیاب ہو گیا چونکہ ٹائپوں کو باہر بھینکنا پڑا اس
 لئے وہ تمام سبزہ زار پر تتر بتر ہو گئے اور اس طرح
 کہ یا تو وہ کھو گئے یا بیکار ہو گئے۔ بہت سے ناگوار
 حالات جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں یکے بعد دیگرے
 میرے کام میں حائل ہوتے رہے حتیٰ کہ میں نے اس

کام کا ارادہ ہی ترک کر دیا مگر اس حادثے کے دو سال کے اندر ہی ایسٹ انڈیا کمپنی کے کورٹ آف ڈائریکٹرس کی دوراندیش حکمت عملی کے تحت ہرٹ فورڈ میں ایسٹ انڈیا کالج کے قیام نے مجھے اپنا ارادہ بدلنے پر آمادہ کیا مشرقی زبانوں کا مطالعہ اس شاندار ادارہ کا اہم مقصد تھا اور سنسکرت اس کا ایک لازمہ، چونکہ اہل کی کوئی قواعد دستیاب نہیں تھی اس لئے مجھ سے کہا گیا اور میری ہمت افزائی کی گئی کہ میں جس کو بہت دنوں سے تیار کر رہا تھا منظر عام پر لاؤں لہذا میں نے اپنے قالبوں سے مزید حروف ڈھالے اور ان کو فوراً مطبع میں بھیج دیا۔ جہاں سے یہ موجودہ اشاعت رونما ہوئی،^۱

اگرچہ چارلس ولکنسن نے ۱۷۹۵ء میں دیوناگری رسم خط کا ٹائپ تیار کر لیا تھا لیکن اس ٹائپ کا استعمال درحقیقت ۱۸۰۸ء میں موصوف کی سنسکرت قواعد کی طباعت کے وقت لندن میں ہوا، ہندستان میں اس سے قبل دیوناگری رسم خط کی طباعت کے جو نمونے موجود ہیں وہ پنچانن کی مہارت فن کا نمونہ ہیں، چنانچہ جان گل کرسٹ کی گرامر آف ہندستانی لنگویج^۲ جو ۱۷۹۶ء میں کرائسٹل پریس گلگتے سے طبع ہو کر شائع ہوئی دیوناگری رسم خط کی اولین مطبوعہ کتاب تسلیم کی گئی ہے۔

محمد عتیق صدیقی نے ”گل کرسٹ اور کالج کونسل کا
تصادم“ کے زیر عنوان لکھا ہے :

”کالج کونسل کی کارروائیوں میں گل کرسٹ کا
جو پہلا خط (مورخہ ۱۲ جنوری ۱۹۸۰ء) ہم کو ملتا ہے وہ
اپنی اہمیت کے اعتبار سے تاریخی حیثیت کا مالک ہے
اس میں اس نے لکھا ہے ”ایسی ہندستانی کتابوں
کے عام فقدان نے جن پر کچھ بھروسہ کیا جاسکے مجھے
فوری طور پر حسب ذیل کتابیں چھاپنے پر مجبور کر دیا
ہے..... اور کلکتے کے تمام چھاپہ خانوں کو میں نے
اس کام پر لگا دیا ہے کیونکہ کم سے کم وقت میں اس
کام کو انجام دینے کا یہی طریقہ میری سمجھ میں آیا۔ مجھے
یقین ہے کہ کالج کونسل اس اقدام کو قطعاً ناگزیر
سمجھ کر میری ہمت افزائی کرے گی پہلے

- | | | |
|-------------------|--------------|----------------|
| ۱۔ مسکین کے مرثیے | ناگری رسم خط | ہرکارہ پریس |
| ۲۔ سنگھاسن بتیسی | ” | ” |
| ۳۔ شکنتلا ناطک | ” | کلکتہ گزٹ پریس |
| ۴۔ اخلاق ہندی | ” | ٹیلیگراف پریس |
| ۵۔ مادھونل | ” | غیر مطبوعہ |
| ۶۔ بیتال پچپسی | ” | ” |
| ۷۔ چہار درویش | فارسی رسم خط | ہرکارہ پریس |
| ۸۔ مثنوی حسین | ” | کلکتہ گزٹ پریس |

- ۹۔ گلستاں (اردو ترجمہ) فارسی رسم خط میرر پریس
 ۱۰۔ توتا کہانی " ٹیلی گراف پریس
 ۱۱۔ گلشن " غیر مطبوعہ
 ۱۲۔ انگریزی مارنگ پوسٹ پریس
 ۱۳۔ مشقیں تینوں رسم خط میں غیر مطبوعہ

مندرجہ بالا تفصیلات کی روشنی میں یہ بات
 وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ ۱۲ جنوری ۱۸۰۲ء
 میں کلکتے میں کم از کم چار مطابع ہرکارہ پریس، کلکتہ
 گزٹ پریس، ٹیلی گراف پریس اور میرر پریس میں
 انگریزی کے علاوہ دیوناگری اور نستعلیق رسم خط کے
 ٹائپ یقیناً موجود تھے اور مارنگ پوسٹ پریس میں
 صرف انگریزی میں طباعت کا کام ہوتا تھا۔

سیرام پور پہنچ کر پنچانن کرمار نے ولیم کیری اور
 وارڈ کی نگرانی میں دیوناگری رسم خط کے زیادہ بہتر
 اور خوبصورت ٹائپ تیار کئے چنانچہ ۱۸۰۲ء میں
 سیرام پور کالج کے طلباء کا ایک مقالہ چھاپنے کے
 لئے یہی ٹائپ استعمال ہوئے اس کے بعد ولیم کیری
 کی مراٹھی قواعد (۱۸۰۵ء) اور سنسکرت قواعد (۱۸۰۶ء)
 اسی ترقی یافتہ دیوناگری رسم خط میں طبع ہوئیں۔
 " دیوناگری میں مرکب حروف کی بڑی تعداد
 کے باعث ہم شکل خاندان کے لئے، مختلف ٹھپوں

کی ضرورت تھی جن میں سے تقریباً نصف ۱۸۰۳ء تک مکمل ہو چکے تھے کام کی رفتار تیز کرنے کے لئے پنچانن نے اپنی معاونت کے لئے منوہر کا انتخاب کیا اگرچہ ۱۸۰۴ء سے قبل پنچانن فوت ہو چکا تھا لیکن اس کا فن منوہر کے روپ میں ارتقائی مراحل طے کر رہا تھا۔ لہ

Nathaniel Brassey Halhed کی

۱۷۷۸ء مطبع ہنگلی

Grammar of the Bengali Language
طبع ہوئی کتاب انگریزی زبان میں تھی لیکن ہنگالی عبارتیں جا بجا مثال کے طور پر درج کی گئی تھیں اس کتاب کے لئے ہنگالی رسم الخط کا ٹائپ چارلس ولکسن نے تیار کیا تھا۔

یہ جیمس گٹس ہی کا ذاتی مطبع تھا اس میں سرکاری کاغذات بھی طبع ہوتے تھے چنانچہ کمپنی کی حکومت نے فوجی قواعد و ضوابط بھی اس مطبع میں طبع کرائے تھے اور اس سلسلے میں ۳۵۰۹۲ روپے کا مطالبہ حکومت کے ذمہ باقی تھا مسٹر ہی نے جب اس رقم کا مطالبہ کیا تو کمپنی صرف ۶۷۱۱ روپے ادا کرنے پر راضی ہوئی اور وہ بھی اس شرط پر کہ مسٹر ہی یہ لکھ دیں کہ سارا مطالبہ وصول پایا اب کمپنی کے ذمہ ان کی کوئی رقم واجب الادا نہیں ہے، موصوف اس پر بھی آمادہ ہو گئے بشرطیکہ ۲۴ گھنٹے میں وصول ہو جائے لیکن

۱۷۷۸ء مطبع کمپنیز بنگال گزٹ
یا کلکتہ جنرل ایڈورٹائزر

حکومت نے یہ روپیہ بھی دو سال سے زیادہ مدت میں ادا کیا کہ
بالآخر مسٹر کی نے جذبہ انتقام میں ۲۹ جنوری ۱۷۷۹ء کو اپنا
ہفتہ وار اخبار بنام ہکینر بنگال گزٹ یا کلکتہ ایڈورٹائزر
جاری کیا جو ۲ ورق ۸x۱۲ سائز پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
حکومت کے تصادم میں مارچ ۱۷۸۲ء مطبع بحق سرکار
ضبط ہو گیا۔

- ۱۷۷۹ گورنمنٹ پریس
۱۷۸۰ مطبع انڈیا گزٹ
۱۷۸۳ مطبع کلکتہ گزٹ یا
اور نیٹل ایڈورٹائزر
۱۷۸۵ مطبع بنگال جنرل
۱۷۸۶ مطبع کرائیکل
۱۷۹۱ مطبع انڈین ورلڈ
۱۷۹۵ مطبع ہرکارو
- مالک مسٹر میزنک (B. MESSINK) ہفتہ وار انگریزی
اخبار انڈیا گزٹ طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔
مالک فرانسس گلیڈون (FRANCIS GLADWIN)
ایک ہفتہ وار اخبار طبع ہو کر ہر جمعرات کو شائع ہوتا تھا۔
مالک ٹامس جونسن، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔
مالک مسٹر کوپر مہتمم مسٹر جان ہومس (John Holmes)
ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
اسی مطبع سے گل کرسٹ کالغت ۱۷۹۰ء قواعد ۱۷۹۶ء
اور ضمیمہ ۱۷۹۸ء نیز مشرقی زبان ۱۷۹۸ء میں طبع ہو کر
شائع ہوئیں۔
مالک ایم ڈوان، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع
ہوتا تھا لیکن ۱۷۹۴ء میں حکومت سے تصادم پر مطبع و
اخبار دونوں بند ہو گئے اور مالک انگلستان بھیجے گئے۔
مالک ڈاکٹر ایس میک لین، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار

طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۷۹۸ء میں حکومت سے تصادم ہوا اور مطبع و اخبار دونوں بند ہو گئے اور مالک انگلستان روانہ ہو گئے۔

مالک چارلس بروکس، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۷۹۹ مطبع ایشیاٹک مر

مالک آرجی بالڈٹامس، پالی فیرس اور مورلی گرین وے، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔
مالک ہالٹ میکلس اور ایچ ڈی ولسن، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۷۹۹ مطبع مارننگ پوسٹ

مطبع ٹیلی گراف

مالک رچرڈ فلمینگ، ایک ہفتہ وار انگریزی اخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع اورینٹل اسٹار

گزشتہ صفحات پر جان گل کرسٹ کا ۱۲ جنوری ۱۸۰۲ء کا خط کالج کونسل کے نام درج ہو چکا ہے جس کے جواب میں کالج کونسل نے ۲۳ ہزار کی کثیر رقم کا عذر کر کے ہمت افزائی نہیں کی تو گل کرسٹ نے ۲۰ جنوری ۱۸۰۲ء کو دوبارہ مفصل عرضداشت پیش کی جس کے جواب میں کالج کونسل نے لکھا کہ :

۱۸۰۲ مطبع ہندوستانی

”مطبوعہ نیز غیر مطبوعہ اجزاء کا انتخاب چھاپ کر ایک جلد بنادی جائے اور یہ کتاب ۵۰۰ صفحات سے زیادہ نہ ہو اور دس ہزار سے زیادہ اس پر لاگت نہ آئے نیز اس کی بھی وضاحت کر دی کہ کالج کونسل کے نزدیک ہندوستانی شعبے کی درسی کتابوں پر اس سے زیادہ خرچ نہ کیا جائے اور مسکین کا مرثیہ جو چھپ

چکا ہے اس کے اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔ لہ
چنانچہ ۱۸۰۲ء میں *Hindee Manual* کے نام سے
یہ انتخاب طبع ہو کر شائع ہوا۔

گل کرسٹ نے ۲۰ جنوری ۱۸۰۲ء کی عرضداشت
میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ

”اپنے شعبے کو غیر معقول، بے حساب یا غیر معمولی
مصارف کی لعن طعن سے بچانے کے لئے میں اس
بات کے لئے تیار ہوں کہ میں جب تک اس شعبے کا
پروفیسر ہوں حسب ذیل شرائط کے ساتھ سارے
اخراجات کی ذمہ داری برضا و رغبت خود لے لوں۔
۱۔ مصنف اور ناشر کی حیثیت سے میری ہمت افزائی
کے لئے حکومت ہر اس کتاب کے ۱۰۰ نسخے مندرجہ
قیمت پر خریدے جو میں طالب علموں کیلئے چھاپوں۔
۲۔ ہر کتاب جو میں چھاپوں اس کی نوعیت اور مضامین
کالج کونسل کی خدمت میں چھاپنے سے پہلے
منظوری کے لئے پیش کروں۔

۳۔ (سرکاری خرید کردہ) نسخے یا دنیا کے مختلف حصوں
کے کالجوں کو مفت تقسیم کر دیئے جائیں یا کالج میں
محفوظ رہیں تا آنکہ بقیہ نسخے فروخت نہ ہو جائیں۔
۴۔ جو نسخے (کالج میں) محفوظ کئے جائیں وہ میرے اختیار
میں سمجھے جائیں اور ان میں سے جتنے نسخے میں چاہوں
گورنمنٹ کی ادا کردہ قیمت واپس کر کے لے سکوں۔

۵۔ ہندوستان کلاس کی ضرورت کے مطابق ہر طالب
مطبوعہ کتاب کا ایک ایک نسخہ مندرجہ قیمت پر خریدے گا۔
۶۔ طالب علموں کی ضروریات پوری کرنے کے بعد مجھے
اس کی پوری آزادی ہوگی کہ جہاں اور جس کے
ہاتھ چاہوں اپنی مطبوعہ کتابیں فروخت کروں
نیز مصنف کے تمام حقوق، مصنف کی اصطلاح کے
وسیع ترین مفہوم میں مجھے حاصل ہوں گے۔

۷۔ تالیف، ترجمہ اور نقل کے تمام اخراجات میرے
ذمے ہوں گے لیکن حکومت میرے بہادر علی حسینی
کو اپنے مصارف پر میری ماتحتی میں ہندوستانی
کتابوں کا مقابلہ اور تصحیح کے کام پر بحال رکھے گی۔
مذکورہ تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک پریس
کا وجود ناگزیر تھا مگر گل کرسٹ کی موجودہ اقتصادی
حالت اس کی اجازت نہ دیتی تھی اس لئے موصوف
نے ۳۰ جنوری ۱۸۰۲ء کو کالج کونسل کے سکریٹری کے
نام ایک خط میں لکھا کہ :

”مسٹر فرانسس گلیڈون نے ٹائپ اور طباعت کا
دوسرا سامان جو کالج کونسل کو دیا ہے غالباً اس سے
بہتر سامان اس وقت دستیاب نہیں ہو سکتا مستعدی
ہوں کہ کالج کونسل کے سامنے میری اس خواہش
کا اظہار کر دیں کہ ہندوستانی زبان کی جو کتابیں

عن قریب چھاپنے والا ہوں ان کی طباعت کے سلسلے میں اس سامان کو اپنی تحویل میں لے کر، میں اپنے شعبے کے کام میں لانا چاہتا ہوں عندالطلب اس کو بہ تمام وکمال واپس کرنے کا وعدہ کرتا ہوں اگر میری تحویل کے دوران اس میں سے کچھ ضائع ہوا تو اس کو پورا کروں گا پلے

انجام کار کالج کونسل نے گل کرسٹ کی مذکورہ بالا تجویز منظور کر کے متعلقہ سامان موصوف کے حوالہ کر دیا چنانچہ اس طرح ۱۸۰۲ء میں ہندوستانی پریس کی داغ بیل پڑی، اور اسی سال گل کرسٹ کی

”The stranger's East India guide“ تالیف
”to the Hindoostanee“ طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔

ہندوستانی پریس کی ملکیت کے سلسلے میں مورخین میں شدید اختلاف ہے مولف اختر شاہنشاہی کا بیان ہے کہ :

”ہندوستانی پریس۔ مملکتہ مالک مولوی اکرام علی
مہتمم مولوی خلیل اللہ اشک تاینج اجرائے کیم جنوری ۱۸۱۰ء
مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں نادم سیتا پوری نے مولوی
اکرام علی کی ملکیت کے جواز میں تفصیلی بحث کی ہے لیکن
بالآخر اعتراف شکست ہی پر اتمام ہوا۔

”ہندوستان کے لئے اس وقت پریس بالکل انکھی

چیز تھی ضابطہ اور قانون بھی اسی حد تک کام کر رہا تھا جہاں تک کمپنی کی سیاسی ضرورتوں کا تعلق تھا اگر ان کتابوں پر اکرام علی کا نام بحیثیت مالک مطبع نہ ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہی نہیں اس کے بعد بھی اب تک مجھے ہندوستانی پریس کی چھپی ہوئی کوئی کتاب ایسی نہیں ملی جس پر اکرام علی کا نام بحیثیت مالک و پرنٹر چھپا ہو۔^۱ ڈاکٹر عبیدہ بیگم نے گل کرسٹ کا خط بنام سکریٹری کالج کونسل (۱۲ جنوری ۱۸۰۲ء) نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

”اس سے پتہ چلتا ہے کہ کم از کم ۱۲ جنوری ۱۸۰۲ء تک تو ہندوستانی پریس کا وجود ہی نہیں تھا لیکن ۱۸۰۲ء کے اوائل یا اوسط یا اواخر میں گل کرسٹ اور ڈاکٹر ہنٹر نے مل کر یہ قائم کیا اس پریس میں طباعت کا وہی سامان استعمال کیا گیا تھا جو فرانس گلیڈون نے کالج کو دے دیا تھا گل کرسٹ نے کالج کونسل سے اجازت لے کر اس سامان کی مدد سے ہندوستانی پریس قائم کیا۔“

یہ سامان اس نے مستعار لیا تھا نہ تو اس نے خریدا تھا اور نہ ہی اپنا سرمایہ اس پریس کے قیام میں لگایا تھا اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ یا تو منتظم تھے یا محض حصہ دار۔^۲

۱۔ فورٹ ولیم کالج اور مولوی اکرام علی ص ۱۶۸

۲۔ فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات ص ۹۶

ڈاکٹر عبیدہ بیگم نے منقولہ بالا بیان ہی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مزید وضاحت کے لئے لکھا ہے کہ :

”پیری چند مترا نے رام کنول سین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”رام کنول سین اپنی تقدیر کا آپ معمار تھا، اور اس نے اپنی زندگی ڈاکٹر منہٹر کے ہندوستانی پریس میں آٹھ روپے ماہوار پر کمپوزیٹر کی حیثیت سے شروع کی تھی“ اسی تصنیف سے ہمیں یہ بھی علم ہوتا ہے کہ رام کنول سین نے ہندوستانی پریس کی ملازمت ۱۸۰۴ء میں اختیار کی تھی یعنی ۱۸۰۴ء میں ہندوستانی پریس ڈاکٹر منہٹر کا تھا لیکن پھر بھی یہ بات وثوق سے نہیں کہی جاسکتی کہ ڈاکٹر منہٹر مکمل طور پر ہندوستانی پریس کا مالک تھا لیکن اس کتاب میں ڈاکٹر ولسن کا ۱۸۴۴ء کا لکھا ہوا ایک خط بھی شامل ہے جس سے علم ہوتا ہے کہ ۱۸۱۰ء میں ہندوستانی پریس ایک سے زائد لوگوں کی ملکیت تھا اور ڈاکٹر منہٹر سب سے بڑا حصہ دار تھا بلکہ

محمد عتیق صدیقی نے بھی ہندوستانی پریس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

”اس سلسلے میں ایک خیال اور قابل ذکر ہے جس کو کرنل رین کنگ (Ranking) نے پیش کیا ہے۔ جنھوں نے فورٹ ولیم کالج کی تاریخ کے عنوان سے

ایک طویل مقالہ ”بنگال پاسٹ اور پریزنٹ“ میں شائع کیا تھا انھوں نے لکھا تھا کہ ”بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ڈاکٹر ہنٹر بھی ہندوستانی پریس میں گل کے حصہ دار تھے“ انھوں نے اپنے اس خیال کی تائید میں نہ تو کوئی ثبوت ہی پیش کیا ہے اور نہ یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ خیال ان کے دل میں کیونکر پیدا ہوا ہے۔

میرا خیال ہے کہ کرنل رین کنگ کو یہ غلط فہمی گل کرسٹ ہی کے ایک خط سے پیدا ہوئی جو اس نے کالج کونسل کو مستغفی ہوتے وقت لکھا تھا اور جس میں اس نے اپنے اثاثے کی فہرست پیش کی تھی جو وہ ہندوستان میں چھوڑ رہا تھا ہندوستانی پریس کا ذکر کرتے ہوئے اس نے لکھا تھا کہ :

”کالج کے چھاپے، ٹائپ، اپنی نام تمام کتابیں اور ہندوستانی پریس فی الحال ڈاکٹر ہنٹر، مسٹر میک ڈاگل (Macdonagal) اور میکن ٹوشن فل ٹن اینڈ کمپنی (Mackintosh Fulton) کی مشترکہ نگرانی میں چھوڑ رہا ہوں“

ہندوستانی پریس میں اگر ہنٹر گل کرسٹ کے شریک ہوتے تو اس جگہ گل کرسٹ اس کی ضرور وضاحت کرتا لیکن اس کے برعکس اس نے نہایت واضح الفاظ میں ہندوستانی پریس کو اپنی ملکیت ظاہر کیا ہے بلکہ

”گل کرسٹ کا استغنیٰ اور ہندوستان سے روانگی“ کے
عنوان سے لکھا ہے کہ :

” ۲۳ فروری ۱۸۰۳ء کو گل کرسٹ نے سکرٹری کالج
کونسل کو مطلع کیا کہ شدید علالت کی وجہ سے فوری طور پر
اس نے یورپ واپس جانے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ایسا
محسوس ہوتا ہے کہ گل کرسٹ علالت کی وجہ سے مستغنیٰ
نہیں ہوا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی زبان کی
ترویج و اشاعت اور جدید ہندوستانی ادب کے فروغ
کے سلسلے میں کالج کونسل نے اس کی توقعات کے مطابق
ہمت افزائی نہیں کی تھی اور کالج کونسل کی کارروائیاں
اس باب کی غمازی کرتی ہیں کہ گل کرسٹ کو اس
باب میں کالج کونسل اور حکومت دونوں سے شکایت
تھی لیکن اس نے اپنے آخری خط میں اس کا کوئی
اشارہ نہیں کیا تھا البتہ اپنے کاروبار کا ذکر کرتے
ہوئے لکھا تھا کہ صرف ۱۸۰۳ء میں کتابوں کی طباعت
پر اس نے ۲۳۸۰۰ روپے سے زیادہ صرف کئے ہیں
جن کے فوری طور پر وصول ہونے کی کوئی صورت
نہیں ہے “ لے

مزید براں گل کرسٹ کی روانگی کے بعد ڈاکٹر ہنٹر اور
کالج کونسل کے مابین خط و کتابت کا تذکرہ کرتے
ہوئے لکھا ہے کہ :

”گل کرسٹ نے ہندوستان سے رخصت ہوتے

وقت ہندوستانی پریس کا اور اپنے تمام معاملات کا

مختار ڈاکٹر ہنٹر کو مقرر کیا تھا انھوں نے مارچ ۱۸۰۷ء

کے اوائل میں ایک خط کے ساتھ ان کتابوں کی تفصیلی

فہرست کالج کونسل کے سامنے پیش کی تھی جو ۱۸۰۷ء

میں گل کرسٹ کی روانگی کے وقت زیر طبع تھیں اس

میں قرآن پاک کے ۵۶ مطبوعہ صفحات کا بھی ذکر ہے

کالج کونسل نے ڈاکٹر ہنٹر کے اس خط کو چھین

سکرٹری کی وساطت سے گورنر جنرل باجلاس کونسل

کے ملاحظہ اور فیصلے کے لئے بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ

”کالج کونسل نے قرآن کے ترجمے کے لئے نہ تو

کوئی تجویز اسی منظور کی تھی اور نہ اس کام کی ہمت

افزائی کی کوئی امید ہی گل کرسٹ کو دلائی تھی اس

لئے کالج کونسل کا خیال ہے کہ اس سلسلے میں مسٹر

گل کرسٹ کسی معاوضے کے مستحق نہیں ہیں لیکن

گورنر جنرل اس ترجمے کی اشاعت کو قابل اعتراض

سمجھ کر اس کی طباعت کی ممانعت اگر ضروری سمجھیں

تو اس حالت میں یہ قرین انصاف ہوگا کہ اس چھوٹے

سے حصے (۵۶ صفحات) کی طباعت پر جو رستم

گل کرسٹ نے صرف کی ہے وہ ان کو ادا کی جائے“

اس کے جواب میں گورنر جنرل نے ۱۹ مارچ ۱۸۰۷ء

کو کالج کونسل کو اپنے فیصلے سے مطلع کرتے ہوئے

لکھا ہے کہ ”گورنر جنرل باجلاس کونسل قرآن پاک کے

ترجمے کی اشاعت کو جسے گل کرسٹ نے تیار کرایا تھا قابل اعتراض سمجھتے ہیں لیکن یہ تجویز گورنر جنرل باجلاس کونسل کو منظور ہے کہ اس کام کے سلسلے میں گل کرسٹ کو جو زیر باری ہوئی اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ اس کا اظہار بھی ناگزیر معلوم ہوتا ہے کہ گل کرسٹ نے کتابوں کی تصنیف و تالیف میں میر بہادر علی حسینیؒ کی جزوی معاونت کے سوا کسی فرد کی شرکت گوارا نہیں کی، کتابوں کی طباعت کے سلسلے میں حکومت کی بھرپور سرپرستی کے باوجود اگر مالی امداد میں کسی سا ہو کار سے سابقہ پڑا تو اس کا برملا اعتراف کیا ہے اور متعینہ مدت تک وصول یا بی سے دست کشی اختیار کر لی ہے چنانچہ اشتہار کے عنوان سے گل کرسٹ کی ایک تحریر ملتی ہے :

”میں گل کرسٹ اپنی زیر طبع کتاب ہندوستانی قواعد و لغت کے حقوق ملکیت سے مسٹر کوپر (Cooper) سا ہو کار کے حق میں اس وقت تک دست بردار ہوتا ہوں جب تک قرض کی بھاری رقم ادا نہ ہو جائے۔ (جو میرے ذمہ واجب الادا ہے) (متذکرہ بالا کتاب کے خریداروں نیز ان حضرات کو جنہوں نے اپنی اپنی رقمیں ادا کر کے مسٹر گل کرسٹ کو ممنون احسان کیا ہے

اشتہار ہذا کے ذریعے اطلاع دی جاتی ہے کہ یکم اگست ۱۷۹۰ء سے مسٹر ہومس (Holmes) کتاب کی خریداری کی مد کی رقمیں وصول کر کے خریداروں کو یا ان حضرات کو جو اپنی رقمیں نقدی یا ہنڈی کی شکل میں روانہ کریں گے رسیدیں کاٹنے کے مجاز قرار دئے جاتے ہیں اس مد کی تمام رقمیں مسٹر ہومس کو ادا کی جائیں گی اور جب تک قرض کی رسم ادا نہ ہو جائے اس وقت تک مولف کو اس رقم کی وصولی کا کوئی حق نہیں ہے۔

غازی پور

۱۳ مئی ۱۷۹۰ء

مذکورہ بالا تمام اقتباسات کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ فردری ۱۸۰۴ء سے مارچ ۱۸۰۷ء تک تین سال کے طویل عرصے میں ڈاکٹر ہنٹر نے پیش رفت کے مقابلے میں سکوت کو ترجیح دی اس سے مترشح ہوتا ہے کہ گل کرسٹ نے جن افراد اور کمپنی کی مشترکہ نگرانی میں "کالج کچھاپے، ٹائپ، اپنی تمام کتابیں اور ہندوستانی پریس" چھوڑا تھا ان کی مالی شرکت یقیناً نہیں تھی کیونکہ اپنے ذاتی سرمایے سے اس طرح برسوں صرف نظر کرنا بالخصوص کسی تجارتی کمپنی کا جسے ہمہ وقت نقد سرمایے کی حاجت رہتی ہے ماورائے عقل معلوم ہوتا ہے

دوسرے گل کرسٹ نے سکرٹری کالج کونسل سے گلیڈون کے ٹائپ اور چھاپے کے سامان کے سلسلے میں صراحتاً لکھا تھا کہ :

”مسٹر فرانس گلیڈون نے ٹائپ اور طباعت کا دوسرا سامان جو کالج کو دیا ہے غالباً اس سے بہتر سامان اس وقت دستیاب نہیں ہو سکتا مستدعی ہوں کہ کالج کونسل کے سامنے آپ میری خواہش کا اظہار کر دیں کہ ہندوستانی زبان کی جو کتابیں میں عنقریب چھاپنے والا ہوں ان کی طباعت کے سلسلے میں، اس سامان کو اپنی تحویل میں لے کر میں اپنے شعبے کے کام میں لانا چاہتا ہوں عندالطلب اس کو بہ تمام و کمال واپس کرنے کا وعدہ کرتا ہوں میری تحویل کے دوران اس میں سے کچھ اگر ضائع ہوا تو اس کو میں پورا کروں گا“۔ لہ

چنانچہ رخصتی کے وقت سامان کی تفصیلات کے ذیل میں سب سے پہلے اس متعار سامان ہی کا تذکرہ ملتا ہے اور نام تمام کتابوں کے بعد ہندوستانی پریس کا، لیکن معاً بعد ۲۳۸۰۰ روپے کی خطیر رقم کا اندراج کر کے لکھا ہے کہ ”جس کے فوری طور پر وصول ہونے کی کوئی صورت نہیں“ یعنی مذکورہ سامان کے عوض گل کرسٹ نے ڈاکٹر ہنٹر، مسٹر میک ڈاگل اور کمپنی سے کوئی پیشگی رقم بھی وصول نہیں کی تاکہ مستقبل میں

وضع کی جاسکے، چنانچہ ۳۰ جنوری ۱۸۰۲ء سے فروری ۱۸۰۴ء تک دو سال کے قلیل عرصے میں تمام سرکاری فتوحات کے باوجود جیسا کہ قرآن پاک کے ترجمے کی تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے گل کرسٹ کا سارا سرمایہ نامتام کتابوں اور ہندوستانی پریس کی صورت میں محفوظ تھا۔ مذکورہ بیانات کی روشنی میں ایک اور حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے کہ گل کرسٹ کی رخصتی (فروری ۱۸۰۴ء) سے مارچ ۱۸۰۴ء تک ہندوستانی پریس میں طباعت کا سلسلہ یکسر منقطع رہا اس کے علاوہ ۱۸۰۸ء سے قبل ہندوستانی پریس کی کوئی مطبوعہ کتاب نہیں ملتی کیونکہ آرائش محفل مولفہ میر شیر علی افسوس مطبوعہ ۱۸۰۸ء آزاد لائبریری میں محفوظ ہے۔ اس کے بعد اخوان الصفاء کا پہلا ایڈیشن ہندوستانی پریس سے ۱۸۱۱ء میں اور دوسرا ۱۸۱۲ء میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ خرد افروز مترجم حفیظ الدین ۱۸۱۵ء میں اور ٹامس روبک کی *Annals of the collage of Fort* - William ۱۸۱۹ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔

آغاز کار میں ہندوستانی پریس کے مہتمم منشی غلام نبی نامی کوئی بزرگ تھے جن کی نگرانی اور اہتمام میں اخلاق ہندی (مطبوعہ ۱۲۱۸ھ مطابق ۱۸۰۳ء) طبع ہو کر شائع ہوئی تھی اور یہ بزرگ گل کرسٹ کے ذاتی ملازم تھے کیونکہ فورٹ ولیم کالج کے عملے میں موصوف کا کسی حیثیت سے بھی تذکرہ نہیں ملتا، اخوان الصفا مطبوعہ ۱۸۱۱ء

پر بحیثیت مہتمم A.H. Hubbard اور دوسرے اڈیشن
مطبوعہ ۱۸۱۲ء پر V. Periera کا نام ملتا ہے۔

مندرجہ بالا تمام بحث کی روشنی میں اس کا اعتراف
کہ گل کرسٹ ہی ہندوستانی پریس کے تنہا مالک
تھے بجا نہ ہوگا البتہ موصوف کی رخصتی کے بعد ڈاکٹر ہنٹر نے
دیگر افراد کی شرکت میں خرید کر اسے دوبارہ جاری کیا۔
رہا رام کنول سین کی ملازمت کا مسئلہ تو اس کا قوی
امکان ہے کہ گل کرسٹ کی رخصتی کے بعد موصوف کے
سامان کی حفاظت کے لئے رام کنول سین کی خدمات
حاصل کی گئی ہوں اور بالآخر ڈاکٹر ہنٹر اور ہندوستانی
پریس سے منسلک ہو گیا ہو لیکن اس پورے ڈرامے میں
مولوی اکرام علی کا کردار کہیں بھی ابھر کر سامنے نہیں آتا
اس لئے ہندوستانی پریس کی ملکیت کے سلسلے میں اختر
الدولہ، قاضی عبدالغفار اور نادم سیتا پوری کے استدلال
بے معنی معلوم ہوتے ہیں۔

آزاد لائبریری میں ۱۲۲۶ ہجری مطابق ۱۸۱۲ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۱۲ مطبع شکر اللہ

آزاد لائبریری میں ۱۲۲۹ ہجری مطابق ۱۸۱۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۱۴ مطبع سابات

سیرام پور کے سہ ماہی رسالے فریڈ آف انڈیا کے مطابق
پہلا ہندو جس نے کلکتے میں چھاپہ خانہ قائم کیا بابورام تھا
جو شمالی ہند کا رہنے والا تھا۔

۱۸۱۵ مطبع بابورام

مالک گنگا دھر بھٹا چاریہ نے سنہ مذکور میں بنگالی گزٹ

۱۸۱۶ مطبع گنگا دھر بھٹا چاریہ

کے نام سے ایک اخبار جاری کیا لیکن ایک سال کے بعد
بند ہو گیا، مالک مطبع سیرام پور کے مطبع میں ملازم رہ چکا تھا۔
نمبر ۴۵ چور بگان اسٹریٹ، یہاں سے بنگالی گزٹ کے
نام سے دوسرا اخبار جاری ہوا اجرائے مئی ۱۸۱۳ء

۱۸۱۸ مطبع ہروچندر مکرجی

آزاد لائبریری میں ۱۸۱۹ء، ۱۸۳۵ء، ۱۸۴۲ء، ۱۸۴۶ء
۱۸۴۸ء، ۱۸۵۲ء، ۱۸۵۷ء، ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۶ء

۱۸۱۹ مطبع بپ ٹسٹ مشن

کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع کلکتہ اسکول بک سوسائٹی آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب محفوظ ہے۔ اس
کے علاوہ ۱۸۶۳ء کی بھی ایک مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۱۹

مطبع سمبد کمودی یا مرآۃ الاخبار راجہ رام موہن رائے دسمبر ۱۸۲۱ء میں اسی مطبع سے ہفتہ وار
بنگلہ اخبار سمبد کمودی جاری کیا اس کے بعد ۲۰ اپریل
۱۸۲۲ء کو مرآۃ الاخبار (فارسی) کا اجرا عمل میں آیا۔

۱۸۲۱

۲۷ مارچ ۱۸۲۲ء کو اسی مطبع سے ماہنامہ جام جہاں نما
کا اجرا ہوا، مالک ولیم ہوپ کنس پیس ہتھم ہری دت۔
سنہ مذکور میں ہفتہ وار فارسی اخبار بنام شمس الاخبار
اسی مطبع سے جاری ہوا، یہ بنگلہ دت اسٹریٹ پر واقع
تھا اور اخبار کی پرنٹ لائن میں "در مقام کلکتہ
در طبع خانہ ٹھا کر منی رام مطبوع شد" درج ہوتا تھا۔

۱۸۲۲ مطبع مشن

۱۸۲۳ مطبع ٹھا کر منی رام

آزاد لائبریری میں ایک کتاب مطبوعہ ۱۸۲۷ء دوسری
۱۲۲۶ھ مطابق ۱۸۳۰ء اور فتاویٰ عالمگیری جلد سوم
مطبوعہ ۱۸۳۲ء محفوظ ہیں۔

۱۸۲۷ مطبع ایجوکیشن

محلہ کولو ٹولہ، اخبار جام جہاں نما پہلے مشن پریس میں
طبع ہوتا تھا لیکن ۳ ستمبر ۱۸۲۸ء سے اپنے ذاتی پریس

۱۸۲۸ مطبع جام جہاں نما

سے چھپ کر شائع ہونے لگا۔

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی کتاب صلوة الجماعت
مطبوعہ محفوظ ہے۔

مطبع چرچ مشن

بمقام کلنبہ موجودہ کلنس اسٹریٹ، حویلی نمبر ۱۸۵،

۱۸۳۱ مطبع آئینہ سکندر

مالک مولوی سراج الدین، اسی مطبع سے فارسی

ہفتہ وار اخبار بنام آئینہ سکندر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

محله کلنبہ، متصل مدرسہ، مالک حاجی دلہاج الدین،

۱۸۳۳ مطبع ماہ عالم افروز

سنہ مذکور میں ہفتہ وار فارسی اخبار 'اخبار ماہ عالم

افروز' کا اجراء ہوا۔

ہوگلی، آزاد لائبریری میں ۱۲۵۰، ہجری مطابق ۱۸۳۲ء

۱۸۳۲ مطبع احمدی

کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک رجب علی حسینی لکھنوی، ہفتہ وار فارسی اخبار

۱۸۳۵ مطبع سلطان الاخبار

سلطان الاخبار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا، ۱۸۵۷ء کی

شورش میں موصوف پر مقدمہ چلا اور مطبع و اخبار

دونوں بند کر دیئے گئے مولف اختر شاہنشاہی نے

اس کا سنہ اجراء ۱۸۳۷ء غلط درج کیا ہے۔

واقعہ مہدی باغ مہتمم غلام حسین جون پوری،

۱۸۳۵ مطبع لیتھو گرانک

اجرائے مارچ ۱۸۳۵ء

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۳۶ مطبع افضل المطابع

آزاد لائبریری میں ۱۲۵۶، ہجری مطابق ۱۸۴۰ء کی

۱۸۴۰ مطبع اسلام

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محله کلنگہ، مہدی باغ مکان نمبر ۱۱۸۰ مالک و مہتمم

۱۸۴۱ مطبع مہر منیر

محمد علی خاں، یکم جنوری ۱۸۴۱ء کو اخبار مہر منیر (فارسی)

کا اجراء ہوا جو مہتمے میں تین بار شائع ہوتا تھا۔

بندر ہوگلی، آزاد لائبریری میں ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع طبیبی

۱۸۴۲ مطبع جام جہاں نما

ہوت کا مکاشفہ، چھاپہ آہنی مالک منشی غلام حسین مہتم منشی مصتور حسین، مولف ہندوستانی اخبار نویسی نے اس کے وجود و قیام سے انکار کیا ہے حالانکہ یہ دوسرا مطبع و اخبار جام جہاں نما ہے جس کے اقتباسات اسعد الاخبار اگرہ اور سحر سامری لکھنؤ میں محفوظ ہیں، اخبار مذکور چار ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

متصل بیٹھک خانہ، کوچہ ہجراں مکان نمبر ۶ اجرائے

مطبع تعلیمی

۱۸۴۲ء

مہتم سید عبداللہ ولد بہادر علی اجرائے ۱۸۴۶ء۔ آزاد لائبریری میں ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء مطبوعہ کتاب کے علاوہ گنج خوبی مولفہ میرامن دہلوی مطبوعہ ۱۸۴۶ء اور جامع الاخلاق مترجمہ امانت اللہ مطبوعہ ۱۸۴۸ء بھی محفوظ ہیں بعض کتابوں پر احمدی پریس بھی ملتا ہے۔

۱۸۴۵ مطبع احمدی

مالک مولوی محمد محسن، مہتم سید بلال الدین پرنٹر عبداللہ مصحح فرزند علی اجرائے جنوری ۱۸۴۵ء

۱۸۴۵ مطبع طبیبی

آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ مالک ولیم ناسیولیس بھت مولوی غلام مولا، مہتم

مطبع مدرسہ عالیہ
مطبع لیبی

عبدالحمید اجرائے ۱۸۴۵ء

محله چھو بازار مالک فیض اللہ مہتم منظور اللہ اجرائے

۱۸۴۶ مطبع محمدی

اکتوبر ۱۸۴۶ء

۱۸۴۶ مطبع دارالامارة

مطبع مراة الاخبار

آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 محلہ تال تلمہ متصل مسجد چاند سازنگ کارپرداز منشی فرجام
 علی مہتمم محمد تبریزی سنہ مذکور میں ہفتہ وار اخبار مراة الاخبار
 کا اجراء ہوا۔

مطبع اخوان الصفا

آزاد لاہری میں ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۶ء کی
 مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۴۹ مطبع آفتاب عالم تاب

آزاد لاہری میں مفتاح الرشاد مطبوعہ ۱۲۶۵ ہجری
 مطابق ۱۸۴۹ء محفوظ ہے۔

۱۸۵۰ مطبع نجم السعادت

محلہ مہدی باغ کوچہ امیس مالیر مکان ۱۴۰ مالک منشی
 رحیم اللہ مہتمم منشی خدا نواز، آزاد لاہری میں ۱۲۶۶ھ
 مطابق ۱۸۵۰ء اور ۱۲۶۰ ہجری مطابق ۱۸۵۴ء کی
 مطبوعات محفوظ ہیں مولف اختر شاہنشاہی نے
 سنہ اجراء ۱۸۶۲ء درج کیا ہے۔

۱۸۵۲ مطبع پادری ٹامسن

۱۸۵۴ مطبع کالج

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 مالک مسٹر ڈبلو ناسولیس، آزاد لاہری میں ۱۸۵۴ء
 اور ۱۸۶۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں مولف اختر
 شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۶۴ء درج کیا ہے۔

۱۸۵۴ مطبع گلشن نو بہار

مالک عبدالقادر، مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ
 اجراء ۱۸۵۴ء بیان کیا ہے مزید برآں اخبار کوہ نور لاہور
 مطبوعہ ۱۸۵۴ء میں گلشن نو بہار کلکتے سے ماخوذ خبریں
 محفوظ ہیں ہفتہ وار اخبار (فارسی) گلشن نو بہار اسی مطبع

میں چھپ کر شائع ہوتا تھا، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں
مردانہ وار شرکت کے جرم میں مطبع بحق سرکار ضبط ہو گیا،
چنانچہ گورنر جنرل ولیم نٹینگ کا بیان ہے کہ :

”کلکتے کے ایک لٹیہو گرافک پریس کا اجازت نامہ منسوخ
کر دیا اور حکم دیا کہ اس چھاپہ خانے کا تمام سامان ضبط
کر لیا جائے یہ قدم ہم نے اس وجہ سے اٹھایا کہ اس
چھاپہ خانے میں ایک فارسی اخبار گلشن نوبہار چھپتا تھا یہ
آزاد لائبریری میں فتوح الشام مطبوعہ ۱۸۵۴ء محفوظ ہے۔

۱۱

کولولوہ اجرائے ۱۸۵۴ء

آزاد لائبریری میں ۱۲۷۱ ہجری مطابق ۱۸۵۵ء مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۵۴ مطبع ملٹری

مطبع اسلامیہ

۱۸۵۵ مطبع نبوی

محله تال تلہ مالک محمد مسعود مہتمم امیر الدین احمد اجرائے

۱۸۵۴ مطبع مصطفائی

۱۸۵۶ء

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔
اخبار سحر سامری میں ماخوذ خبریں محفوظ ہیں سرکاری رپورٹ
کے مطابق مالک مطبع و اخبار پر بناوت کے جرم میں
مفت دمہ چلا۔

مطبع مدرستہ الاسقف

مطبع دور بین

مالک و مہتمم مولوی عبدالباری، ایک ہفتہ وار اخبار
اسی نام سے طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۵۷ مطبع دارالسلطنت

منشی ولی اللہ لین کوچہ منشی دادار بخش مالک کبیر الدین

۱۸۵۸ مطبع منظر العجائب

احمد خاں مہتمم عزیز الباری اخبار اردو گائیڈ روزانہ دو ورق

اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مالک منشی نذاحسین اجرائے ۱۸۵۹ء اخبار دور بین
دوبارہ ۱۸۶۹ء میں اسی مطبع سے چھپ کر شائع ہوتا تھا۔

محلہ جان بازار مالک محمد محسن اجرائے ۱۸۶۰ء

مالک حاجی محمد حسین مہتمم برکت اللہ خان پرنٹرسٹی بہار اللہ

آزاد لاہوری میں ۱۲۸۰ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء اور ۱۲۹۲ھ

مطابق ۱۸۷۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔ مولف اختر

شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۶۷ء درج کیا ہے۔

آزاد لاہوری میں ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

میٹا برج، مہتمم نواب رئیس الدولہ مصاحب شاہ

اودھ اجرائے جولائی ۱۸۶۵ء، آزاد لاہوری میں ۱۲۹۴ھ

مطابق ۱۸۷۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک سراج الدین مہتمم خدا داد خاں اجرائے ۱۸۶۷ء

مہتمم عبد الحمید اجرائے ۱۸۷۱ء

مہتمم حافظ عبد الرحیم اجرائے ۱۸۷۵ء

مالک مولوی عبد الخالق، داروغہ کتب خانہ مدرسہ عالیہ۔

ایک اخبار ہفتہ میں دوبار دوشنبہ و جمعہ کو شائع ہوتا تھا۔

محلہ خضر پور مقام رام چندر پور مالک مولوی دائم اللہ مہتمم

غلام سبحان اجرائے ۱۸۷۹ء اس مطبع سے کلکتہ پنچ

ماہوار ۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

چیت پور روڈ، مالک اسفندیار خاں، مہتمم ظفر یاب

خاں، اس مطبع سے ہفتہ وار بنگال پنچ دو ورق اوسط پر

۱۸۵۹ مطبع شد المطابع

۱۸۶۰ مطبع محسنی

۱۸۶۳ مطبع برکتی

۱۸۶۴ مطبع وین

۱۸۶۵ مطبع سلطانی

۱۸۶۷ مطبع سراجیہ

۱۸۷۱ مطبع قادری

۱۸۷۵ مطبع رحمانی

۱۸۷۷ مطبع محمدی

۱۸۷۹ مطبع بشیری

۱۸ مطبع کاشف الاسرار

طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے جولائی ۱۸۸۰ء

محلہ کو لوٹوہ مالک احسان اللہ، مہتمم مستحضر پرشاد،
اس مطبع سے تجارت الاخبار آٹھ ورق اوسط پر طبع

ہو کر ہر جمعہ کو شائع ہوتا تھا، اجرائے یکم مئی ۱۸۸۰ء
محلہ خلاصی ٹولہ ولیزی اسٹریٹ، مالک مولوی احمد اللہ

اجرائے ۱۸۸۰ء

واقع رو بیاگلی متصل جوڑاگر جاگھر مکان ظہر ۱۲ مالک
غلام حضرت خستہ مہتمم محمد احمد، ایک اخبار بنام امیر الاخبار
ہفتہ میں دو بار چار ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔
محلہ چھوہ بازار مالک مرزا محمد سعید، ملک الاخبار روزانہ
دو ورق اوسط پر نفیس کاپوری کی ادارت میں شائع
ہوتا تھا۔

محلہ رو بیاگلی مالک مولوی غلام صمدانی مہتمم حکیم ناظر حسین
ناظر، آئینہ نمائش تین ماہ تک روزانہ طبع ہو کر شائع

ہوتا رہا اجرائے نومبر ۱۸۸۲ء

محلہ سیدوریہ بیٹی شاہ زلفین مہتمم شیخ وزیر عظیم آبادی،
جریدہ نمائش طبع ہو کر ہفتہ میں دو بار شائع ہوتا تھا۔

محلہ نیبوتلہ مالک محمد عمر ناخدا، مہتمم سید عبدالرحیم اجرائے

اپریل ۱۸۸۴ء

چاندنی چوک مالک منشی علیم الدین احمد مہتمم اسماعیل خاں
شوکت پریس مین تاج علی، ہفتہ وار علیم الاخبار

طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۸۵ء

ہرن بارٹی لین مالک علی اصغر اجرائے یکم مئی ۱۸۸۵ء

مطبع تجارت الاخبار

مطبع عبدی

۱۸۸۲ مطبع امیر المطابع

مطبع ضیاء الاسلام

مطبع نجفی

مطبع رپن

۱۸۸۴ مطبع قادریہ

۱۸۸۵ مطبع علیم الاخبار

مطبع خیر خواہ خلائق

- ایسٹ انڈین ریلوے پریس، اجرائے ۲۲ جنوری ۱۸۸۶ء
محلہ واٹس لین مالک حافظ عبد اللہ غازی پوری
اجرائے مارچ ۱۸۸۷ء۔ آزاد لاہری میں ۱۸۸۹ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع ریلوے ۱۸۸۶
مطبع غوثیہ ۱۸۸۷
- آزاد لاہری میں ۱۳۰۷ ہجری مطابق ۱۸۹۰ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع کلیپی ۱۸۹۰
- آزاد لاہری میں ۱۳۱۲ ہجری ۱۸۹۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع سعیدی ۱۸۹۴
- آزاد لاہری میں ۱۳۱۳ ہجری مطابق ۱۸۹۵ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
- مطبع نورآفاق ۱۸۹۵

مطابع کوچ بہار :

- یہ مطبع اولاً ۱۸۷۰ء میں چلیا گری میں جاری کیا
گیا تھا لیکن اس کے بعد ۱۸۷۶ء میں کوچ بہار
منتقل کر لیا گیا صرف سرکاری کاغذات طبع
ہوتے تھے بلکہ
- مطبع راجہ کوچ بہار ۱۸۷۰

مطابع کولہا پور :

- ہفتہ وار مرہٹی اخبار (Jnyan Sagar)
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجرائے ۱۸۷۰ء
- مطبع کولہا پور ۱۸۷۰

مطابع گجرات، پنجاب

۱۸۵۵ مطبع مطلع الانوار کوہ نور مورخہ ۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء میں تذکرہ ملتا ہے۔

مطابع گڑگاوان:

۱۸۶۸ مطبع سحاب رحمت مالک قاضی قطب الدین احمد اجرائے ۱۸۶۸ء
۱۸۹۵ مطبع مقبول عام سنہ مذکور میں صادق الاخبار کا اجراء عمل میں آیا۔

مطابع گوالیار:

۱۸۵۲ مطبع عالی جاہ معسکر گوالیار، مالک راجہ جیا جی راؤ سندھیا، مہتمم منشی لچھمن داس، اجرائے ۱۸۵۲ء لیکن سرکاری رپورٹ سے منکشف ہوتا ہے کہ راجہ صاحب مطبع کے مالک نہیں بلکہ سرپرست تھے چنانچہ لکھا ہے کہ "اس سال (۱۸۵۲ء) جواہر لال نے اپنے مطبع مصدر النوادر (آگرہ) کا ایک حصہ اپنے بھائی (لچھمن داس مالک و مینجر) کی نگرانی میں گوالیار میں منتقل کیا ہے اور وہاں مطبع عالی جاہ کے نام سے ایک مطبع قائم کیا ہے، گوالیار گزٹ کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار ۴ ورق اوسط پر ہر شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطابع گوجرانوالہ:

۱۸۶۶ مطبع گیان مالک منشی گیان چند مہتمم منشی دیوان چند اجرائے ۱۸۶۶ء،

۲۳ نومبر ۱۸۶۶ء کے اخبار انسٹی ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ کے بیان کے مطابق ایک رسالہ مخزن العلوم بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۸۷۵ء میں اخلاق برج باشتی طبع ہو کر شائع ہوئی ۱۸۷۹ء میں اس کا اہتمام منشی برج لال کے سپرد تھا۔

مقام فیروز والا، گوجرانوالہ، مالک منشی محبوب عالم، اجرائے یکم فروری ۱۸۸۷ء
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۷ مطبع خادم لتعلیم

۱۸۹۵ مطبع مکی

مطابع گورداس پور :

۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء کے اخبار کوہ نور لاہور میں تذکرہ ملتا ہے۔

۱۸۵۵ مطبع قادری

مالک و مہتمم منشی شمس الدین پریس مین عبد الرحمن، ۴ جون ۱۸۸۷ء کے اخبار ریفارمر سے منکشف ہوتا ہے کہ ۱۸۸۲ء میں جاری ہوا۔

۱۸۸۲ مطبع شمس الہند

مالک و مہتمم ڈاکٹر مرزا انور علی۔

۱۸۸۲ مطبع نیواپیریل

مطابع گوردکھپور :

آزاد لائبریری میں ۱۲۸۳ ہجری مطابق ۱۸۶۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۶ مطبع بہار

مالک منشی ریاض احمد ریاض خیر آبادی کاتب ستیلا بخش پریس مین جان عالم گورنمنٹ گزٹیر کے بیان کے مطابق ۱۸۸۱ء میں جاری کیا گیا اور ۱۹۰۹ء تک برسر کار تھا۔

۱۸۸۱ مطبع ریاض الاخبار

۱۸۸۶ مطبع پرنٹنگ

مالک بابو کشوری موہن چٹرجی پریس مین محمد طہور کاتب
محمد یعقوب اجرائے یکم فروری ۱۸۸۶ء

مطبع لطيف الاخبار

مالک عبداللطیف خاں، کاتب عبدالسلام پریس مین
نواب علی اجڑے ۱۳ اکتوبر ۱۸۸۶ء ہفتہ وار لطیف الانبا
۲ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع ہوتا تھا۔

۱۸۸۷ مطبع انوری

مہتمم حافظ محمد طہ صاحب اجرائے ۱۵ اگست ۱۸۸۷ء

۱۸۹۳ مطبع احسانیه

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
مہتمم سنیل انجمن، الوقت طبع ہو کر شائع ہوتا تھا، آزاد

۱۸۹۲ مطبع اسدی

لابریری میں ۱۸۹۴ء ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۹۵ مطبع صالح کل

آزاد لائبریری میں مطبع ہذا کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۹۷ مطبوع حکیم برم

گزٹیر کے بیان کے مطابق ۱۸۹۸ء سے قبل یہاں سے دو اخبارات جاری تھے ایک مشرق اور دوسرا مزاجیہ عطر فتنہ، جو ۱۸۹۸ء میں بند ہو گیا مگر ۱۹۰۰ء میں دوبارہ جاری کیا گیا۔

مطبع مسعودی

۱۱
لیتھو اور ٹائپ دونوں میں طباعت ہوتی تھی۔

مطبع چریح مشن

اردو، ہندی، انگریزی تینوں زبانوں میں طباعت
کا کام ہوتا تھا۔

مطبع بھارت پرکاش

یہ ہاتھ کا پریس تھا جس میں صرف انگریزی کی طباعت ہوتی تھی۔

مطبع دینا پور

مطابع گوندہ :

۱۸۸۲ مطبع انجمن رفاه گوئندہ انجمن رفاه گوئندہ کا ماہانہ رسالہ ۸ ورق خرد پر مطبع شاخ

جنگ بہادر بلام پور سے باہتمام منشی گلاب رائے طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا لیکن ۱۸۸۲ء میں انجمن نے ذاتی مطبع قائم
کر لیا تو وہیں سے طبع ہو کر شائع ہونے لگا۔

۱۸۹۷	مطبع چشمہ حیات	مالک محمد حیات خاں اجرائے ۱۸۹۷ء
۱۸۹۸	مطبع یوروپین	اجرائے ۱۸۹۸ء
۱۸۹۹	مطبع رام بہاری	اجرائے ۱۸۹۹ء

مطابع گیارہ (بہار)

۱۸۵۶	مطبع لاسٹو	مالک منشی جے جے رام مختار اجرائے مئی ۱۸۵۶ء
۱۸۷۱	مطبع گلستہ نظائر	مالک بابو اومیش چندر سرکار ماہانہ گلستہ ۱۲ ورق خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۷۱ء۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۷۸ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطابع لاہور :

۱۸۴۹	مطبع کوہ نور	مالک منشی ہر سکھ رائے قوم کا یستھ ساکن سکندر آباد ، ضلع بلند شہر ، ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ کا اندراج ہے کہ گزشتہ چند ہفتوں سے مطبع کوہ نور کا قیام عمل میں آیا ہے جس کے متعلق کوئی رائے ظاہر کرنا قبل از وقت ہوگا " اسی مطبع سے ۱۴ جنوری ۱۸۵۰ء کو اخبار کوہ نور کا اجراء ہوا چنانچہ ۲۸ جنوری ۱۸۵۰ء کے اسعد الاخبار آگرہ کا بیان ہے کہ "جنوری کی چودھویں تاریخ سے منشی ہر سکھ رائے کے اہتمام سے جو پیشتر جام جمشید (میرٹھ) کے مہتمم تھے، جاری ہوا ہے ازاں جا کہ پنجاب اور کشمیر
------	--------------	--

اور کابل کی خبروں کے اکثر لوگ شائق رہتے تھے اب اس اخبار کے ذریعے وہاں کے حالات بے وقت دریافت ہو جایا کریں گے اور اخبار انگریزی سے ترجمہ نہ کرنا پڑے گا۔

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ ایک اہم حقیقت کا انکشاف کرتی ہے کہ ”اڈیسر کا بیان ہے کہ پنجاب کے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی سرپرستی میں اس اخبار کا اجراء ہوا ہے“ ۱۸۵۲ء کی رپورٹ میں اس پر مہر تصدیق ثبت کی گئی ہے ”پنجاب کے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی سرپرستی میں ہر سکھ رائے قابلیت کے ساتھ کوہ نور نکال رہے ہیں“ ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں صاف صاف اعتراف ہے کہ گورنمنٹ کے بتلائے اصولوں پر کوہ نور مرتب کیا جاتا ہے۔“

حکومت اخبار کوہ نور کی غیر معمولی سرپرستی کے علاوہ سرکاری کاغذات بھی مطبع کوہ نور میں طبع کراتی تھی چنانچہ ۱۸۵۰ء کی مطبوعات سے اس کا بخوبی انکشاف ہوتا ہے :

- ۱۔ قانون دیوانی (مارش مین) ۸۰۰
- ۲۔ دستور العمل جاگیرداران ۴۰۰
- ۳۔ ”پیمائش کشت وار“ ۲۶۰۰
- ۴۔ ہدایت نامہ پیش کاران پرتال ۶۰۰
- ۵۔ دستور العمل حاکمان پیمائش ۳۰۰

۶۰۰ ۱۱ ۶۔ نمونہ کیفیت حیثیت دہی

۵۰۰ ۷۔ جنتری ۱۸۵۱

۳۰۰ ۸۔ کشف الطائر

۲۱۰۰ ۹۔ دستور العمل ترتیب نقشہ خسره

۶۰۰ ۱۰۔ ہدایت نامہ تحصیل دار پرتال

کتابوں کے اندراج کے بعد لکھا ہے کہ مندرجہ بالا کتابیں سرکاری نوعیت کی ہیں اور یہ سب کی سب پنجاب کے بورڈ آف ایڈمنسٹریشن کی ہدایت کے مطابق چھاپی گئی ہیں۔ ۱۷

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ 'مطبع کوہ نور کا خاصا بڑا عملہ ہے ہر سکھ رائے کا کہنا ہے کہ اگر پنجاب کا بورڈ آف ایڈمنسٹریشن اعانت نہ کرے تو وہ اس کے اخراجات پورے نہیں کر سکتے بورڈ وقتاً فوقتاً سرکاری کتابیں ان کے مطبع میں چھپواتا ہے۔' چنانچہ ۱۸۵۱ء کی مطبوعات سے مزید تصدیق ہوتی ہے:

۹۴۴ ۱۔ جنتری ۱۸۵۲

۲۲۲ ۲۔ پترہ سببہ ۱۹۰۸

۲۰۲ ۳۔ آدت ہر دے ہندی

۱۷۹ ۴۔ وشنو پورن سنسکرت

۱۵۰ ۵۔ مجمع القوانين مولفہ مکھن لال

۹۳ ۶۔ دستور العمل دیوانی

۵۵۰. ۷۔ چوب چینی پرکاش ہندی
۳۰۰. ۸۔ ہدایت نامہ مال
۳۰۰. ۹۔ ہدایت نامہ بندوبست
۴۹۸. ۱۰۔ جنتری پیائش
۳۰۰. ۱۱۔ کشف العطاء
۱۴۰. ۱۲۔ گنگا لہری

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات
کا اندراج ملتا ہے:

۸۸۲. ۱۔ جنتری کرم (فارسی)
۹۵۹. ۲۔ جنتری کرم ۱۸۵۲ء
۴۴۵. ۳۔ پترہ سبب ۱۹۰۹
۳۰۲. ۴۔ جنتری کرم (ہندی)
۳۰۰. ۵۔ تفسیر سورۃ الفجر
۱۲۲۵. ۶۔ وشنو سہسرام (سنسکرت)
۱۰۴۶. ۷۔ دھت پارت پرکاش (قواعد)
۵۵۳. ۸۔ دستور العمل تحصیل داران
۵۵۳. ۹۔ چٹھی بورڈ
۲۳۹. ۱۰۔ ہدایت نامہ بندوبست
۲۵۱. ۱۱۔ تحفہ کشمیر
۱۴۹۲. ۱۲۔ شیو سہسرام
۳۰۱. ۱۳۔ دستور العمل بار برداری

- ۱۴۔ اشتہار باغات ۴۰۰
- ۱۵۔ دستور العمل داروغہ اعلیٰ ۵۰۳
- ۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں مطبوعات کی فہرست کے علاوہ لکھا ہے کہ ”مطبع کی حالت ترقی پذیر معلوم ہوتی ہے گزشتہ سال ماہر فن پریس مینوں اور اچھے ادیبوں کی خدمات حاصل کرنے کی وجہ سے جو پنجاب کے ایسے دور افتادہ مقام پر مشکل ہی سے دستیاب ہو سکتے ہیں مطبع کو خاصا زیر بار ہونا پڑا لیکن اس کے باوجود مطبع کو منافع ہوا :
- ۱۔ ہدایت نامہ زمینداری پیمائش ۱۵۰۰
- ۲۔ رسالہ کیمیا مولفہ منشی شیا م لال (معاشیات) ۲۰۰
- ۳۔ اردو جستری ۱۸۵۳ ۱۵۰۰
- ۴۔ پترہ ہندی ۵۰۲
- ۵۔ پنجابی جستری ۱۰۲
- ۶۔ تبنیہ الغافلین (رسم دختر کشی کے خلاف) ۵۰۰
- ۷۔ کنٹرکوش (” ” ” ”) ۵۰۰
- ۸۔ دستور العمل داروغہ ۲۰۰
- ۹۔ مسودہ قانون مال پنجاب ۱۰۰
- ۱۰۔ نقشہ تنخواہ ۳۰۱
- ۱۱۔ جستری ۱۰۲۹
- ۱۲۔ دستور العمل بار برداری ۱۵۹

اس مطبع پر ایک صدمہ عظیم عام ہو گیا یعنی منشی ہر سکھ
 رائے اڈیٹر کوہ نور کو صاحب ضلع نے تین سال کو قید
 کر دیا اس لیے اب کی بار اخبار کے پرچے میں توقف
 پڑا بلکہ کم بھی نکلا ۔

اس پر مستزاد موصوف کے دیرینہ حریف منشی دیوان
 چند نے خورشید عالم کے نام سے اپنا تازہ اخبار
 کوہ نور کے خریداروں کے پاس جاری کر دیا چنانچہ
 ”یکے از خریداران کوہ نور“ نے ۲۹ اپریل ۱۸۵۶ء
 کے کوہ نور میں لکھا کہ :

”ایک پرچہ خورشید عالم اس مضمون سے کہ جیسے
 صدمہ عظیم کوہ نور پر بسبب قید ہو جانے منشی ہر سکھ
 رائے کے پہنچا تو اس صدمے کا نعم البدل خورشید عالم
 جاری کیا“

مدیر کوہ نور نے خود بھی اعتراف کیا اور لکھا کہ :
 ”منشی دیوان چند نے ایک پرچہ واہیات سراسر
 بے معنی اور محض بے مغز مسمی بہ خورشید عالم جاری
 کر کے تمام خریداران کوہ نور کے پاس بھیج دیا کہ کوہ نور
 کو نہ خریدیں اس کو خریدیں“

منشی نول کشور (مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ) اس
 زمانے میں آگرہ میں مقیم تھے اور اپنا ہفتہ وار اخبار
 سفیر آگرہ جاری کر چکے تھے چنانچہ ۲۵ مارچ ۱۸۵۶ء
 کے اخبار کوہ نور میں اخبار ریاض نور ملتان کے حوالے
 سے اخبار مذکور کے اجراء کی تفصیلات ملتی ہیں اور

اخبار سحر سامری لکھنؤ میں سفیر آگرہ کے حوالے سے خبروں کا اندراج ملتا ہے۔ ان نامساعد حالات میں منشی نول کشور نے اپنے اخبار کے ذریعے منشی ہر سکھ رائے کی بھرپور مدد کی چنانچہ ۳۰ جون ۱۸۵۶ء کے اخبار کوہ نور کا بیان ہے کہ:

”ہم کمال خوشی سے اعلان کرتے ہیں کہ حسب تجویز

منشی نول کشور صاحب مہتمم سفیر آگرہ مہتمم چشمہ فیض (منشی دیوان چند) و مہتمم کوہ نور میں باہم صلح ہوتی ہے اس باب میں منشی صاحب ممدوح نے جو کچھ کوشش فرمائی اس کا شکریہ احاطہ تحریر و تقریر سے مبرا ہے“

منشی ہر سکھ رائے نے منشی نول کشور کی غیر معمولی بصیرت حسن تدبیر اور خاندانی شرافت سے مجبور ہو کر التجا کی کہ تکمیل احسان کے لئے مطبع و اخبار کوہ نور کی عمان اختیار سنبھال لیں چنانچہ موصوف نے ذاتی مصداق کو قربان کر کے اعلیٰ ایثار کا نمونہ پیش کیا اور لاہور پہنچ گئے ۲۱ ستمبر ۱۸۵۶ء کے اخبار کوہ نور کی پرنٹ لائن میں ہے:

”مطبع کوہ نور محلہ یکے دروازہ حویلی منشی ہر سکھ

رائے پروپرائٹر میں باہتمام منشی نول کشور مینجر و غلام محمد برنٹر و علی بخش پبلشر کے چھپا“

لیکن ۱۲ جنوری ۱۸۵۸ء کے اخبار کوہ نور کی پرنٹ لائن میں منشی نول کشور آنجنہانی کے بجائے منشی چندر بھان کا نام بحیثیت مینجر مطبع نظر آتا ہے اور یہ نام ۱۸۶۳ء تک اسی حیثیت سے درج ہوتا رہا۔ ۴۵-۱۸۶۳ء دو سالوں کے بارے میں معلومات کا فقدان ہے البتہ یکم جنوری

۱۸۶۶ء کے اخبار کوہ نور کی پرنٹ لائن میں منشی گوری شکر
 مینجر کی حیثیت سے برسرکار نظر آتے ہیں چند ماہ یہ
 بزرگ خدمات انجام دیتے رہے کہ یکم جون سے موصوف
 کے بجائے منشی ہرنرائن کا تقرر ہو گیا اور پرنٹ لائن میں آپ
 کا نام درج ہونے لگا فروری ۱۸۶۷ء تک موصوف
 خدمات انجام دیتے رہے لیکن یکم مارچ ۱۸۶۷ء سے
 پرنٹ لائن میں منشی ہیم راج کا نام درج ہونے لگا۔
 خدا جانے انتظام مطبع میں پیہم تغیر کے اسباب
 کیا تھے آیا منشی ہر سکھ رائے کے مزاج میں تلون اور
 شدت تھی یا مذکورہ اصحاب بہتر امکانات کے پیش
 نظر ترک ملازمت پر مجبور تھے یکم مئی ۱۸۶۷ء کو عنان
 مطبع مفتی غلام سرور کے ہاتھ میں پہنچ گئی لیکن یکم ستمبر
 ۱۸۶۷ء سے منشی پیارے لال کے نام نامی کا اندراج
 ہونے لگا یکم جنوری ۱۸۶۸ء سے معلوم ہوا کہ موصوف
 کے بجائے منشی فضل الدین اس اہم منصب پر فائز ہیں۔
 ۱۸۷۰ء میں اہتمام سید جواد علی شاہ سے منسلک
 ہو گیا لیکن ۱۸۸۰ء کی کتابوں پر منشی نتھورام کا نام لکھا
 ہوا ملتا ہے بہر کیف اس مطبع میں ہندو مسلم کی کوئی
 تفریق نہیں تھی مختلف ادوار میں مختلف باصلاحیت
 اور ذی استعداد اہل علم اس مطبع و اخبار سے منسلک
 رہے اور یہاں سے تربیت پا کر نکلے تو علم و ادب
 اور تاریخ صحافت کے درخشندہ ستارے بن کر چمکے،
 بالخصوص منشی نول کشور، منشی محرم علی چشتی، منشی

نادر علی شاہ سیفی، اور مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی قابل ذکر ہیں۔
منشی ہر سکھ رائے کی وفات کے بعد عنان اختیار آپ کے
صاحبزادے منشی جگت نرائن کے ہاتھ میں پہنچی، مگر
موصوف میں اتنی استعداد اور صلاحیت ہی نہیں تھی کہ
مطبوع و اخبار کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھتے چنانچہ رفتہ
رفتہ تنزل اس درجے بڑھا کہ مطبع و اخبار دونوں ہی
کا خاتمہ ہو گیا۔ رہے نام اشہر کا۔

۱۸۵۰ مطبع دریائے نور

فقیر سراج الدین نے ۱۸۵۰ء میں مطبع دریائے نور
کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور سنہ مذکور کے اواخر
میں ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۳ ورق اوسط پر نجیب
الدین حسین کی ادارت میں جاری کیا جو ہر اتوار کو
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا چنانچہ ۱۸۵۱ء کی سرکاری
رپورٹ میں ہے کہ ”گزشتہ سال (۱۸۵۰ء) کے اواخر
میں لاہور سے دریائے نور کا اجراء ہوا ہے۔“ دوسرے
سال ادارت سندر لال کی طرف منتقل ہو گئی ۱۸۵۲ء
کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ مطبع دریائے نور کے
متعلق ہر سکھ رائے نے رپورٹ بھیجی ہے اس سے
اندازہ ہوتا ہے کہ ۱۸۵۲ء کے اواخر میں اخبار
دریائے نور کے خریداروں کی تعداد ۲۵ رہ گئی تھی۔
چنانچہ مالک مطبع فقیر سراج الدین نے جو معروف
شخصیت فقیر چراغ الدین کے بیٹے ہیں مطبع کو بند
کر کے ہر سکھ رائے کو اپنا ایجنٹ مقرر کیا ہے تاکہ وہ
رقمیں وصول کی جاسکیں جو خریداروں پر باقی ہیں۔“

۱۸۵۱ء میں مطبع دریا کے نور سے حسب ذیل کتابیں طبع ہو کر
شائع ہوئیں:

- ۱۔ زرداری مولفہ شہسوار الدین ۲۹۲
- ۲۔ فارسی نامہ فارسی فرہنگ ۲۹۲
- ۳۔ صرف فارسی میں عربی قواعد ۲۹۲
- ۴۔ قانون دیوانی مترجم پنڈت من پھول ۱۰۴
- ۵۔ کریمیا شیخ سعدی ۱۴۶
- ۶۔ الوان نعمت ۱۰۴

۷۔ جنتری (اردو) ۱۸۵۲ء ۱۳۵

۸۔ پترہ (ہندی) ۱۸۵۲ء ۱۹۳

۹۔ جنتری (گورکھی) ۱۸۵۲ء ۵۰

۱۰۔ دشو سہر نام سنسکرت ۵۰

چھماونی انارکلی مہتمم علی حسین، ۸ جولائی ۱۸۵۱ء کے
اخبار کوہ نور میں تذکرہ ملتا ہے۔

۱۸۵۱ء مطبع آئینہ سکندر

عتیق صدیقی نے مولف اختر شاہنشاہی کی تقلید میں

۱۸۵۳ء مطبع چشمہ فیض

۱۸۵۳ء میں منشی دیوان چند کے مطبع چشمہ فیض کا

قیام تسلیم کیا ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ منشی صاحب

موصوف نے لاہور کے بجائے سیال کوٹ میں

جون ۱۸۵۳ء میں مطبع چشمہ فیض کے نام سے ایک

مطبع قائم کیا تھا اور یکم جولائی ۱۸۵۳ء سے اسی نام کا

ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا تھا جو ۱۸۵۷ء تک
آب و تاب سے نکلتا رہا ۱۸۷۳ء میں اسی مطبع سے
اخبار رفاہ عام کا اجراء ہوا اور مطبع کا نام بھی تبدیل ہو کر
رفاہ عام ہو گیا منشی دیوان چند کی وفات کے بعد
عنان اختیار آپ کے صاحبزادے منشی گیان چند
کے ہاتھ میں پہنچی تو انھوں نے اخبار کا نام وکٹوریہ پریس
اور مطبع کا نام وکٹوریہ پریس تبدیل کر دیا۔

۱۸۵۳ مطبع لاہور گزٹ

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ بابو تیج چندر
کے زیر اہتمام مطبع لاہور گزٹ سے جو اخبار لاہور گزٹ
کے نام سے شائع ہو رہا ہے اس کی تفصیلات موصول
نہیں ہوئیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید کے بیان کے مطابق :
”کوہ نور کے اجراء کے چند سال کے بعد لاہور گزٹ
جاری ہوا اس نے بھی کوہ نور پر یورش کی اور اوپر
سے اس کے مہتمم کو ”علم سے بے بہرہ“ قرار دیا
اخبار کے ساتھ ایک مطبع بھی تھا جس کے کارکنوں
کو چھ سات مہینے سے تنخواہ نہ ملی تھی انھوں نے
ہڑتال کر دی یہ ۱۸۵۶ء کا ذکر ہے اور یہ ہڑتال
لاہور میں کارکنوں کی پہلی ہڑتال تھی۔
۱۸۵۳ء میں مطبع نے حسب ذیل کتابیں طبع کر کے شائع کیں:

- ۱۔ کومودی سنسکرت قواعد ۲۲۰
- ۲۔ دستوسترنی سنسکرت میں نجوم کی کتاب ۱۰۰
- ۳۔ مہورت چنتامن " " " ۱۰۰
- ۴۔ پترہ ہندی جنتری ۱۰۰
- ۵۔ جنتری اردو ۲۰۰

۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء کے اخبار کوہ نور سے اس کی حیات و بقا کی شہادت ملتی ہے۔

۱۸۵۴ء مطبع لاہور کرائیکل ۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء کے اخبار کوہ نور سے اس کے وجود کا پتہ چلتا ہے۔

مطبع مولوی سلطان احمد ۱۰ اپریل ۱۸۵۴ء کے اخبار کوہ نور میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔

مطبع کیس ٹن آزاد لائبریری میں ۱۲۷۰ ہجری مطابق ۱۸۵۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۵۵ء مطبع کتابی ۱۶ جنوری ۱۸۵۵ء کے اخبار کوہ نور میں تذکرہ ملتا ہے۔

مالک و مہتمم منشی سید عظیم الدین کاتب علامہ دیروی (جو میر پنجہ کش دہلوی کے مایہ ناز شاگرد اور جانشین تھے) اور عمر دراز خاں فائض، اجرائے ۱۸۵۵ء ۱۸۵۴ء کی جنگ آزادی کے دوران مطبع بند ہو گیا تھا ہنگامہ کے بعد دوبارہ جاری ہوا اور ۱۸۶۵ء میں پنجابی اخبار کے نام سے ایک ہفتہ وار اخبار بھی جاری کیا گیا۔

۱۸۵۷ مطبع قادری آزاد لاہری میں ۱۲۷۳ ہجری مطابق ۱۸۵۷ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

۱۸۶۱ مطبع ہوپ مالک منشی محمد منیر مہتمم جگت نرائن اجرائے ۱۸۶۱ء

۱۸۶۴ مطبع وکٹوریہ مالک مولوی کریم بخش پریس مین الہی بخش و محمد شیراز، اجرائے ۱۸۶۴ء

۱۸۶۵ مطبع افضل آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۵ مطبع متر بلاس محلہ سید مٹھ مالک پنڈت مکندر رام کاشمیری، مہتمم

گوپی ناتھ اجرائے ۱۸۶۵ء۔ لیکن دسمبر ۱۸۸۶ء میں محلہ ہیرا منڈی متصل کوتوالی راجہ دھیان سنگھ کی حویلی میں دفتر اٹھ آیا تھا اس مطبع میں اخبار انجن پنجاب چھپتا تھا۔ آزاد لاہری میں ۱۸۶۹ء اور ۱۸۹۶ء کی مطبوعات موجود ہیں مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۷۱ء غلط درج کیا ہے۔

مطبع مصطفائی محلہ کشمیری بازار مالک امیر الدین کتب فروش

اجرائے ۱۸۶۵ء

مطبع محمد دین آزاد لاہری میں ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۵ء کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۶ مطبع ایجوکیشنل مہتمم کنھیا لال اجرائے ۱۸۶۶ء

مطبع مطلع نور مہتمم نور الدین کاتب سید احمد، مولف اختر شاہنشاہی

نے سنہ اجراء ۱۸۷۵ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری

میں مفتاح الارض مطبوعہ ۱۸۶۶ء اور دوسری مطبوعہ

کتاب ۱۸۶۷ء کی محفوظ ہے۔

مطبع خیر خواہ پنجاب مہتمم منشی فیض بخش، آزاد لاہری میں ۱۸۶۶ء کی مطبوعہ

کتاب موجود ہے۔

آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مہتمم چندرنا تھ۔ آزاد لاہری میں ۱۸۶۷ء ۱۸۶۸ء

۱۸۷۰ء ۱۸۷۱ء اور ۱۸۷۶ء کی مطبوعات ملتی ہیں۔

مہتمم منشی ہر سکھ رائے گو بند سہائے آزاد لاہری میں

۱۸۶۸ء کی مطبوعہ کتاب کے علاوہ رسالہ انجمن پنجاب

مطبوعہ مارچ ۱۸۶۹ء بھی محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۲۸۷ ہجری مطابق ۱۸۷۰ء ۱۳۰۱ھ

مطابق ۱۸۸۳ء ۱۳۰۶ ہجری مطابق ۱۸۸۸ء ۱۸۹۱ء

۱۸۹۴ء ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

آزاد لاہری میں ۱۲۸۷ ہجری مطابق ۱۸۷۰ء کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

متصل کو توالی مالک دیوان بوٹا سنگھ مہتمم رام سنگھ

ہفتہ وار اخبار آفتاب پنجاب ۸ ورق اوسط پر ہر پنجشنبہ

کو شائع ہوتا تھا۔ مولف اختر شاہنشاہی نے اجراء

۱۸۷۳ء بیان کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۱ء

کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک ٹی بی بالوری، مہتمم منشی عبداللطیف، ایک ہفتہ وار

اخبار ۲ ورق اوسط پر مرزا نقوی بیگ کی ادارت میں

ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ اجراء مطبع اکتوبر ۱۸۷۱ء

اور اجراء اخبار یکم اپریل ۱۸۷۲ء

مالک میٹرس الدین پرنٹر حافظ عمر دراز فاضل اجراء

مطبع مرآۃ الاقائیم

مطبع سرکاری

۱۸۶۷

مطبع گنیش پرکاش

۱۸۶۸

مطبع اسلامیہ

۱۸۷۰

مطبع حسنی

مطبع فیض عام

مطبع آفتاب پنجاب

۱۸۷۱

مطبع کوہ طور

مطبع بحر العلوم

نومبر ۱۸۷۱ء

۱۸۷۲ مطبع قادری

مہتمم مولوی فتح محمد بیگ اجرائے مارچ ۱۸۷۲ء

۱۸۷۳ مطبع آتالیق ہند

حویلی حبان خاں، مالک شیخ ولاب الدین مہتمم نشی نادر علی

شاہ سیفی، اخبار آتالیق ہند ہفتہ وار ۸ ورق اوسط پر

طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا لیکن ۵ جولائی

۱۸۷۵ء کو اخبار بند ہو گیا اجرائے مطبع یکم دسمبر ۱۸۷۲ء

۱۸۷۵ مطبع سیفی

مالک و مہتمم نشی نادر علی شاہ سیفی اجرائے مطبع و اخبار

اگست ۱۸۷۵ء مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ

اجرا دسمبر ۱۸۷۵ء غلط درج کیا ہے۔

مطبع انجن پنجاب

پہلے انجن کا اخبار انڈین اوپین پرس میں طبع ہوتا

تھا ۱۸۷۵ء میں اپنا ذاتی مطبع قائم کر لیا۔ مہتمم نظام الدین

آزاد لاہوری میں ۱۸۷۸ء ۱۸۷۹ء ۱۸۸۰ء اور

۱۸۸۸ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع البرٹ

مالک خواجہ احمد حسن۔ پہلے اس کا نام مطبع روزنامہ

لاہور تھا ۱۸۷۶ء البرٹ پرس میں منتقل ہو گیا۔

ایک ہفتہ وار اخبار البرٹ گزٹ ۸ ورق اوسط پر

طبع ہو کر ۱۴ اگست ۱۸۷۵ء کو جاری کیا گیا۔ آزاد

لاہوری میں ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع سلطانی

محلہ کشمیری بازار مالک و مہتمم شیخ قادر بخش اجرائے جون

۱۸۷۵ء۔ آزاد لاہوری میں ۱۸۷۷ء کی مطبوعہ کتاب

موجود ہے۔

۱۸۷۷ مطبع خورشید عالم

مالک منشی جگن ناتھ مہتمم نشی جلال ہفتہ وار اخبار

۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا

اجرائے یکم جون ۱۸۷۷ء

مالک مولوی فتح الدین سابق پرنٹر کوہ نور لاہور موصوف کی وفات کے بعد مولوی فیروز الدین نے کام سنبھالا لیکن ۱۸۹۳ء میں مطبع و اخبار کا نظام مرحوم کے صاحبزادے نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا، ایک پنجانہ اخبار اخباروں کا قبلہ اس مطبع سے شائع ہوتا تھا اجرائے جنوری ۱۸۷۸ء -

۱۸۷۸ مطبع قبلۃ المطابع

مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۸۵ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۲۹۷ ہجری مطابق ۱۸۸۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے اس کے علاوہ ایک ۱۳۲۲ ہجری مطابق ۱۹۰۴ء کی بھی موجود ہے۔

۱۸۸۰ مطبع احمدی

محلہ سید مٹھ مالک منشی گلاب سنگھ، ایک ماہانہ رسالہ اسی نام سے طبع ہو کر شائع ہوتا تھا مولف اختر شاہنشاہی نے سنہ اجراء ۱۸۸۱ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۸۰ء ۱۸۹۳ء اور ۱۸۹۶ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع مفید عام

محلہ ہیرامنڈی مالک منشی الہ دین مہتمم نبی بخش پرنٹر الہ بخش پریس مین چرن داس، ایک پنجانہ ہفتہ وار اخبار ۶ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر چہار شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جون ۱۸۸۰ء آزاد لاہری میں ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع دہلی پنج

اپریل ۱۸۸۰ء

مالک قادر بخش اجرائے ۱۸۸۱ء

مطبع قانون ہند

۱۸۸۱ مطبع قادری

بازار انارکلی مالک سراج الدین اجرائے یکم اگست ۱۸۸۱ء
 محلہ لینگے منڈی مالک نقھورام نند اجرائے ۱۷ جون ۱۸۸۲ء
 کوچہ کوٹھی داران مہتمم گلزار بخش کاتب غلام علی اجرائے
 ۱۸۸۲ء۔ آزاد لاہری میں ۱۸۹۲ء ۱۳۰۹ ہجری اور
 ۱۳۱۰ ہجری کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

محلہ موجی دروازہ متصل مسجد کمان گراں مالک مولوی
 غلام حسین مہتمم شیخ کرم علی اجرائے ۲ جنوری ۱۸۸۲ء
 محلہ بازار سید مسٹھ مالک سالک رام اجرائے ۱۸۸۲ء
 مالک بابو نوہین چند رائے اجرائے ۱۸۸۲ء
 مالک منشی نول کشور (مالک مطبع اودھ اخبار یا مطبع
 نول کشور لکھنؤ) مہتمم مولوی محبوب احمد صبح مولوی
 فضل الدین آزاد لاہری میں ۱۸۸۲ء ۱۸۸۹ء
 ۱۹۰۶ء ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔
 مالک اودھ چند، ہفتہ وار خادم ہند ۲ ورق اوسط پر
 طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۸۳ء
 مالک منشی چراغ الدین آزاد لاہری میں ۱۸۸۳ء اور
 ۱۸۸۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مطبع سراجی

۱۸۸۲ء مطبع برہم
 مطبع گلزار محمدی

مطبع تاج الہند

مطبع آریہ

مطبع گیان

۱۸۸۳ء مطبع نول کشور

مطبع تحفہ پنجاب

مطبع وکٹوریہ

مطبع انڈین

مطبع شاخ آریہ

مطبع ہرام سماج

۱۸۸۴ء مطبع رفیق ہند

مالک منشی محرم علی حشتی سابق اڈٹیر کوہ نور لاہور پرنٹر
 احمد الدین اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۴ء ۱۰ جنوری ۱۸۸۵ء
 سے رفیق ہند کا اجراء ہوا جو ہفتہ وار ۸ ورق اوسط پر

طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا پہلے طویلے شاہ نواز
میں قائم تھا پھر چوہہ مفتی محمد باقر میں منتقل ہو گیا۔

مطبع محمدی

محله سادھواں، مالک ڈاکٹر محمد امین الدین، پرنٹر
فقیر عبداللہ مہتمم عبدالعزیز احمد جامی اجرائے جولائی
۱۸۸۴ء آزاد لائبریری میں ۱۳۰۲ھ ۱۳۰۳ھ اور ۱۳۰۹ھ
کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع نیو اسپیریل

۱۸۸۵ء مطبع شاخ آفتاب پنجاب مالک دیوان بوٹا سنگھ پریس مین راج کشتور اور عظیم اللہ
اجرائے ۶ مارچ ۱۸۸۵ء

۱۸۵۵ء مطبع ناظم الہند

محله لکڑ دیوی مالک سید ناظر حسین مہتمم منشی نور بخش کم جولائی
۱۸۵۵ء سے ہفتہ وار اخبار ناظم الہند ۶ ورق اوسط پر
طبع ہو کر شائع ہونا شروع ہوا، اجرائے ۱۸۸۵ء

مطبع غم خوار ہند

مالک پنڈت مہاراج کشن غم خوار مہتمم عظیم الدین پریس مین
شیخ محمد بخش۔ ہفتہ وار اخبار غم خوار ہند ۶ ورق اوسط پر
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجرائے، جنوری ۱۸۸۵ء

مطبع صدیقی

محله کشمیری بازار مہتمم شیخ محی الدین مولف اختر شاہنشاہی
نے سنہ اجراء ۱۸۸۷ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری
میں ۱۸۸۵ء ۱۸۸۷ء ۱۸۹۷ء ۱۲۹۷ء ۱۳۰۲ء ہجری اور
۱۳۰۵ء ہجری کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۶ء مطبع جعفری

محله موچی دروازہ مالک جواد علی شاہ اجرائے یکم جون ۱۸۸۶ء
اجرائے دسمبر ۱۸۸۶ء

مطبع تاج ہند

مجاریہ خالصہ دھرم کیٹی اجرائے ۱۸۸۶ء

مطبع خالصہ

مالک حافظ محمد الدین مہتمم منشی فضل الدین۔ آزاد لائبریری

مطبع مصطفائی

۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء کی بھی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مہتمم منشی عبدالعزیز

محلہ دروازہ شیراں والہ حویلی مہاراجہ کپور تھلہ، مالک
فضل الدین اجرائے جون ۱۸۸۶ء۔ آزاد لاہری میں
۱۸۸۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

اجرائے ۱۰ جنوری ۱۸۸۷ء

اجرائے ۱۰ فروری ۱۸۸۷ء

اجرائے جولائی ۱۸۸۷ء آزاد لاہری میں ۱۳۰۸ھ
مطابق ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۶ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۷ء

آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
کوچہ اچاریان مہتمم پنڈت ہرگوبال اخبار راوی
۴ ورق خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجرائے

اپریل ۱۸۸۷ء

آزاد لاہری میں ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۴ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۳۰۳ ہجری مطابق ۱۸۹۶ء کی
بھی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مطبع خادم لتعلیم
مطبع صحافی

۱۸۸۷ء مطبع شہاب

مطبع شہاب شاقب
مطبع فخر الدین

مطبع فائدہ عام

مطبع انڈین

مطبع مارنگ اسٹار

۱۸۸۸ء مطبع مجتہائی

مطبع کالی رام

۱۸۸۹ء مطبع اسلامی

۱۸۹۰ء مطبع گلشن ہند

۱۸۹۲ء مطبع بے نظیر

۱۸۹۳ء مطبع رحمانی

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔	۱۸۹۴	مطبع عثمانیہ
مارچ ۱۸۹۵ء میں ایک ہفتہ وار اخبار جاری ہوا۔	۱۸۹۵	مطبع ہفتہ وار
آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔	۱۸۹۶	مطبع مقبول عام
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۸ء اور ۱۸۹۹ء کی مطبوعات	۱۸۹۷	مطبع حمیدیہ
محفوظ ہیں۔	۱۸۹۸	مطبع رفاہ عام

۱۹۰۰

مطبع یونی ورسٹل

مطبع ہندوستانی برقی

مطبع کشمیری

مطابع لدھیانہ :

۱۸۳۵

مطبع لدھیانہ مشن

پادری جان نیوٹن نے ۱۸۳۵ء میں لکڑی کا ایک پریس قائم کیا تھا۔ یہی پنجاب کا سب سے پہلا پریس تھا جو بعد میں لدھیانہ مشن پریس کے نام سے مشہور ہوا اس مطبع سے پنجاب کی تمام مروجہ زبانوں میں طباعت ہوتی تھی خصوصاً مسیحیت کی تبلیغ کے لئے مطبع کے قیام کے زمانے ہی سے اشاعت زیادہ تھی چنانچہ انجیل مقدس کے تراجم مختلف مروجہ زبانوں میں طبع کر کے شائع کئے گئے مثلاً اردو، فارسی، ہندی، پنجابی اور کشمیری وغیرہ نہایت کثیر الاشاعت مطبع تھا ۱۸۴۴ء کے ہردوار کے میلے میں مسیحیت کی تبلیغ کے سلسلے میں اسی مطبع کے رسائل اور کتابیں پچیس ہزار کی تعداد میں عوام میں تقسیم کئے گئے

لیکن ۱۸۴۵ء میں مطبع مع مطبوعات نذر آتش ہو گیا۔ صرف لکڑی کا پریس اور اردو ٹائپ کے کچھ آلات شعلوں کی لپک سے محفوظ رہ سکے۔ بیچارے ہندوستانیوں نے اپنی فیاضی اور دریادلی سے نہ صرف بیس ہزار روپے کا وہ نقصان جو آگ کی وجہ سے ہوا تھا پورا کیا بلکہ مزید سرمایہ بھی جمع ہو گیا جس کی وجہ سے کتابوں کی طباعت میں غیر معمولی مدد ملی چنانچہ آئندہ تین سال میں ۶۸۰۰۰ کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں مزید برآں انگریزی، پنجابی اور ہندی کے ٹائپ بھی خرید لئے گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مشن کے کام کے علاوہ پریس نے پبلک کی خدمت میں بھی پیش قدمی کی اور عوام الناس کی دلداری اور دل آسائی کا بھرپور مظاہرہ کیا پنجابی زبان کی حیات اور فروغ کے لئے *Idiomatlic Sentences* اور ایک پنجابی ڈکشنری (۱۸۵۴) میں شائع کی۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مجاہدوں اور جاں نثاروں نے پریس کو بھی جھپوڑا اور سارا ساز و سامان جلا کر خاکستر کر دیا مثلاً پریس مشین، آلات طباعت، کاغذ نیز مطبوعہ کتابیں سب ایندھن کی طرح جل کر نیست و نابود ہو گئیں صرف دیونا سیاہ دیواریں آتش انتقام کی یادگار باقی رہ گئیں لیکن سفید درندوں نے غیر معمولی جرمانے اور تاوان سے اس کی بھرپور تلافی کی چنانچہ شہر کے علاوہ مضامین بھی اس کا نشانہ

بنے اور اصل نقصان سے زیادہ سرمایہ جمع ہو کر پھر سے پریس جاری ہو گیا اور اپنی اصلی حالت سے بھی زیادہ راہ ترقی پر گامزن ہو گیا۔

۱۸۶۵ء میں اسی پریس سے انجیل مقدس کا مکمل اردو ترجمہ طبع کر کے شائع کیا گیا اور ۱۸۶۸ء میں مسح تورات مقدس (عہد نامہ جدید و عتیق) شائع کی گئی۔
۱۸۷۳ء میں پادری ای۔ ایم ڈھیری نے اسی مطبع سے ایک نیم مذہبی اخبار ”نور افشاں“ کے نام سے جاری کیا۔
۱۸۸۲ء میں ڈاکٹر نیوٹن نے سندھی، پنجابی، فارسی، کشمیری، اردو، ہندی کے علاوہ دیگر بولیوں اور زبانوں کی کل مطبوعہ کتابوں کے صفحات کا اندازہ کیا تھا جو اس مطبع سے شائع ہوئی تھیں تو صفحات کی تعداد ۲۶۷۰۰۰۰۰ تھی۔

۱۸۹۰ء میں پریس ایک مقامی عیسائی مسٹر واطلی کو دے دیا گیا موصوف نے اپنے ذاتی مصارف سے مطبع کو کافی ترقی اور وسعت دی اور اسٹیم پریس کا اضافہ کیا جس کی وجہ سے عیسائیت کی اشاعت و ترویج میں زبردست مدد ملی۔

مطبع مذکور سے جنوری ۱۸۳۶ء میں ایک فارسی اخبار بنام ”لدھیانہ اخبار“ بھی جاری کیا گیا تھا۔
اخبار مذکور کے ۱۸۳۸ء تا ۱۸۴۰ء جبستہ شمارے محفوظ ہیں ان میں پہلا شمارہ ۲۹ ستمبر ۱۸۳۶ء کا چھپا ہوا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اخبار یکم جنوری ۱۸۳۶ء

کو جاری کیا گیا تھا پہلے یہ اخبار ٹائپ میں طبع ہوتا تھا مگر
۳۱ مئی ۱۸۴۰ء سے لیتھو میں چھپنے لگا چنانچہ بعد کے سبھی
شمارے لیتھو میں طبع کر کے شائع کئے گئے۔

مولف اختر شاہنشاہی نے مطبع کا اجراء یکم مارچ
۱۸۴۳ء درج کیا ہے اور مالک کا نام پادری ای۔ ایم۔
دھیری لکھا ہے، صحت محل نظر ہے کیونکہ مذکورہ بالا
تفصیلات پادری ای۔ ایم۔ دھیری کے بیان سے ماخوذ
ہیں جو گورنمنٹ گزٹیر کی زینت بنا ہوا ہے۔

آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
مالک محمد حسین، اولاً ۸ جولائی ۱۸۵۱ء کے اخبار کوہ نور
میں اس کا تذکرہ ملتا ہے ثانیاً ۱۲ جولائی ۱۸۵۱ء کے
شمارے میں اشتہار اجراء کی روشنی میں خبر درج کی گئی
اور اسی نام کے ایک اخبار کا بھی تذکرہ کیا گیا سرکاری
رپورٹ میں ہے :

۱۸۴۷ء مطبع دھرم سہایک
۱۸۵۱ء مطبع نور علی نور

”یہ مطبع اسی سال (۱۸۵۱ء) قائم ہوا ہے اور
حسب ذیل کتابیں طبع کی ہیں :

- ۱۔ سی پارہ عم ۳۰۰
- ۲۔ ہفت ضابطہ فارسی خطوط نویسی ۳۵۰
- ۳۔ نجات المومنین (پنجابی) ۲۰۰
- ۴۔ دستور الصبیان ۴۰۰
- ۵۔ مثنوی ناصر علی زیر طبع
- ۶۔ لیلاوتی حساب و پیائش کی کتاب ۳۵۰

۱۸۵۲ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ اپنے اجراء کے پانچ ماہ کے بعد اخبار بند ہو گیا لیکن گورنمنٹ گزٹ کے بیان کے مطابق مطبع نور علی نور حقانی پریس میں تبدیل ہو گیا ۱۹۰۴ء میں برسر کار تھا اور اس کے مالک نور محمد نامی کوئی بزرگ تھے۔

۱۸۶۰ مطبع مجمع البحرین

اجرائے ۱۸۶۰ء بقول گارساں دتاشی اس کے مہتمم اصغر حسین تھے لیکن بعد کی مطبوعات پرسید مصطفیٰ حسین کا نام ملتا ہے۔ آزاد لاہری میں ۱۸۶۱ء ۱۲۷۹ھ مطابق ۱۸۶۲ء اور ۱۲۸۱ ہجری مطابق ۱۸۶۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۳ مطبع امریکن

آزاد لاہری میں ۱۸۷۳ء ۱۲۸۳ھ اور ۱۸۹۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۳ مطبع گیان

مالک منشی کنھیا لال الکھ دھاری اجرائے ۱۸۷۳ء مطبع سول اینڈ ملٹری نیوز گورنمنٹ گزٹ میں اس کا سنہ اجراء ۱۸۹۲ء نقل کیا گیا ہے۔ اور مالک کا نام خواجہ غلام محی الدین درج کیا گیا ہے۔ گورکھی، ہندی اور اردو میں کتابیں چھپتی تھیں جو فوجیوں کی تعلیم کے کام آتی تھیں اسی نام کا ایک اخبار بھی شائع ہوتا تھا آزاد لاہری میں ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۱ مطبع نظامی

آزاد لاہری میں سنہ ۱۳۰۶ھ کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۳ مطبع انڈین آرمی

آزاد لاہری میں ۱۳۱۰ ہجری مطابق ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۹ء مطبع ہست آپکاری گزٹیر کے بیان کے مطابق ۱۸۹۹ء میں جاری کیا گیا صرف اردو میں طباعت ہوتی تھی۔

مطبع زنکاری لیتھو طباعت کا مطبع تھا جو اردو ہندی دونوں طباعت کا کام کرتا تھا۔

۱۹۰۰ء میں ایک اخبار بنام ”خادم تجار“ بھی جاری ہوا۔
مطبع قیصر ہند
مطبع احمدی
سنہ مذکور بند ہو گیا۔

مطابع لکھنیم پور:

۱۸۸۸ء مطبع ہندی پر بھا گورنمنٹ گزٹیر کے مطابق ۱۸۸۸ء میں جاری کیا گیا۔

مطابع لکھنؤ:

اگرچہ اٹھارہویں صدی کے اوائل میں فارسی رسم الخط کے ٹائپ کے ذریعہ طباعت کا کام شروع ہو چکا تھا اور ۱۸۰۱ء میں کم از کم چار فارسی رسم الخط کے ٹائپ کلکتہ میں موجود تھے جن میں گلستان سعدی اور طوطا کہانی وغیرہ کتابیں طبع ہو چکی تھیں مگر شمان ہندوستان میں ۱۸۱۹ء سے قبل کوئی مطبوعہ کتاب دریافت نہیں ہو سکی۔ نواب غازی الدین حیدر (۲۷-۱۸۱۳ء) کے عہد میں ایک ٹائپ کا مطبع قائم کیا گیا تھا جس کا نام مطبع سلطانی تھا۔ اس مطبع کے اجراء کی تاریخ کے سلسلے میں سب مورخین اور محققین خاموش ہیں حکیم محمود خاں ماہر کا بیان ہے:

نواب غازی الدین حیدر (۲۷-۱۸۱۳ء) نے لکھنؤ میں اعلیٰ پیمانے

پر مطبع جاری کیا جس کا منجر ارسل نامی یورپین (شاگرد جان گل کرٹ)

تھا۔ اس مطبع میں بڑے اہتمام سے مہتم قلم جیسی نادر کتابیں ٹائپ

میں طبع ہوئیں لیکن حسن پرستوں نے ٹائپ کو ناپسند کیا اور یہ

حروف کسی طرح نظر فریب نہ ہوئے۔ اس بنا پر شاہی مطبع ترقی نہ کر سکا یہ مولانا عبدالحکیم شرر لکھنؤی مرحوم کا بیان ہے کہ :

لکھنؤ میں بعہد غازی الدین حیدر ۱۲۴۳ محمدی تا ۱۲۵۶ محمدی مطابق ۱۸۱۴ء تا ۱۸۲۴ء ارسل نامی ایک یورورپین نے آکے لوگوں کو مطبع کا خیال دلایا اور جب اہل علم مشتاق ہوئے تو اس نے پہلا مطبع لکھنؤ میں کھولا ۔ اس نے پریں اور سارا سامان یہیں تیار کرا کے چھاپنا شروع کیا اور زاد المعاد ہفت قلم اور تاج اللغات (جو بہت سی جلدوں میں تھی) چھاپ کے پبلک کے سامنے پیش کی یہ

اس سلسلے میں رام بابو سکینہ کا بیان بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ موصوف کا بیان ہے کہ :

(غازی الدین حیدر کے عہد میں لکھنؤ میں بہت صرف اور تکلف کے ساتھ ایک مطبع ٹائپ کا کھولا گیا تھا جس میں سب سے پہلے ہفت قلم جمہی تھی۔ دوسری کتابیں جو اس مطبع سے نکلیں یہ ہیں مناقب حیدریہ بزبان عربی ۱۸۱۹ء محمد حیدری فارسی ۱۸۲۲ء یہ دونوں کتابیں غازی الدین حیدر کی تعریف میں ہیں گلدستہ محبت جس میں نواب گورنر جنرل لارڈ ہسٹنگز اور غازی الدین حیدر کی ملاقات کا حال فارسی میں ہے۔ پنج سورہ بخط طغرا، تاج اللغات جو ایک عربی کی لغت فارسی میں ہے۔

محمد عتیق صدیقی نے بھی ”ہندوستانی اخبار نویسی“ میں سکینہ کی تقلید میں یہی بیان نقل کیا ہے اور سب سے پہلی مطبوعہ کتاب بجائے ہفت قلم کے ہفت اقلیم بیان کی ہے جو یقیناً غلط ہے۔ مطبع مذکور سے سب سے پہلی کتاب جواب تک دستیاب ہو سکی ہے ”المناقب حیدریہ“ ہے۔ یہ کتاب شیخ احمد بن محمد بن علی الانصاری الیمینی الشروانی کی تصنیف ہے جو نواب غازی الدین حیدر کی تعریف میں عربی زبان میں

لکھی گئی ہے اس کا سن طباعت ۲۷ رزیع الاول ۱۲۳۵ھ مطابق ۱۸۱۹ء درج کیا گیا ہے۔

مناقب حیدریہ مطبع سلطانی لکھنؤ سے ۱۸۱۹ء میں ٹائپ میں طبع کی گئی تھی، لیکن ہفت قلم مطبوعہ مطبع سلطانی کا جو پہلا نسخہ اب تک دستیاب ہو سکا ہے اس کا سن طباعت ۱۲۳۷ھ ہے۔ اسی نسخہ کی نقل بعد کو مطبع نول کشور سے بھی طبع کرا کے شائع کی گئی تھی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہفت قلم سے قبل مناقب حیدریہ شائع ہو چکی تھی۔ ۱۲۳۸ھ میں اسی مطبع سے فوائد حیدریہ بھی طبع کر کے شائع کی گئی تھی۔

مطبع سلطانی (بعہد غازی الدین حیدر) کے اجراء کے بعد ۱۸۳۱ء سے قبل کوئی دوسرا مطبع لکھنؤ میں جاری نہیں ہو سکا تھا لیکن کچھ محققین کا بیان ہے کہ مطبع سلطانی کی تقلید میں حاجی حرمین شریفین نے لکھنؤ میں ایک مطبع قائم کیا محمود خاں ماہر کا بیان ہے :
شاہی مطبع کی تقلید میں تجارتی مطابع قائم ہونا شروع ہوئے حاجی حرمین شریفین اور حاجی مصطفیٰ نے الگ الگ مطبع قائم کئے۔ (تحقیقات ماہر ص ۱۳۲)
مولانا عبد کلیم شرر نے حسب ذیل الفاظ میں اس امر کا تذکرہ کیا ہے۔

اس سے (ارسل) سیکھ کر اور لوگوں نے بھی مطبع جاری کرنا شروع کئے، جن میں سب سے پہلا مطبع غالباً حاجی حرمین شریفین کا تھا انھیں دنوں مصطفیٰ خاں شیشہ آلات کے ایک دولت مند تاجر کچھ چھاپنے کے لئے حاجی حرمین کے پاس لے گئے اور حاجی صاحب کی زبان سے کوئی ایسا سخت کلمہ نکل گیا کہ مصطفیٰ خاں نے گھر آ کے خود اپنا مصطفائی مطبع جاری کر دیا۔ جسے غیر معمولی فروغ حاصل ہوا۔ (گزشتہ لکھنؤ ص ۲۲۱)

لیکن یہ بیانات صحیح نہیں ہیں۔ ان دونوں مطابع میں سے کوئی بھی مطبع نواب نصیر الدین حیدر کے مطبع سلطانی سے قبل وجود میں نہیں آیا تھا۔ بلکہ ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کے بیان کے مطابق ۱۸۳۰ء میں مطبع سلطانی (بعہد نصیر الدین حیدر) قائم ہو چکا تھا۔

۱۸۳۰ء میں ایک انگریز مسٹر آرچر جنھوں نے ایک لیتھو چھاپہ خانہ کانپور میں کھولا تھا۔ نصیر الدین حیدر کے حکم سے لکھنؤ آئے اور یہاں بھی ایک مطبع

جاری کیا۔ اور ایک مشہور کتاب جو اس زمانے میں لکھنؤ میں چھپی وہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ تھی جس کو لارڈ بروہم نے سائنس کے فوائد و اعمال پر تصنیف کیا تھا۔ اس کا ترجمہ سید کمال الدین حیدر معروف بہ محمد حسینی لکھنوی نے اسکول بک سوسائٹی کلکتہ کی فرمائش سے کیا تھا۔ اور مطبع سلطانی میں ۱۸۴۳ء میں چھپا تھا۔^۱

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کے بیان سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ مسٹر آرچر نے ۱۸۳۰ء میں اپنا مطبع کانپور میں جاری کیا تھا یا لکھنؤ میں، البتہ حاجن قادری نے صراحتاً دعویٰ کیا ہے کہ: ”لیتھو کاسنگی مطبع سب سے پہلے ۱۸۳۰ء میں مسٹر آرچر نے کانپور میں جاری کیا نواب نصیر الدین حیدر نے مسٹر آرچر کو کانپور سے بلا کر لکھنؤ میں سنگی مطبع قائم کیا جس میں سب سے پہلی کتاب شرح الفیہ چھپی^۲۔“

ڈاکٹر سکسینہ کے بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ:

”سب سے پہلی کتاب جو لیتھو میں لکھنؤ میں چھپی شرح الفیہ تھی۔“

لیکن اس کے علی الرغم اول الذکر بیان میں ہے کہ:

”اور ایک مشہور کتاب جو اس زمانے میں لکھنؤ میں چھپی وہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ تھی جس کو لارڈ بروہم نے سائنس کے فوائد و اعمال پر تصنیف کیا تھا۔۔۔۔۔۔ اور مطبع سلطانی میں ۱۸۴۳ء میں چھپا تھا۔“

نواب نصیر الدین نے ۱۸۲۷ء میں سریر آرائے سلطنت ہو کر ۱۸۳۷ء تک حکومت کی اور مذکورہ کتاب ۱۸۴۳ء میں طبع ہو کر شائع ہوئی ایسی حالت میں یہ دعویٰ کہ ”اور ایک مشہور کتاب جو اس زمانے میں لکھنؤ میں چھپی وہ ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ تھی“ محلِ نظر ہے۔

۱۔ تاریخ ادب اردو حصہ ۴ ص ۳۶

۲۔ داستانِ تاریخ اردو ص ۸۲ حاشیہ

۳۔ تاریخ ادب اردو حصہ ۴ ص ۳۶

ہندوستان میں لیتھو کی طباعت کا اولین نمونہ گلستان سعدی مطبوعہ کلاکتہ (۱۸۲۸ء) مالک رام کے ذاتی کتب خانے میں محفوظ ہے اس کے بعد شرح الفیہ کا تذکرہ کیا گیا ہے لیکن غالب گمان ہے کہ موخر الذکر کتاب دونوں حضرات کی نظر سے نہیں گزری۔

شرح الفیہ کا جو مطبوعہ نسخہ آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں محفوظ ہے، ہماری رہنمائی کا واحد لیکن بہترین ذریعہ ہے۔ یہی وہ نسخہ ہے جو پہلی بار نواب نصیر الدین حیدر کے قائم کردہ مطبع سلطانی (لیتھو) میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ کتاب مذکور کے صفحہ اول کی عبارت سے چند سطور ملاحظہ کیجئے :

”هذا شرح الفیة الموسوم بالبحجة الموضیة للشیخ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی ممل طبعه للیلین بقیتان من شهر ذی القعد سنہ سبع و اربعین و مائتین و الف من الهجرة النبویہ علی صاحبها افضل الصلوٰۃ و التحیہ فی مطبع السلطان الاعظم..... السلطان ابو النصر قطب الدین سلیمان جاکا سلطان

عادل نوشیروان زمان نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی“

مندرجہ بالا عبارت کا سرسری مطالعہ بھی اس حقیقت کا شاہد ہے کہ شرح الفیہ ذی قعدہ ۱۲۴۷ھ میں طبع ہوئی تھی یکم ذی قعدہ کو جب سنہ عیسوی سے تطبیق دی جاتی ہے تو ۱۵ اپریل ۱۸۳۱ء برآمد ہوتے ہیں جس کے متعلق بین طور پر یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۵ اپریل ۱۸۳۱ء سے قبل سوائے شرح الفیہ کے مطبع سلطانی (بہمد نصیر الدین حیدر) سے کوئی اور کتاب طبع نہیں ہوئی تھی۔ کتاب ہذا میں نسخ اور تعلیق دونوں قسم کی طباعت کے نمونے موجود ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ کتاب مذکور ابتداء لیتھو کی چھپائی کا نادر و غریب نمونہ ہے۔ مسٹر آرچر کی لکھنؤ میں آمد، مطبع کا قیام، شرح الفیہ کی کتابت اور طباعت کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ مطبع سلطانی ۱۸۳۰ء کے ادھر یا ۱۸۳۱ء کے اوائل میں جاری کیا گیا تھا۔

لکھنؤ میں ۱۸۳۹ء میں مطبع سلطانی کے علاوہ کم از کم دو مطابع اور موجود تھے۔ ایک مطبع محمدی (مطبع حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین) اور دوسرا مطبع مصطفائی (مطبع مصطفیٰ خاں پسر روشن خاں)۔ مولانا عبد الحلیم شرر لکھنؤی کے بیان کے مطابق مطبع حاجی حرمین شریفین مطبع مصطفائی سے قبل وجود میں آچکا تھا۔ اگرچہ شرر مرحوم نے مطبع ہذا کی اولیت کو غالباً کے لفظ سے مشکوک کر دیا ہے لیکن مطبع مصطفائی کے مقابلے میں اس کی اولیت پر خصوصیت سے زور دیا ہے اور اس سلسلے میں محمود خاں ماہر بھی شرر مرحوم کے ہمنوا نظر آتے ہیں۔

مطبع محمدی کے سنہ اجراء کا تعین موجودہ حالات میں دشوار ہے البتہ "مالا بدمنہ" (مطبوعہ، مطبع مصطفائی لکھنؤ) کے مطالعہ سے مطبع مصطفائی کے قیام و اجراء پر بخوبی روشنی پڑتی ہے :

”نسخہ مختصر معتبرہ در عقائد سنہ و فقہ حنفیہ سہمی بہ مالا بدمنہ کہ برائے طالبان امتثال احکام الہی و اتباع سنن رسول الہی با وجہ تجارت حجم قدریست دانی، و بیانی است شافی و از بس مقبولیت در شہر ہائے مغربیہ مثل دہلی و پانی پت وغیرہ در ہر خانہ و خانقاہ و مسجد و مدرسہ یافتہ می شود لیکن در بلاد مشرقیہ از لکھنؤ تا کلکتہ کمیاب است و اکثر مردمان بیش از بیش مشتاق آں بودند اکنی کہ در مختصرات فقہیہ فارسیہ کتابہ بایں دجازت و متانت و احاطہ مسائل ضروریہ کم مسموع شدہ بناء علیہ شان و الا شان الفائق علی الاقران مصطفیٰ خاں خلف محمد روشن خاں سلمہا الرحمن کہ در بیت السلطنت لکھنؤ زیر اکبری دروازہ بجلہ محمود نگر بنیاد مطبع مصطفائی نہادہ اند و رونقی تازہ بر روئے این صنعت علیا دادہ این رسالہ نادرہ را بجز مطبع در آورند کہ پیروان شریعت مصطفوی و متبعان سنت نبوی بتعلم حقائق یقینی و تذکر مسائل دینی سعادت فوز و فلاح حاصل کنند..... بانی مطبع مصطفائی و خاکسار امیدوار رحمت قادر

قوی سعد الدین حیدر علوی ولد مفتی عبد الحکیم کہ مہتمم تصحیح این مطبع عالی است
نخط خادم مشاقان خط خفی و جلی سید رحم علی عفی اللہ القوی بتاریخ بست و نہم

رجب المرجب ۱۲۵۵ ہجری نبوی:

”رونی تازہ“ سے اس حقیقت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے کہ مطبع ہذا ۱۲۵۵ھ میں جاری کیا گیا تھا۔ ۲۹ رجب ۱۲۵۵ھ کو جب سنہ عیسوی سے تطبیق دی جاتی ہے تو ۸ اکتوبر ۱۸۳۹ء برآمد ہوتے ہیں۔ راقم الحروف کا خیال ہے کہ مطبع مصطفائی ۱۸۳۹ء میں قائم اور جاری کیا گیا تھا۔

جیسا کہ مولانا شرر مرحوم اور محمود خاں ماہرنے وثوق کے ساتھ اس امر کی تصدیق کی ہے کہ مطبع محمدی مطبع مصطفائی سے قبل وجود میں آچکا تھا تو موجودہ حالات میں یہ بات بھی نہایت وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ مطبع محمدی ۱۸۳۹ء میں یقیناً موجود تھا مطبع محمدی اور مطبع مصطفائی کی اردو، فارسی اور عربی کی ان گنت کتابیں راقم الحروف کی نظر سے گزری ہیں۔ بالخصوص علی گڑھ مسلم یونیورسٹی لائبریری (آزاد لائبریری) کی اردو، فارسی اور عربی کی ایک ایک کتاب کو نہایت احتیاط سے پرکھا ہے مگر دونوں مطابع کھ کوئی بھی کتاب ۱۸۳۹ء سے قبل کی چھپی ہوئی نظر سے نہیں گزری۔ مولف اختر شاہنشاہی نے بھی اس سلسلے میں خاموشی سے کام لیا ہے اور ۱۸۴۰ء تا ۱۸۵۷ء لکھنؤ کے حسب ذیل مطابع کا ذکر کیا ہے :-

محلہ یحییٰ گنج متصل مسجد مولانا حسن علی محدث مالک

۱۸۴۰ مطبع جلالی

میر جلال الدین اجرائے ۱۸۴۰ء

محلہ کٹرہ محمد علی خاں مالک علی بخش خاں اجرائے ۱۸۴۱ء

۱۸۴۱ مطبع علوی

مالک شیخ الہی بخش اجرائے ۱۸۴۳ء

۱۸۴۳ افضل المطابع

محلہ محمود نگر متصل اکبری دروازہ کاتب سید محمد جعفر

۱۸۴۴ مطبع میر حسن

برادر سید مرزا علی خاں جواہر رقم مالک سید میر حسن۔

اجرائے ۱۸۴۴ء

- ۱۸۴۵ مطبع محمدی محلہ رانی کٹرہ بمقام تکیہ شاہ نصیح مالک محمد بخش خاں اجرائے ۱۸۴۵ء
- مطبع مولائی محلہ بازار ٹکیٹ رائے مالک منشی نظام الدین علی خاں، کاتب اشرف علی اجرائے ۱۸۴۵ء
- ۱۸۴۶ مطبع حسینی متصل ڈیوڑھی آغا میر مالک فیاض حسین خاں مہتمم شیخ قادر بخش اجرائے ۱۸۴۶ء
- مطبع خیالی مالک منشی خیالی رام اجرائے ۳ جنوری ۱۸۴۶ء
- مطبع سنگین مہتمم منشی حفیظ اللہ اجرائے ۱۸۴۶ء
- مطبع سید میر حسن مصنف مثنوی سحر البیان مہتمم مولوی ہادی علی اجرائے ۱۸۴۶ء
- ۱۸۴۶ مطبع محمدی محلہ جھوائی ٹولہ مالک عبداللہ بن حاجی ولی محمد اجرائے ۱۸۴۶ء
- مطبع محمدی واحمدی امام بارگاہ آغا باقر مرحوم مالک عطاء الدولہ فاخر الدین خاں بہادر مہتمم شیخ امراؤ علی اجرائے ۱۸۴۶ء
- مطبع مرتضوی بحکم کپتان مقبول الدولہ متصل چاہ سرخ مالک شیخ نصیر الدین مہتمم شیخ عطا حسین اجرائے ۱۸۴۹ء
- مطبع مہدی مالک سید محمد مہدی بن حاجی ولی محمد اجرائے ۱۸۴۹ء
- ۱۸۵۰ افضل المطابع محمدی محلہ زیر اکبری دروازہ مالک عبد الرزاق مہتمم محمد اسماعیل اجرائے ۱۸۵۰ء
- مطبع فیض مالک کپتان مقبول الدولہ بہادر مہتمم خواجہ رحیمہ الدین اجرائے جنوری ۱۸۵۱ء
- مطبع مصطفائی محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ مجاریہ مصطفیٰ خاں مرحوم عبد الواحد خاں پرنٹر عبد الواحد خاں کاتب محمد حسین اجرائے ۱۸۵۱ء

۱۸۵۲ مطبع نظامی

محلہ دوکاناں زیر سبزی منڈی متصل کو توالی چبوترہ ،
 بحکم مقبول الدولہ مرزا مہدی علی خاں بہادر ثابت
 قبول جنگ مہتمم خواجہ محمد امین کاتب مولوی شیخ رعایت
 اکبر مضطر سہارنپوری اجرائے ۱۸۵۲ء
 محلہ فرنگی محل مالک مولوی یعقوب انصاری اجرائے

۱۸۵۴ محمدی

۱۸۵۴ء

مندرجہ بالا فہرست کے تمام ناموں کو امداد صابری نے اخبار قرار دیا ہے دیگر محققین مثلاً قاضی عبدالغفار مرحوم اور محمد عتیق صدیقی وغیرہ ان تمام ناموں کو مطبع تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ راقم الحروف نے اردو، فارسی اور عربی کی تقریباً ایک لاکھ کتابوں کی مدد سے ہندوستانی مطابع کی ایک طویل فہرست (۱۸۳۰ء تا ۱۹۰۰ء) مرتب کی ہے۔ اس کی روشنی میں حسب ذیل ناموں کے متعلق نہایت وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مطابع کے نام ہیں لیکن اس سلسلے میں یہ بات یاد رکھنا نہایت ضروری ہے کہ مطابع کے ناموں کے ساتھ جو سنین درج کئے گئے ہیں وہ مطابع کے سنین اجراء نہیں بلکہ ان مطابع کی کتابوں کے سنین طباعت ہیں۔ طوالت کے خوف سے کتابوں کے نام درج نہیں کئے گئے ہیں کیونکہ ایک ہی مطبع کی مطبوعات کی تعداد دس دس پندرہ پندرہ تک پہنچتی ہے مگر اہمیت کے پیش نظر کہیں کہیں کتابوں کے نام بھی درج کئے جائیں گے۔

۱۸۳۹ مطبع مصطفائی

زیر اکبری دروازہ محلہ محمود نگر مالک مصطفیٰ خاں، خلف

محمد روشن خاں مہتمم تصحیح سعد الدین حیدر علوی، کاتب

سید رحم علی اجرائے ۱۸۳۹ء

متصل رانی کٹرہ درکیہ شاہ نصیح مالک محمد بخش خاں۔

۱۸۴۲ مطبع محمدی

متصل اکبری دروازہ محلہ محمود نگر مالک میر حسن رضوی،

۱۸۴۳ مطبع حسنی

کاتب شیوالال، اکبر علی خاں مصحح مقبول احمد۔ یہ مطبع

میر حسن پریس اور مطبع میر حسن رضوی کے نام سے بھی مشہور تھا۔

محلہ جھوئی ٹولہ اندرون امام بارہ بادشاہ محل مالک حاجی مطبع محمدیہ ۱۸۴۴

ولی محمد مہتمم عبداللہ بن حاجی ولی محمد۔ یہ مطبع مطبع حاجی ولی محمد یا مطبع محمدی کے نام سے بھی مشہور تھا۔

متصل مسجد ڈیوڑھی آغا میر مالک نیاض حسین خاں مہتمم مطبع حسینی شیخ قادر بخش۔

چوک قدیم در سرائے بانس والی متصل مسجد تحسین علی خاں مالک مہتمم علی بخش خاں ولد پیر محمد خاں۔ مطبع علوی ۱۸۴۶

متصل چاہ سرخ مالک شیخ نصیر الدین مہتمم شیخ عطا حسین۔ مطبع مرتضوی

مالک منشی نظام الدین علی خاں۔ مطبع مولائی ۱۸۴۹

محلہ دوکاناں متصل کوتوالی مہتمم خواجہ محمد امین مطبع نظامی ۱۸۵۳

مالک مہتمم حفیظ اللہ مطبع سنگین ۱۸۵۶

محلہ فرنگی محل مالک مہتمم مولوی محمد یعقوب انصاری، مطبع محمدی

یہاں سے اخبار طلسم کھنڈ شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۵۶ء

مطبع حسین بخش علوی برہان قاطع مطبوعہ ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء

مؤلف اختر شاہنشاہی نے مطبع مصطفائی، محمدی، میر حسن پریس، محمدیہ، حسینی اور

مرتضوی کے سنین اجراء علی الترتیب ۱۸۵۱ء، ۱۸۵۵ء، ۱۸۴۴ء، ۱۸۴۶ء، ۱۸۴۶ء اور

۱۸۴۹ء درج کئے ہیں، جو یقیناً صحیح نہیں ہیں لیکن اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل

کتابوں کے سنین طباعت کا مطالعہ از بس مفید اور ضروری ہے۔

مطبع مصطفائی مالا بدرمہ ۱۸۳۹

مالک محمد بخش خاں مطبع محمدی شرح گلشن کشتی ۱۸۴۲

مالک سید میر حسن رضوی مطبع حسینی شرح ائۃ عامل منظوم ۱۸۴۳

مالک حاجی ولی محمد مطبع محمدی نصاب صبا ۱۸۴۴

مالک شیخ نصیر الدین مطبع مرتضوی ۱۸۴۶

مؤلف اختر شاہنشاہی نے لکھنؤ میں غدر سے قبل انیس مطابع کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان میں سے مطبع سید میر حسن "مصنف مثنوی سحر البیان" کا وجود مشکوک ہے۔ مطبع ہذا کے مہتمم مولوی ہادی علی بھی اس زمانے میں مطبع محمدی (مطبع حاجی حرمین شریفین) سے منسلک نظر آتے ہیں باقی ناموں کے متعلق نہایت وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ اخبارات کے نام نہیں بلکہ مطابع کے نام ہیں۔ مزید وضاحت کے لئے اس دور کے لکھنؤ کے اخبارات کا مطالعہ ناگزیر ہے۔ ۱۸۵۷ء سے قبل لکھنؤ میں جن اخبارات کا وجود ملتا ہے، ان کے نام حسب ذیل ہیں :

لکھنؤ اخبار	مہتمم لال جی
اخبار طلسم لکھنؤ	مالک و مہتمم مولوی محمد یعقوب انصاری فرنگی محلی
اخبار سحر سامری	مالک پنڈت بیج ناتھ مہتمم رکھسیر زائن عیاش
اخبار اعجاز	مالک و مہتمم بینی پرشاد
مخزن الاخبار	مالک و مہتمم عبداللہ
اشرف الاخبار	مالک و مہتمم سید واجد علی بلگرامی
معدن الاخبار	
عیار الاخبار	مالک و مہتمم سید آفتاب علی

یہ سبھی نام مذکورہ مطابع کے ناموں سے بین طور پر مختلف ہیں اس لئے انہیں دیدہ و دانستہ اخبار قرار دینا یقیناً صحیح نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ حقیقت کس قدر دلچسپ ہے کہ مولوی محمد یعقوب انصاری کے اخبار کا نام طلسم لکھنؤ اور مطبع کا نام مطبع محمدی تھا اس کی تصدیق نہ صرف مطبوعہ کتابوں سے ہوتی ہے بلکہ اخبار طلسم لکھنؤ کے سرورق کے اشتہار سے بھی ہوتی ہے :

اس اخبار کی طبع کا ہر جعبہ کو دستور ہے اور خبر کی تصحیح کا التزام تام ضرور ہے۔
مدح و ذم کا انداز نہیں رکھا ہاں سچ لکھنے سے قلم کو باز نہیں رکھا ہر قیمت
ماہواری ہے یہ ششماہی سے سالانہ پیشگی ہے جو لوگ بعد سال تمام غنائی

فرمائیں عہدِ محنت فرمائیں۔ اگر مطبع محمدی میں خاکسار محمد یعقوب کے پاس
 زر مرقوم آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ ہر روز معہود صحیفہ اخبار خدمت میں بھیجا
 جائے گا۔

اسی طرح اخبار سحر سامری بھی مطبع بیج نا تھ پینڈت میں طبع ہوتا تھا۔ اور انھیں پر کیا موتوں
 ہے ۱۸۵۷ء سے قبل لکھنؤ میں اور بھی مطابع موجود تھے جن کا مؤلف اختر شاہنشاہی
 نے کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ اور ان کے نام نہ صرف اخبارات کے ناموں سے مختلف ہیں
 بلکہ مطابع کے ناموں سے بین طور پر مماثلت بھی رکھتے ہیں:

۱۸۴۰ء مطبع محمدی مالک حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین، اسے مطبع

حاجی حرمین شریفین یا مطبع محمدیہ یا مطبع حاجی محمد حسین

بھی کہتے ہیں شرر مرحوم کے بیان کے مطابق یہ مطبع،

مطبع مصطفائی سے قبل جاری ہو چکا تھا لیکن ہمارے

پاس اس کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے۔ مطبع ہذا کی بہت

سی کتابیں راقم الحروف کی نظر سے گزری ہیں لیکن ان

میں کوئی کتاب بھی ۱۸۴۰ء سے قبل کی چھپی ہوئی نہیں

ہے۔ اور ۱۸۴۰ء میں بھی صرف حدائق النجوم مصنفہ

رتن سنگھ زخمی ملتی ہے۔ باقی کتابیں دوسرے سین کی ہیں۔

در رکاب گنج جدید مالک سید محمد الزماں صفوی بن سید

حیدر زماں صفوی مہتمم تقی الزماں صفوی۔

۱۸۴۲ء مطبع حیدری

رسالہ در علم قوانی

مطبع رضائی

خلاصۃ الصرف از حکیم اصغر حسین

مطبع حسنی

واقع کٹرہ محمد علی خاں مہتمم مہر بخش خاں ولد پیر محمد خاں۔

۱۸۴۵ء مطبع خدائی

مطبع گلشن محمدی

مالک و مہتمم حکیم مرزا محمد جعفر خاں۔

۱۸۴۸ء مطبع جعفریہ

- ۱۸۴۵ مطبع مسیحائی مالک مسیح الزماں ولد مولوی نور محمد محلہ بگم گنج متصل باغ قاضی۔
- ۱۸۴۹ مطبع عبدالرحمن مالک و مہتمم عبدالرحمن برادر مصطفیٰ خاں ولد محمد روشن خاں۔
- ۱۸۵۰ مطبع سلطان المطابع مہتمم سید عباس کاتب سید علی نقی نقوی
- ۱۸۵۴ مطبع حسنی مالک و مہتمم محمد حسن
- مطبع مرتضوی حسب الحکم کپتان مقبول الدولہ مرزا مہدی علی خاں بہادر
- مالک و مہتمم شیخ نثار علی درکلاں کوٹھی، یہ مطبع شیخ نثار علی کے نام سے بھی مشہور تھا۔

- ۱۸۵۶ مطبع بیج ناٹھ پنڈت مالک پنڈت بیج ناٹھ مہتمم رکھیر نرائن عیاش
- ۱۸۵۷ مطبع حسین بخش علوی مالک و مہتمم حسین بخش علوی
- مؤلف اختر شاہنشاہی نے لکھنؤ میں غدر سے قبل صرف ایک اخبار کا تذکرہ کیا ہے، اعجاز۔ یہ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوا اجراءے جنوری ۱۸۵۷ء

اس بیان سے نہ صرف اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ مؤلف اختر شاہنشاہی نے اخبار اور مطبع کے ناموں میں امتیاز برتا ہے بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موصوف لکھنؤ میں غدر سے قبل صرف ایک اخبار سے واقف ہیں۔

مندرجہ بالا مطابع کے علاوہ چند مطابع کے متعلق اخبار سحر سامری لکھنؤ سے معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ یہ سبھی مطابع غدر ۱۸۵۷ء سے قبل لکھنؤ میں طباعت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔

- ۱۸۵۶ مطبع مخزن الاخبار لکھنؤ معالی کی سرائے مالک و مہتمم عبداللہ
- ۱۸۵۷ مطبع اخبار اعجاز محلہ نواز گنج مالک بینی پرشاد مہتمم لالہ درگا پرشاد
- مطبع اشرف الاخبار محلہ اسماعیل گنج مہتمم سید واجید علی بلگرامی

حیرت ہے کہ مؤلف اختر شاہنشاہی نے مطبع محمدی (مطبع حاجی حرمین شریفین) کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔ یہ مطبع بقول مولانا عبد کلیم شرر مرحوم مطبع مصطفائی سے قبل وجود میں آچکا تھا۔ اس کے علاوہ محققین نے اس کے نام کے بارے میں بھی احتیاط نہیں

برقی۔ قریب قریب سبھی نے مطبع حاجی حرمین شریفین لکھا ہے۔ جبکہ اس کا اصل نام مطبع محمدی یا مطبع حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین ہے۔ یہ مطبع تاریخ طباعت میں کئی لحاظ سے اہم ہے۔ غالباً مولوی محمد حسین کی پہلی شخصیت ہے کہ جس نے لکھنؤ میں مطبع سلطانی کی تقلید میں سب سے پہلے لیتھو کا مطبع قائم کر کے عوام کو طباعت کی طرف متوجہ کیا۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ طباعت کے معیار کو حتی الوسع بلند کرنے کی کوشش کی اور بہت جلد مطبع سلطانی کے مقابلہ میں امتیاز حاصل کر لیا۔ موصوف نے لکھنؤ کے بہترین کاتب اپنے مطبع سے منسلک کر کے نہ صرف ان کی رو بہ تنزل حالت کو سنبھالا بلکہ طباعت کو بھی معراج کمال پر پہنچا دیا۔ مطبع ہذا کی مقبولیت کے متعلق شرر مرحوم کا بیان ہے :

میرے والد کے حقیقی چچا مولوی احمد صاحب کو سفر اور تجارت کا بڑا شوق تھا۔ اور اس زمانے میں جبکہ لوگ گھر سے باہر قدم نکالتے ڈرتے تھے انھوں نے حاجی حرمین شریفین کے ایجنٹ کی حیثیت سے رتھوں اور بیل گاڑیوں پر سوار ہو کر اور ہزاروں کتابوں کے ساتھ لے کر لکھنؤ سے راولپنڈی تک سفر کیا تھا۔ ان کا بیان تھا کہ کتابیں ان دنوں عنقا تھیں۔ یہاں کی مطبوعہ کتابوں کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں کھل جاتی تھیں اور پروانہ وار گرتے تھے۔ لوگوں کے شوق کا یہ عالم تھا کہ ہم جس شہر یا گاؤں میں پہنچتے ہم سے پہلے ہماری خبر پہنچ چکتی اور ہمارا داخلہ عجیب و غریب شان سے ہوتا ادھر ہم کسی بستی میں پہنچے ادھر خلقت نے گھیر لیا۔ بھیڑ لگ جاتی تھی اور ہم جس کتاب کو جس قیمت پر دیتے لوگ بے عذر کے آنکھوں سے لگاتے۔ ہم کریم، مامقماں وغیرہ کو فی جلد ۶ یا ۸ کے حساب سے اور گلستاں بوستاں کو فی جلد تین روپیہ یا چار روپیہ کے نرخ سے بیچتے اور اس پر یہ حال تھا کہ ہم مانگ کو پورا نہ کر سکتے تھے۔ ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچتے پہنچتے

کتابوں کا ذخیرہ ختم ہو جاتا اور نئے مال کے انتظار میں مہینوں ٹھہر جانا پڑتا۔ اُن دنوں مال کا پہونچنا دشوار تھا مگر ہم نے ایسا انتظام کر لیا تھا کہ برابر مال لکھنؤ سے آتا رہتا۔

مطبع محمدی کی اصل مقبولیت کا راز یہ تھا کہ مولوی ہادی علی اشک مرحوم مطبع ہذا سے منسلک تھے۔ اس دور میں قلمی کتابیں بہت گراں تھیں عوام اپنے افلاس اور تنگ دستی کے باعث قلمی کتابیں نہیں خرید سکتے تھے۔ دوسرے اچھے کتابوں کی لکھی ہوئی کتابیں تو ان سے بھی زیادہ گراں ہوتی تھیں۔ مولوی محمد حسین نے لکھنؤ کے بہترین کتابوں کی خدمات حاصل کیں اور اس دور کے مستند عالموں سے کتابوں پر حاشیہ لکھنے اور تصحیح کا کام لیا۔ مطبع محمدی کی بیشتر کتابیں مولوی ہادی علی کے قلم و بصیرت کی مرہونِ منت ہیں۔ مولانا شرر مرحوم نے مولوی ہادی علی کا حسب ذیل الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

حافظ ابراہیم کے ممتاز شاگردوں میں پہلے تو ان کے فرزند حافظ سعید الدین تھے ان کے علاوہ منشی نظیر حمید۔ منشی عبد المجید جو سرکار شاہی میں احکام شاہی اور پرچہ و پیام لکھنے پر مامور تھے۔ مگر حافظ ابراہیم کے دو شاگردوں نے بہت اک فروغ پایا۔ جو اپنے زمانے میں سارے لکھنؤ کے استاد قرار پا گئے تھے۔ ایک تو منشی منسا رام کشمیری پنڈت جو اپنے فن کے بہت بڑے کامل تھے اور دوسرے ہادی علی جو تعلق کے علاوہ نسخ اور طغرائیسی میں بھی لکھنویس اپنا مثل نہ رکھتے تھے۔

مولوی ہادی علی اور مطبع محمدی کے تعلق کے بارے میں حسب ذیل کتابوں کا مطالعہ ضروری ہے:

۱۸۴۵ شرح مائتہ عامل منظوم از مولانا عبدالرسول، حاشیہ و تصحیح از مولوی ہادی علی اشک

مطبع محمدی، محمد حسین

چار شربت از مرزا محمد حسن قتیل تصحیح مولوی ہادی علی اشک مطبع محمدی، محمد حسین
حریری ابو الحسن علی حمید الدین تصحیح و حاشیہ مولوی ہادی علی اشک مطبع محمدی، محمد حسین ۱۸۴۶

طوالت کے خوف سے مزید تشریح کی گنجائش نہیں ہے ورنہ ایسی کتابوں کی تعداد کافی ہے جو مولوی اشک مرحوم کے قلم کی مرہونِ منت ہیں۔ مولوی صاحب مرحوم جس زمانے میں مطبع محمدی سے منسلک تھے اس زمانے میں دوسرے مطابع میں چھپ رہے تھے :
حضرات تصحیح اور تحشیہ کی خدمات انجام دے رہے تھے :

- ۱۸۴۳ شرح مائتہ عامل منظوم مطبع میر حسن رضوی مصحح مقبول احمد کاتب شیوالا حاشیہ قدرا اللہ
۱۸۴۱ شجرۃ الامانی مطبع مصطفائی مصحح عبدالغنی بنارسی کاتب محمد علی
۱۸۴۰ رسالہ سرور المحزون " مصحح سعد الدین حیدر علوی
۱۸۳۹ مالا بدمنہ " " " " کاتب رحم علی
۱۸۵۴ میزان الطب مطبع علوی مصحح مولوی معشوق علی
القول المحيط " " " "

۱۸۴۹ء میں لکھنؤ کے مطابع شاہی حکم کے تحت بند کر دیئے گئے تھے۔ جرم کیا تھا اس کا تذکرہ صاحب خبر نے درج نہیں کیا۔ ۲۴ ستمبر ۱۸۴۹ء کے اسعد الاخبار آگرہ سے چند سطریں درج ذیل ہیں :

ہفتہ گزشتہ میں مسموعاً لکھا گیا تھا کہ بادشاہ کے حکم سے جمیع چھاپے خانوں کے کام بند ہو گئے اس ہفتہ میں ایک خط سے اس بات کی صداقت ہوئی اور معلوم ہوا کہ سب چھاپے خانے والے لکھنؤ میں رہنے سے بیزار اور دل برداشتہ ہیں اور چاہتے ہیں کہ لکھنؤ سے کانپور جا رہیں۔ لیکن خوف یہ ہے کہ مبادا جاتے وقت علاقہ لکھنؤ کے راہ دار اور گزر بان بادشاہی حکم کے بہانے سے آلات مطبع چھین لیں۔ سو اب تدبیر میں ہیں کہ رزیڈنٹ بہادر کا توسل پیدا کر کے وہاں سے نکلیں تاکہ کانپور تک صحیح سلامت پہنچیں۔

۱۹ نومبر ۱۸۴۹ء کے اسعد الاخبار میں حسب ذیل بیان قابل ذکر ہے جس میں مطبع محمد حین کا خصوصیت سے تذکرہ کیا گیا ہے :

پہلے یہ سماعی خبر مشہور ہوئی تھی کہ مکھنؤ کے جو چھاپے خانے بند تھے پھر جاری ہو گئے اب اخبار باغ و بہار بنارس سے معلوم ہوا کہ وہ خبر غلط تھی۔ ہنوز ویسے ہی بند ہیں۔ غرہ ذی حجۃ کو خلعت داروعلی مطبع سلطانی کا شیخ مہذب علی کو ہوا اور چھاپہ خانہ حاجی حرمین کا بند ہو گیا۔ داروغہ جدید نے سب چھاپے خانے والوں کو بلا کے اسی وقت حکم دیا کہ سب کے سب یا تو آکر سلطانی مکان میں چھاپیں یا چمکا دیں کہ تمام عمر اس شہر میں پھر کبھی نہ چھاپیں گے۔

آخر حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین نے مجبور ہو کر رختِ سفر باندھا اور کانپور جا پہنچے اور کانپور میں اپنے مطبع محمدی کی بنیاد رکھی۔ حسب ذیل کتابوں کے مطالعہ سے اس حقیقت پر بخوبی روشنی پڑتی ہے :

۱۸۵۰ مفتاح الصلوٰۃ مطبع حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین در مقام شہر کانپور بمکان سیتارام صفار محلہ چیر محال، مصحح و کاتب مولوی ہادی علی۔

۱۸۵۱ مثنوی مہر و ماہ مطبع حاجی حرمین شریفین مولوی محمد حسین در مقام سرور شہر کانپور بمقام سیتارام صفار محلہ چیر محال سر بازار۔ حاجی حرمین شریفین کے علاوہ مطبع مصطفائی، مطبع عبدالرحمن اور مطبع مسیحائی کے مالکوں نے بھی کانپور میں اپنے اپنے مطابع قائم کر لئے تھے۔ حسب ذیل کتابوں کے مطالعہ سے اس کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے :

۱۸۵۱ خیر الکلام فی مسائل الصیام مطبع مسیحائی مالک مولوی مسیح الزماں ولد مولوی نور محمد در شہر سرور کانپور محلہ پٹکا پور متصل فیل خانہ کیمپ۔

۱۸۵۲ دیوان مخفی مطبع مسیحائی مہتمم مسیح الزماں کانپور متصل فیل خانہ۔
۱۸۴۹ گلستان مسرت مطبع مصطفائی، مالک مصطفیٰ خاں پسر روشن خاں در شہر کانپور محلہ پٹکا پور۔

مطبع مصطفائی مالک مصطفیٰ خاں در شہر کانپور محلہ پٹکا پور
مطبع مصطفائی، مہتمم عبد الرحمن شاہک پسر حاجی محمد روشن
مرحوم تربیت یافتہ و دست گرفتہ از معتمد محمد مصطفیٰ خاں
مغفور در مطبع مصطفائی واقع کانپور کسوت انطباع
در قبول کشید

۱۸۵۳ مولود شریف

۱۸۵۵ لب باب

شاہی حکم سے لکھنؤ کے مطابع کچھ عرصہ تک بند رہے آخر کار مجبور ہو کر اہل مطابع
نے تسلیم خم کر دیا۔ اور اپنے اپنے مطابع سرکاری مکان میں منتقل کر لئے اور یہ مطابع
انتزاع سلطنت لکھنؤ تک وہیں طباعت کا کام انجام دیتے رہے۔ چند کتابوں
پر اس زمانے کی شاہی مہریں موجود ہیں۔ جن کا مطالعہ یقیناً مفید ہوگا۔

حسب احکم مہر ذیل مطبع کثیر المنافع المسمیٰ بسلطان المطابع
واقع کلاں کوٹھی در بیت السلطنت لکھنؤ، محمد مصطفیٰ
خاں طبع نمود۔

۱۸۵۱ چہار باب

حسب احکم مہر ذیل مطبع کثیر المنافع المسمیٰ بسلطان المطابع
باہتمام کپتان مقبول الدولہ مرزا محمد مہدی علی خاں بہادر
قبول در کلاں کوٹھی بکارخانہ حاجی ولی محمد (مطبع محمدی)
طبع شد۔

۱۸۵۲ رسالہ لامیہ

حسب احکم مہر ذیل مطبع کثیر المنافع المسمیٰ بسلطان المطابع
باہتمام کپتان مقبول الدولہ مرزا محمد مہدی علی خاں بہادر
قبول در کلاں کوٹھی بہ کارخانہ حاجی ولی محمد۔

۱۸۵۵ شرح بر وقائع احمدیہ

حسب احکم مہر ذیل مطبع کثیر المنافع المسمیٰ بسلطان
المطابع باہتمام کپتان مقبول الدولہ مرزا محمد مہدی علی
خاں بہادر قبول "در کلاں کوٹھی بکارخانہ حاجی ولی محمد۔

۱۸۴۹ حاشیہ عبد البنی

"حسب احکم مہر ذیل تا مرزا محمد مہدی علی خاں بہادر قبول

۱۸۵۴ مالا بدمنہ

درکلاں کوٹھی در مطبع علوی علی بخش خاں رونق انطباع یافت

۱۸۵۴ رسالہ کشف المستور عن وجه السور حسب الحکم مہر ذیل "تا مرزا محمد مہدی علی خاں بہادر قبول" درکلاں کوٹھی بمطبع علیہ مرتضوی باہتمام شیخ نثار علی طبع شد۔

۱۸۴۹ء سے قبل لکھنؤ میں مطبع محمد حسین (مطبع محمدی) سب سے فائق تھا۔ اس

مطبع میں بہترین کاتب، متحررصحیح اور حاشیہ نگار موجود تھے مگر شاہی احکامات نے سارے کارخانے کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ مولوی صاحب موصوف جیسا کہ گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے لکھنؤ کو خیر باد کہہ کر کانپور پہنچ گئے تھے، وہاں ان کے مطبع نے وہ فروغ حاصل نہیں کیا جو لکھنؤ میں موجود تھا۔ اس عرصہ میں مطبع مصطفائی کے مالک محمد مصطفیٰ خاں نے اپنے مطبع کو خوب فروغ دیا۔ اگرچہ مصطفیٰ خاں نے بھی اپنا مطبع کانپور میں منتقل کر لیا تھا مگر حالات نے مساعدت نہ کی اور مجبوراً شاہی احکامات کی تعمیل کر کے شاہی مکان میں اپنا کاروبار از سر نو شروع کر دیا۔ مطبع محمدی جواب کا پور منتقل ہو چکا تھا رو بہ تنزل تھا۔ مولوی ہادی علی بھی زیادہ عرصہ تک کانپور مقیم نہ رہ سکے اور لکھنؤ واپس آ گئے۔ کتابوں کی مانگ دن بہ دن شدت اختیار کر رہی تھی مصطفیٰ خاں نے اس کے پیش نظر اپنے مطبع میں تصحیح، حاشیہ اور کتابت کا نہایت معقول بندوبست کیا اور حق یہ ہے کہ شاہی کے اخیر میں مطبع مصطفائی ہندوستان میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ مولانا شرر مرحوم نے بھی اس حقیقت کا بین طور پر تذکرہ کیا ہے :

شاہی کے آخری دور میں مطبع مصطفائی اپنی چھپائی کے لحاظ سے دنیا میں جواب نہ رکھتا تھا۔

شرر مرحوم کا بیان کسی مبالغہ کا حامل نہیں ہے۔ مطبع مصطفائی کی مطبوعات اس کی شاہد ہیں، اور حق یہ ہے کہ فن طباعت لکھنؤ میں جس مقام پر پہنچا آج اس کا جواب آسان نہیں ہے۔ اس زمانے میں مطبع نظامی کانپور، مطبع نامی کانپور اور مطبع فتح اکرم

بہی کی کتابیں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں، لیکن یہ سب مطابع لکھنؤ کے ارباب فن کے مرہونِ منت ہیں۔ مطبعِ نظامی کا پور مولوی عبد الرحمن خاں شاکر برادر مصطفیٰ خاں مالک مطبعِ مصطفائی لکھنؤ کا مطبع تھا وہ خود کو تربیت کردہ و دست گرفتہ ان معظّم لکھتے تھے۔ مطبعِ نامی کان پور کا کاتب بانک رام گوہر لکھنوی تھا۔ مطبعِ فتح الکریم بہی کی کتابوں کا مطالعہ اس حقیقت کا شاہد ہے کہ اس کے یہاں لکھنؤ کے کاتب خدمات انجام دیتے تھے۔ لکھنؤ کے باہر خواہ بہی ہو یا کانپور فنِ طباعت نے لیتھو میں جو ترقی کی وہ لکھنؤ کی مرہونِ منت ہے۔ اور لکھنؤ نے اس فن کو جس معراجِ کمال پر پہنچایا وہ دوسروں کے لئے آسان بھی نہیں تھا۔ مولانا مشرر مرحوم نے اس حقیقت کا حسبِ ذیل الفاظ میں تذکرہ کیا ہے :

ابتداءً طبع کا کام یہاں تاجرانہ اصول پر نہیں بلکہ شوقینی کی شان سے جاری ہوا۔ عمدہ سے عمدہ ارولی کاغذ لگایا جاتا جو پتھر کے چھاپے کے لئے نہایت موزوں تھا۔ بڑے بڑے خوش نویسوں کو مجبور کر کے اور بڑی بڑی تحوا ہیں دے کر ان سے کتابت کا کام لیا جاتا۔ اور بغیر اس کے کہ کارگزاری کی کچھ بھی شرط ہو یا اس کا ذرا بھی خیال کیا جاتا ہو کہ وہ دن میں بھی کتنا لکھتے ہیں یا لکھتے بھی ہیں یا نہیں ان کی خاطر داشت کی جاتی اس طرح پریس مینوں سے بھی نہ پوچھا جاتا کہ دن بھر میں کتنے کاغذ چھاپے روشنائی کے لئے کڑوے تیل کے ہزاروں چراغ روشن کر کے اول درجے کا کاجل تیار کیا جاتا۔ کھٹائی کے عوض لیموں کاغذی صرت ہوتے اور کپڑے کی جگہ اصلی سفنج کام میں لایا جاتا غرض ہر چیز اول درجے کی کام میں لائی جاتی۔ اس اہتمام کا نتیجہ یہ تھا کہ شاہی کے زمانے میں فارسی و عربی کی درسی کتابیں جیسی لکھنؤ میں چھپ کر تیار ہوئیں اہل بصیرت کے نزدیک کہیں نہ چھپ سکی ہوں گی۔

گذشتہ صفحات میں لکھنؤ کے مطابع کی جو مختصر تاریخ پیش کی گئی ہے اس سے

لکھنؤ میں فن طباعت کی وسعت و ترقی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس دور میں لکھنؤ میں فن طباعت نفاست و صحت کے لحاظ سے اعلیٰ مدارج طے کر چکا تھا مگر ۱۸۵۷ء کی شورش نے طباعت و اشاعت کی تمام ترقیوں کو اچانک روک دیا اور کتابوں کی طباعت کچھ عرصہ کے لئے قطعاً ختم ہو گئی شورش کا اثر لکھنؤ میں کچھ کم نہیں تھا۔ گارساں دتاسی نے بھی اس موضوع پر خصوصیت سے روشنی ڈالی ہے:

حضرات! ہندوستان کی اصل حالت سے آپ نے کافی طور پر یہ اندازہ لگایا ہو گا کہ فی الحال مجھے کوئی ادبی واقعہ یا مستند تصنیف ایسی دستیاب نہیں ہوئی جس کا میں آپ سے ذکر کرتا۔ اس بغاوت نے ادبی ترقی کو روک دیا جو چند سال سے ہندوستان میں نمایاں تھی۔ گنگا کی شعر و ادب کی دیویاں گزشتہ دو سال سے عالم سکوت میں ہیں بہر حال مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ ادبی تحریک جو لڑائی کی وجہ سے معطل تھی اب پھر جنبش میں آچلی ہے۔

۱۸۵۸ء مطبع نول کشور (یا مطبع اودھ اخبار) مالک منشی نول کشور، موصوف ۲۱ ستمبر ۱۸۵۷ء

تک یقیناً اخبار کوہ نور لاہور سے منسلک تھے۔ جنگ آزادی کے دوران کہاں قیام رہا پردہ خفا میں ہے البتہ ۱۸۵۸ء کے وسط میں کرنل ایبٹ کی تحریک پر لکھنؤ پہنچے اور ۲۳ نومبر ۱۸۵۸ء کو مطبع نول کشور کے نام سے اپنا ذاتی مطبع قائم کیا اور جنوری ۱۸۵۹ء سے ہفتہ وار اودھ اخبار بھی جاری کیا۔

اگرچہ ۱۸۶۵ء تک بعض کتابوں پر بحیثیت مہتمم منشی نول کشور ہی کا نام نامی نظر آتا ہے لیکن جنوری ۱۸۶۲ء سے منشی شیو پرشاد و سہی منیجر و مہتمم تھے اور منشی نول کشور کی وفات تک بحسن و خوبی خدمات

انجام دیتے رہے، چنانچہ یکم جنوری ۱۸۹۲ء کے اودھ اخبار میں منشی نول کسور کا بیان ہے :

”منشی شیو پرشاد مینجر مطبع۔ یہ شخص خاندانی باتویر

ہے لیاقت اور سنجیدہ شعاری میں بے نظیر ہے اس سے

پہلے محوری اودھ اخبار پر مقرر تھے لیکن اپنی جبلتی

لیاقت اور کارگزاری سے مطبع کی خدمت مسترگ پر

ترقی کی امید ہے کہ آئندہ اپنی نیک روش اور حسن کارروائی

سے خاطر خواہ مطبع کے کام میں مدد دیں گے۔“

اس مطبع میں اپنے عہد کے منتخب خطاط، مصوّر

اور نقاش ملازم تھے۔ کاتبوں میں حسب ذیل افراد

قابل ذکر ہیں۔

مولوی ہادی علی اشک، مولوی اشرف علی اشرف

منشی شمس الدین اعجاز رستم، منشی شیو پرشاد وہبی،

منشی کالکا پرشاد موجد، منشی گو بند پرشاد فضا، لالہ

جانبی پرشاد کایستھ، منشی گنگا بشن، کیدار ناتھ، منشی

بنسی لال، لالہ پیارے لال، کلیان لالہ راج بہادر،

عنایت حسین، پیمان سکھ، مولوی حامد علی اور

مولوی ابوالقاسم وغیرہ۔

اگرچہ مذکورہ بالا سبھی حضرات منتخب اور برگزیدہ

تھے مگر ان میں مولوی ہادی علی اشک، منشی شمس الدین

اعجاز رستم اور مولوی حامد علی اپنے عہد کے بے بدل

خطاط سمجھے جاتے تھے۔ مولوی ہادی اشک خط نسخ

اور طغرا نویسی میں یکتائے روزگار تھے اور منشی

شمس الدین اعجاز رقم نستعلیق میں لاجواب سمجھے جاتے تھے یہی دو استاد تھے جن کے تلامذہ ملک کے گوشے گوشے میں پھیلے ہوئے تھے اشک مرحوم کے بعد مولوی حامد علی خط نسخ کے ماہر تصور کئے جاتے تھے ان کے تحریر کردہ قرآن پاک اب تک شہرت رکھتے ہیں۔
منشی نول کشور نے مطبع کے قیام، اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک سپرمل اور دوسرا ڈھلانی کا کارخانہ بھی قائم کیا۔ قدیم علوم بالخصوص علوم اسلامیہ کی طباعت و اشاعت پر خاص توجہ دی اور نایاب قلمی کتابیں موتیوں کے مول خرید کر زیور طبع سے آراستہ کر کے محفوظ کر گئے۔^{۱۱}

اصل مخطوطات کی طباعت کے علاوہ مختلف علوم و فنون کی اہم کتابوں کے تراجم پر زرخیز صرف کیا اور مطبع سے متعلق باقاعدہ دارالترجمہ قائم کیا، جس میں لائق مترجمین کی ایک جماعت مستقل مشرور کار تھی اس کے علاوہ بیرون لکھنؤ کے علماء و فضلاء سے بھی ترجمہ و تحشیہ کے سلسلے میں استفادہ کیا اور اپنی حیات میں جملہ علوم و فنون کی ہزاروں کتابیں طبع کرا کے شائع کیں بالخصوص اپنی وفات سے قبل قرآن پاک کی دس لاکھ جلدیں ہدیہ کیں۔

منشی نول کشور کی وفات کے وقت مطبع نول کشور ایشیا کا سب سے بڑا طباعت کا مرکز تھا۔ موصوف کے لے پاک منشی پراگ نرائن بھارگو نے حتی المقدور

اس کے معیار اور وقار کو قائم رکھا مگر بعد کو خاندانی تقسیم
میں مطبع دو حصوں میں منقسم ہو گیا ایک راجہ رام کمار پریس
اور دوسرا تیج کمار پریس، اگرچہ دونوں زندہ ہیں " مگر
وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی۔"

۱۸۶۰ مطبع آصفی

محلہ نواز گنج، علاقہ تھانہ دولت گنج مالک بینی پرشاد
اجرائے ۱۸۶۰ء آزاد لائبریری میں ۱۳۱۵ھ مطابق
۱۸۹۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع اودھ گزٹ

گولہ گنج مالک جلیب صاحب، مہتمم لالہ گنگا پرشاد
پرنٹری شیخ داوڑ بخش کاتب عطا حسین اجرائے ۱۸۶۰ء
حضرت گنج اجرائے ۱۸۶۰ء

۱۸۶۰ نیٹیو کر سچین پریس

محلہ وزیر گنج مقام فراش خانہ مالک سید عابد علی اثنا
عشری مہتمم سید تقی رضوی اجرائے ۱۸۶۰ء

مطبع حسنی اثنا عشری

حضرت گنج اجرائے ۱۸۶۱ء

۱۸۶۱ کر سچین آرفن پریس

محلہ فرنگی محل مالک سید محمد مخدوم مہتمم مظفر حسین،
اجرائے ۱۸۶۱ء

مطبع نجم العلوم

مالک دولت رام اجرائے ۱۸۶۱ء

مطبع اودھ پرکاش

واقع قیصر باغ مالک ماسٹر بلینی صاحب مہتمم محمد باقر
اجرائے ۱۸۶۱ء

مطبع بلینی

محلہ نخاس مالک خواجہ محمد عیسیٰ مہتمم خواجہ محمد اجرائے ۱۸۶۱ء
محلہ تالاب گنگی مہتمم بابو رکھنار نجن مکر جی، ایک ہفتہ وار
اردو اخبار "ہندوستانی" ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر

مطبع عیسوی

مطبع ہندوستانی

ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۶۱ء

محلہ جھوئی ٹولہ مالک سید اسد اللہ لوح نویس وزیر علی

۱۸۶۲ مطبع اسدی

اجرائے ۱۸۶۲ء آزاد لائبریری میں ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۷۰ء
۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء اور ۱۲۸۹ھ مطابق ۱۸۷۲ء کی
مطبوعات محفوظ ہیں۔

محلہ یحییٰ گنج پرنٹرنشی پیارے لال۔ اختر الدولہ نے سنہ
اجراء ۱۸۶۰ء درج کیا ہے حالانکہ انجن ۱۸۶۲ء میں
قائم ہوئی اور مطبع قیام کے بعد ہی وجود میں آیا، اسی
نام کا ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۸ ورق اوسط پر
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع انجن ہند

آزاد لائبریری میں ۱۲۷۸ھ مطابق ۱۸۶۲ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع مشرق المطابع

حضرت گنج مہتمم پنڈت چند وسہارے ممبر سائنٹی فک
سوسائٹی علی گڑھ۔

مطبع چرچ مشن

مالک منشی ناصر علی اجرائے ۱۸۶۳ء

مطبع ناصری

محلہ تالاب لگنی مالک شیخ محمد عباس کاتب عبد العلی

مطبع عزیز عالم

اجرائے ۱۸۶۲ء

گولہ گنج مالک و مہتمم اصغر علی نسیم دہلوی نقاش
قمر الدین کاتب پیارے لال کافیہ (عربی) ۱۲۸۰ھ
مطابق ۱۸۶۳ء مملوکہ آزاد لائبریری اختر الدولہ نے
سن اجراء یکم اگست ۱۸۷۱ء غلط درج کیا ہے۔

۱۸۶۳ء مطبع اصغری

ابتداً محلہ سرانے معالی خاں میں جاری ہوا لیکن
۱۸۶۷ء میں محلہ کشمیری میں منتقل ہو گیا مالک پنڈت
بہاری لال اجرائے ۱۸۶۲ء

۱۸۶۴ء مطبع گلزار ہند

مہتمم سید فدا حسین خاں آزاد لائبریری میں ۱۲۸۱ھ

۱۸۶۴ء مطبع نجم العلوم

۱۸۶۵ مطبع کارنامہ

مطابق ۱۸۶۴ء اور ۱۸۶۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔
 محلہ فرنگی محل مالک مولوی محمد یعقوب انصاری ۱۸۵۷ء
 کی جنگ آزادی سے قبل موصوف نے مطبع محمدی کے
 نام سے ایک مطبع قائم کیا اور اخبار طلسم لکھنؤ جاری
 کیا تھا، ۱۸۶۵ء میں مطبع کارنامہ کے نام سے
 دوبارہ مطبع قائم کیا اور اسی نام کا ایک ہفتہ وار اخبار
 ۸ ورق اوسط پر نکالنا شروع کیا آزاد لاہری میں
 ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۶ مطبع گلزار جدید

مطبع مرتضوی
 مطبع گلزار اودھ

محلہ احاطہ لال خاں مالک سید ادریس عرف ستھرے
 میاں مہتمم میاں سید جعفر حسین اجرائے ۱۸۶۶ء
 کٹرہ ابوتراب خاں اجرائے ۱۸۶۶ء
 محلہ حضرت گنج مالک خدابخش خاں بنارسی مہتمم محمد باقر،
 اختر الدولہ نے سنہ اجراء ۱۸۷۲ء درج کیا ہے حالانکہ
 آزاد لاہری میں ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء ۱۲۸۴ھ
 مطابق ۱۸۶۷ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع پڈت بھگوان دین آزاد لاہری میں ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۷ء کی مطبوعہ
 کتاب محفوظ ہے۔

مطبع مصطفائی

آزاد لاہری میں ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۸۶۶ء ۱۲۸۸ھ
 مطابق ۱۸۷۰ء ۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۷۱ء ۱۲۹۱ھ
 مطابق ۱۸۷۴ء ۱۸۹۲ء اور ۱۸۹۸ء کی مطبوعات
 محفوظ ہیں۔

آزاد لاہری میں ۱۲۷۴ھ مطابق ۱۸۶۷ء کی مطبوعہ کتاب
 محفوظ ہے۔

۱۸۶۷ مطبع صدیقی

محلہ دولت گنج مہتمم حاجی محمد عالم مصحح مولوی محمد صالح ،

مطبع حیدری

اجرائے ۱۸۶۷ء

مالک حسن خاں مہتمم بھگوان داس اجرائے ۱۸۶۷ء

مطبع حسنی

مالک محمد عظیم اجرائے ۱۸۶۷ء

مطبع گلزار ابراہیم

محلہ نظیر آباد مالک پنڈت دیبی پرشاد منجر کا لکا
پرشاد ، ایک ماہانہ اخبار ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر

مطبع گلشن کشمیر

۱۸۶۸

شائع ہوتا تھا اجرائے مارچ ۱۸۶۸ء

محلہ حضرت گنج مالک پادری مسمور صاحب اجرائے

مطبع امریکن مشن

۱۸۶۹

جنوری ۱۸۶۹ء

مطبع ثمر ہند

محلہ سر اے معالی خاں ، مالک پنڈت بیج ناتھ
مہتمم درگا پرشاد پریس مین رجن لال کاتب کنور
چندی سہائے اجرائے ۱۸۶۹ء۔ آزاد لائبریری
میں ۱۸۷۰ء اور ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔ پنڈت موصوف نے ۱۸۵۶ء میں پہلی بار
مطبع قائم کیا تھا اور اخبار سحر سامری کے نام سے
ایک ہفتہ وار اردو اخبار بھی جاری کیا تھا ۱۸۵۷ء
کے زلزلہ خیز حالات میں دونوں ہی جاری نہ رہ سکے
بالآخر سنہ مذکور میں دوبارہ مطبع جاری کیا مطبع ثمر ہند
اور مطبع بیج ناتھ دونوں ناموں سے کتابیں دستیاب ہیں۔
محلہ دوگانواں مالک منشی خداداد خاں مہتمم وزیر علی

مطبع خداداد

اجرائے ۱۸۶۹ء

محلہ سر اے معالی خاں ، مالک منشی راج بہادر

مطبع گنجینہ اودھ

اجرائے ۱۸۶۹ء

۱۸۴۰ مطبع بہار اودھ

محلہ سعادت گنج مہتمم احمد علی خاں کاتب پیارے لال
پریس مین مصاحب علی۔ آزاد لاہری میں ۱۳۱۰ھ
مطابق ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

سنٹرل پریزن پریس

درگاکھیرہ مہتمم جیلر صاحب، پرنٹر خواجہ محمد انور،
اجرائے ۱۸۴۰ء آزاد لاہری میں ۱۲۹۹ھ مطابق
۱۸۸۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ بعض کتابوں پر
مطبع محبس لکھنؤ بھی طبع ہے۔

مطبع سید ضامن حسین

آزاد لاہری میں ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۴۰ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع شجرہ ہند

آزاد لاہری میں ۱۲۸۴ھ مطابق ۱۸۴۰ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع آفتاب عالمی

محلہ بلیم گنج مالک لالہ دیب پرشاد مہتمم لالہ شمشہو ناٹھ،
اجرائے ۱۸۴۰ء

۱۸۴۱ مطبع گلشن محمدی

محلہ سعادت گنج مالک شیخ الہ بخش مہتمم مصاحب علی،
مصیح مرزا محمد عسکری کاتب پیارے لال۔ اختر الدولہ نے
اجراء ۱۸۴۳ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں
۱۲۸۸ھ مطابق ۱۸۴۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۴۲ مطبع اخبار

محلہ فرنگی محل مالک سید محمد علی اثنا عشری، ایک ہفتہ وار
اردو اخبار بھی ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
اجرائے یکم نومبر ۱۸۴۲ء

مطبع گلشن اودھ

محلہ سعادت گنج مالک احمد علی کاتب پیارے لال
مصیح شیخ رضا حسین اجرائے ۱۸۴۲ء

اجرائے ۱۸۴۲ء

مطبع کایستہ دھرم سبھا

مطبع مخبر صادق

محلہ گولہ گنج مکان داروغہ میر واجد علی مالک میر اصغر علی
ہفتہ وار اردو اخبار مخبر صادق ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۷۲ء

مطبع گلشن احمدی

مالک عبدالستار خاں اختر الدولہ نے سن اجراء ۱۸۸۰ء
درج کیلئے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۲۸۹ھ مطابق
۱۸۷۲ء اور ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

۱۸۷۳ مطبع شکوفہ گلزار اودھ

مالک لالہ سالک رام اجرائے ۱۸۷۳ء آزاد لاہری
میں ۱۲۹۰ھ مطابق ۱۸۷۳ء ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء
۱۸۹۰ء اور ۱۸۹۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع علی جان خاں
مطبع عزیزی

محلہ فاضل نگر مصحح خواجہ محمد اجرائے ۱۸۷۳ء
مالک شیخ محمد عزیز کاتب سید کلب حسین رضوی اجرائے
۱۸۷۳ء

۱۸۷۴ مطبع کنز العلوم

محلہ ہاٹمانالہ مالک سید سخاوت حسین اجرائے جنوری
۱۸۷۴ء

مطبع نامی

کٹرہ ابوتراب خاں مالک ابوالحسنات خواجہ قطب
الدین احمد قریشی قادری، اختر الدولہ نے سنہ اجراء
۱۸۸۳ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۴ء
کی مطبوعہ کتاب کے علاوہ ۱۸۹۲ء، ۱۸۹۴ء اور
۱۸۹۹ء کی بھی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع خزینۃ الدرر

محلہ پٹانالہ مالک سید محمد، اختر الدولہ نے سن اجراء
۱۸۸۴ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لاہری میں ۱۸۷۴ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع انوار محمدی

(یا مطبع تیغ بہادر) واقع امین آباد مالک حاجی منشی محمد تیغ
بہادر مہتمم مولوی فتح محمد تائب، ہفتہ وار اردو اخبار انوار
الاخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے جنوری ۱۸۷۴ء
آزاد لاہوری میں ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء ۱۲۹۹ھ مطابق
۱۸۸۲ء، ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء ۱۳۰۲ھ مطابق
۱۸۸۵ء ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء ۱۳۱۰ھ مطابق
۱۸۹۳ء ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۸۹۹ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

اودھ پریس

محلہ بھائی گنج مالک لالہ چندن لال مہتمم پیارے لال،
اجرائے ۱۸۷۴ء آزاد لاہوری میں ۱۲۹۳ھ مطابق
۱۸۷۶ء اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

مطبع گلزار محمدی

زیر اکبری دروازہ مالک خواجہ محمد وزیر مہتمم خواجہ فخر الدین
اجرائے ۱۸۷۴ء آزاد لاہوری میں ۱۲۹۵ھ مطابق
۱۸۷۸ء اور ۱۲۹۶ھ ۱۸۷۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔
آزاد لاہوری میں ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع بہارستان کشمیر

مطبع شاہ اودھ

آزاد لاہوری میں ۱۲۹۱ھ مطابق ۱۸۷۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع امین آباد ۱۸۷۵

مالک سید ضامن مہتمم سید حامد حسین کاتب سید مہدی
علی اجرائے جولائی ۱۸۷۵ء

مطبع مجمع العلوم

محلہ کٹرہ چوک حسین علی اخبار سترچ ہند ہفتہ وار اس
مطبع میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد لاہوری میں

۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء اور ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء کی
مطبوعات محفوظ ہیں۔

مالک نادر حسین خاں کاتب رام دیال پریس میں سید علی
مصیح مولوی وارث علی اختر الدولہ نے سن اجراء ۱۸۷۹ء
درج کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۹۲ھ مطابق
۱۸۷۵ء اور ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء کی مطبوعات
محفوظ ہیں۔

مطبع چشمہ فیض

مالک منشی پورن چند وفات کے بعد صاحبزادہ منشی رام
سہائے تمنائے عنان اختیار سنجھالی اجرائے ۱۸۷۶ء
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۶ء مطبع تمنائی

آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
مہتمم منشی خیراتی لال طاہر اجرائے ۱۸۷۶ء
آزاد لائبریری میں ۱۲۹۳ھ مطابق ۱۸۷۶ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع النور

مطبع خیر خواہ اودھ
مطبع مطلع انور

مالک منشی سجاد حسین پرنٹر محمد مرزا لکھنؤی اجرائے جنوری
۱۸۷۷ء اودھ پنچ اسی مطبع میں طبع ہو کر شائع ہوا تھا
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء اور ۱۸۹۰ء
۱۸۹۳ء اور ۱۸۹۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۷ء مطبع شام اودھ

مطبع بوستان العاشقین محلہ مولوی گنج قریب چک منڈی واقع جھانکڑ باغ،
مالک بابو مولراج مہتمم بابو چھوٹے لال، ہفتہ وار اردو اخبار
”بوستان العاشقین“ پہلے مطبع تمنائی میں طبع ہوا تھا
۷ دسمبر ۱۸۷۷ء میں اپنا ذاتی مطبع قائم کیا۔

مطبوعہ درگاہ پرشاد
 محلہ رستم نگر مہتمم محمد علی احقر، اختر الدولہ نے سن ۱۲۰۰ ہجری
 ۱۸۸۵ء درج کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۸۷۷ء کی
 مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبوعہ بحر العلوم
 متصل نیا گاؤں لکھنؤ مالک و مہتمم منشی غلام محمد خاں تپیش،
 اخبار مشیر قیصر ہند اسی مطبع میں چھپ کر اشاعت پاتا
 تھا اجرائے ۲۷ اگست ۱۸۷۷ء

مطبوعہ نور احمدی
 احاطہ نور بیگ خاں مالک امیر خاں مہتمم محمد علی اجرائے
 ۱۸۷۷ء

۱۸۷۸ء مطبوعہ ریاض محمدی
 مالک خواجہ محمد عاشق علی مہتمم حافظ علی کاتب شیخ وزیر علی
 انجم پریس مین امیر علی اجرائے ۱۸۷۸ء

مطبوعہ فیض محمدی
 زیر اکبری دروازہ مالک حاجی شیخ امانت علی مہتمم شیخ
 رضا علی کاتب باقر علی پریس مین امیر حسن اجرائے
 ۱۸۷۸ء

مطبوعہ حفیظی
 محلہ جھوئی ٹولہ مالک شیخ عبد الحفیظ مہتمم کفایت اللہ خاں
 کاتب باقر علی اجرائے ۱۸۷۸ء

۱۸۷۹ء مطبوعہ چراغ ہند
 محلہ مفتی گنج مالک مرزا عنایت حسین پریس مین سید محمد،
 اجرائے ۱۸۷۹ء

مطبوعہ فیاضی
 مالک شیخ فیاض علی اجرائے ۱۵ جنوری ۱۸۷۹ء

مطبوعہ محمودی
 مالک شیخ محمود علی اجرائے ۱۸۷۹ء

مطبوعہ مفتاح العلوم
 محلہ رستم نگر مالک سید ذاکر حسین پریس مین امیر علی،
 اجرائے ۱۸۷۹ء

نیر پریس
 آزاد لائبریری میں ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء کی مطبوعہ
 کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۰ مطبع اخبار ہند

مالک گوری شکر مہتمم اودھ بہاری، ایک ہفتہ دار اردو
اخبار ۸ ورق اوسط پر ہر دو شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا
تھا اجراءے ۱۸۸۰ء

مطبع اکبری

محلہ بنجاری ٹولہ مالک خواجہ اکبر شاہ اجراءے یکم جولائی
۱۸۸۰ء

مطبع مصطفوی

پل غلام حسین ڈاک خانہ چوک، مجاریہ منشی نوروز علی
خاں اجراءے ۱۸۸۰ء

مطبع شوکت جعفری

آزاد لائبریری میں ۱۲۹۷ھ مطابق ۱۸۸۰ء اور
۱۸۹۱ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۱ مطبع اعجاز محمدی

محلہ نواب گنج قریب دروازہ عیش باغ مالک حسین علی
خاں اجراءے جولائی ۱۸۸۱ء آزاد لائبریری میں ۱۸۸۳ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع قیصر المطابع

محلہ گھیاری منڈی مکان منشی مرلی دھرم مالک لالہ سری
کرشن چندر قیصر پریس مین کلن اجراءے ۸ اپریل
۱۸۸۱ء

مطبع تصویر عالم

آزاد لائبریری میں ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء اور ۱۳۰۹ھ
مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع دیدتہ احمدی

آزاد لائبریری میں ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء ۱۸۸۵ء
۱۸۸۶ء اور ۱۸۹۱ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع عالی

مطبع چراغ ہدایت

آزاد لائبریری میں ۱۸۸۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
محلہ فتح گنج مجاریہ مولوی محمد نعمان خاں وکیل بر مکان
عمر خاں تھانہ دار، اخترالدولہ نے سن اجراءے ۱۸۸۲ء
درج کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۱ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

متصل و کٹوریہ اسٹریٹ مقام مدرسہ ایمانیہ اثنا عشریہ

۱۸۸۲ مطبع اخبار الاخبار

مجاریہ سید محمد علی پندرہ روزہ اردو اخبار عربی ۱۰/۲۵

تاریخوں میں شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۸۸۲ء

محله فتح گنج مالک منشی محمد علی خاں عرشی کاتب سید علی رضا

مطبع عرش المطابع

آزاد لاہری میں ۱۸۸۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک میر محمد، اجرائے ۱۸۸۲ء

۱۸۸۲ مطبع احمدی

گولہ گنج مالک سید عباد علی اثنا عشری مہتمم عابد علی

مطبع منظر العجائب

رضوی اجرائے ۱۵ اکتوبر ۱۸۸۲ء۔ آزاد لاہری

میں ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محله منصور نگر مالک مرزا محمد خاں اجرائے ۱۸۸۲ء

مطبع حیدری

عقب سرائے آغا میر، مالک ضامن علی خاں،

مطبع فیض رساں

مہتمم محمد حسین اجرائے اگست ۱۸۸۲ء

محله نواز گنج مالک محمد بخش مہتمم مراد علی کاتب محمد تقی،

مطبع گلستان محمدی

مصحح مولوی امان علی، اجرائے ۱۸۸۲ء

محله اشرف آباد مالک منشی تانا پرشاد مہتمم منشی تھان

مطبع فیض اودھ

سنگھ مصحح منشی گنگا پرشاد راز اجرائے ستمبر ۱۸۸۲ء

آزاد لاہری میں ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء کی مطبوعہ

مطبع صدر مجلس شہر

کتاب محفوظ ہے۔

محله ڈیوڑھی آغا میر قریب چاہ چھا چھو مالک سید

مطبع خزینۃ العلوم

تصور حسین کاتب شام بخش مصور گنگا سہائے شوق،

ہفتہ وار اردو اخبار شوخ اودھ ۶ ورق اوسط پر

ہر جمعہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۲۳ مئی ۱۸۸۲ء

اسے مطبع شوخ اودھ بھی کہتے تھے چنانچہ اسی نام سے
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۳ مطبع گنگا پرشاد ورما
مالک گنگا پرشاد ورما پرنٹر لالہ بھگوان داس،
اولاً ایک ہفتہ وار اخبار (ہندوستانی) ناگری مشترک
۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا پھر دو ورق
کلاں پر ہفتہ میں دو بار شائع ہونے لگا اس کے بعد
دوبارہ ہفتہ وار ۴ ورق اوسط پر یکشنبہ کو شائع
ہونے لگا۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۳ء اور ۱۸۸۴ء
کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۳ مطبع تاج المطابع
محلہ تمباکو منڈی قریب چو پٹیاں مالک منشی تاج بہار
عرف لالہ خدابخش اجرائے یکم جون ۱۸۸۳ء
محلہ یحییٰ گنج مالک سید عبدالحکیم اثنا عشری اجرائے
۱۰ جون ۱۸۸۳ء

مطبوعہ انوار الاخبار
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبوعہ اثنا عشری
آزاد لائبریری میں ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء، ۱۳۱۳ھ
مطابق ۱۸۹۵ء اور ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء کی
مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۸۴ اشراق پریس
مالک مرزا محمد ہادی، محلہ بھوی ٹولہ پریس مین محمد علی،
ایک پندرہ روزہ اردو اخبار بنام اشراق ۱۶ ورق
خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۵ مئی ۱۸۸۴ء
محلہ مشک گنج مالک احمد علی خاں اجرائے ۱۵ جنوری
مطبوعہ دبیرہ احمدی

۶۱۸۸۴

مطبوع قیصر المطابع محلہ چوک جدید مالک مولوی معصوم علی محشر اجراے

۱۵ مارچ ۱۸۸۴ء

مطبوع جامع الاخلاق محلہ نوبستہ مالک مولوی سید محمد حسین اغلب مولانی

مہتمم سید باسط حسین ایک پندرہ روزہ اردو اخبار
بنام جامع الاخلاق ۴ ورق ادسط پر سید نظام علی کی
ادارت میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجراے

۱۵ مارچ ۱۸۸۴ء

مطبوع عباسی اثنا عشری محلہ نخاس قدیم مہتمم مرزا آغا جان اجراے جنوری

۶۱۸۸۴

مطبوع نور کوہ نور بنجاری ٹولہ مالک منشی عبدالرؤف، مہتمم نعمت اللہ،

پریس مین محمد جعفر اجراے ۵ جنوری ۱۸۸۴ء

مطبوع مطلع نور محلہ نخاس جدید مالک نعمت اللہ مصحح فصیح الدین،

اختر الدولہ نے اجراے مطبع ۵ جنوری ۱۸۸۵ء

بیان کیا ہے حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۳۰۱ھ

مطابق ۱۸۸۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبوع گلزار موشین عقب سرائے آغا میر نادان محل مالک ملا سلطان

حسین مہتمم میر سید از علی سجاد اجراے یکم جون

۶۱۸۸۴

مطبوع بہار کشمیر محلہ رانی کٹرہ مہتمم پنڈت کشن نائن اجراے

۱۵ دسمبر ۱۸۸۵ء۔ ایک ماہانہ گلدستہ طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔

مطبوع درگا پرشاد محلہ رستم نگر مہتمم محمد علی احقر اجراے ۲۰ مارچ ۱۸۸۵ء

مطبع ابوالحسنی

محلہ بازار جھاڑ لال مالک حافظ محمد احسن اجرائے یکم جون

۱۸۸۵ء

مطبع احسن المطابع

محلہ کچی گنج مالک منشی کدار ناتھ مہتمم احمد علی خاں اجرائے

یکم فروری ۱۸۸۵ء

مطبع انوری

محلہ گولہ گنج مالک سجاد حسین مہتمم نثار حسین پرنٹر منشی

عبدالواحد اجرائے ۱۴ فروری ۱۸۸۵ء، آزاد لاہری

میں ۱۸۸۸ء اور ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء کی مطبوعات

محفوظ ہیں۔ ہفتہ وار اردو اخبار اختر اور ۴ ورق اوسط

پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔

اردو پریس

گولہ گنج کوٹھی منشی اظہر علی وکیل ہائی کورٹ مالک منشی

احمد علی شوق، ہفتہ وار اردو اخبار بنام ”آزاد اخبار“

بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۱۸۸۶ء کی مسلم ایجوکیشنل

کانفرنس کی روداد اسی مطبع میں چھپی تھی۔ آزاد لاہری

میں ۱۸۸۵ء ۱۸۸۶ء اور ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء اور

۱۸۹۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع حسین علی

محلہ کٹرہ ابوتراب خاں اجرائے ۱۸۸۵ء آزاد لاہری

میں ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب موجود ہے۔

مطبع سیدی

محلہ گاڑی اڈا بر مکان معین الدولہ مہتمم سید محمد حسین

کاتب منشی دھرا اجرائے ۱۸۸۵ء

مطبع جعفری

محلہ نخاس مالک مولوی مرزا محمد علی، ایک ہفتہ وار اردو

اخبار بنام ”تبیان الاخبار“ ۶ ورق خرد پر طبع ہو کر ہر شنبہ

کو شائع ہوتا تھا ۲۳ فروری ۱۸۸۶ء کے اخبار انسٹی

ٹیوٹ گزٹ علی گڑھ میں تذکرہ ملتا ہے آزاد لاہری

میں ۱۳۰۵ھ مطابق ۱۸۸۸ء ۱۸۹۳ء اور ۱۸۹۶ء کی

مطبوعات محفوظ ہیں۔ اجرائے ۱۸۸۵ء

محلہ ٹیکٹ گنج مالک نثار حسین اجرائے اکتوبر ۱۸۸۵ء

مطبع گلزار احمدی

زیر اکبری دروازہ مالک فخر الدین اجرائے جنوری

۱۸۸۶ء مطبع احمدی

۱۸۸۶ء آزاد لائبریری میں مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مالک شیخ امانت علی کاتب احمد حسین پریس مین بہادر علی

مطبع انتظامی

اجرائے دسمبر ۱۸۸۶ء

مالک منشی نثار حسین مالک گلستہ پیام یار۔ اختر الدولہ

مطبع قومی

نے اس کا اجراء جولائی ۱۸۸۶ء درج کیا ہے حالانکہ

مئی ۱۸۸۶ء میں جاری ہوا۔ آزاد لائبریری میں ۱۳۰۷ھ

مطابق ۱۸۸۴ء ۱۸۸۸ء ۱۸۹۰ء ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۳ء

کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

کٹہہ ابوتراب خاں اجرائے یکم دسمبر ۱۸۸۶ء۔ آزاد لائبریری

مطبع بوستان المرتضوی

میں ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء اور ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء

کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مہتمم ہیڈلی صاحب ایجنٹ مشن پریس۔ اجرائے ۱۸۸۶ء

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہاؤس

محلہ مولوی گنج مالک بابو چھوٹے لال مہتمم مرزا نادر حسین

مطبع مشرق الانوار

اجرائے جولائی ۱۸۸۶ء آزاد لائبریری میں ۱۳۰۳ھ

مطابق ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ محمود نگر مہتمم عبدالحکیم اجرائے جنوری ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ء مطبع اسلامی

آزاد لائبریری میں ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ نور باڑی مالک سلطان خاں مہتمم سید محمد حسین خاں

مطبع حدیقۃ العلوم

اجرائے جنوری ۱۸۸۴ء

مطبع رحمانی

محله وزیر گنج مہتمم انجمن اہل حق اجرائے جولائی ۱۸۸۷ء

مطبع فدائی

امین آباد مالک فدا حسین مہتمم عبد سبحان اجرائے ۱۸۸۷ء

مطبع انوار المطابع

آزاد لاہوری میں ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۸ مطبع اختر

مالک اختر الدولہ حاجی سید محمد اشرف نقوی، مولف

اختر شاہنشاہی ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام

اختر ہند ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع

ہوتا تھا اجرائے ۱۸۸۸ء۔

مطبع روز آنہ اخبار

اجرائے ۱۸۸۸ء

لاہل پرس

محله گنیش گنج مالک لالہ سوامی دیال اجرائے جنوری ۱۸۸۸ء

مطبع وکیل قومی

کوٹھی سڑک چھاؤنی پہلوی محل متصل گھسیاری منڈی

مالک مرزا عبد اللہ حسرتی عیسائی پرنٹر و کاتب منشی

محبوب احمد پندرہ روزہ رسالہ ۸ ورق خرد پر طبع ہو کر

شائع ہوتا تھا اجرائے ۱۴ جنوری ۱۸۸۸ء

۱۸۸۸ کاسیتھ پرس

محله وزیر گنج بحکم بابو سری رام وکیل بانی کورٹ مہتمم

بھٹیار و در پر شاد آزاد لاہوری میں ۱۸۸۹ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے اجرائے مارچ ۱۸۸۸ء

۱۸۸۹ مطبع شوکت اسلام

آزاد لاہوری میں ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء اور ۱۸۹۳ء

کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع انوار احمدی

آزاد لاہوری میں ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء کی مطبوعہ

کتاب موجود ہے۔

۱۸۹۳ اودھ پرس

آزاد لاہوری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع قبول اہل جہاں

” ” ” ” ” ” ”

مطبع آسی مدرسی
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

۱۸۹۴ مطبع اصح المطابع
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۴ء ۱۳۱۳ھ
مطابق ۱۸۹۵ء ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء ۱۳۱۸ھ
مطابق ۱۹۰۰ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع گلستان محمدی
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۴ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
۱۸۹۵ مطبع گلشن فیض
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع دارالسلطنت
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

روشن لال پریس
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
۱۸۹۶ مطبع مجتبائی
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۸۹۶ء ۱۹۰۰ء اور
۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

سرفراز پریس
آزاد لائبریری میں سنہ مذکور کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
۱۸۹۶ مطبع یوسفی
آزاد لائبریری میں ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۹ دبدبہ حیدر پریس
آزاد لائبریری میں ۱۸۹۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
مطبع رائے گلاب سنگھ
آزاد لائبریری میں اخلاق محسنی مطبوعہ ۱۳۱۷ھ مطابق
۱۸۹۹ء محفوظ ہے۔

مطابع مالیر کوٹلہ :

۱۸۸۰ مطبع محمدی
مالک حاجی حکیم فرید الدین اجرائے ۱۸۸۰ء

مطابح مالوہ (اندور)

۱۸۴۸ مطبع مہاراجہ ہلکر

(مطبع مالوہ اخبار) قرآن السعدین دہلی کا بیان ہے کہ جناب سملٹن صاحب بہادر دام اقبالہ کو شیوع علم کی طرف از حد توجہ ہے ان کی استعانت سے ایک چھاپہ خانہ بپتھر اندور میں مقرر ہوا ہے اور کتابیں شاہتری چھپانی شروع ہو گئی ہیں فی الحقیقت اس نواح میں اس شے کے مقرر ہونے سے نفع کثیر ہے کتابیں چھپ کر سب خاص عام میں بہت سستی مل سکیں گی ۱۸۴۹ء اس کی تصدیق ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ سے بھی ہوتی ہے :

”گزشتہ سال کے اوائل میں اس مطبع کا قیام عمل میں آیا ہے اور اسی سال کے اوائل میں مسٹر سملٹن رزیڈنٹ اندور کی سرپرستی میں مالوہ اخبار کا اجراء ہوا دہلی کالج کے ایک سابق طالب علم دھرم زائن اس کے اڈیٹر ہیں اخبار کے آدھے صفحے پر ہندی اور آدھے صفحے پر اردو میں خبریں ہوتی ہیں ۱۸۵۳ء کی رپورٹ میں ہے کہ :

”مالوہ اخبار کے اڈیٹر اب تک اندور اسکول کے ہیڈ ماسٹر دھرم زائن تھے لیکن اب اخبار کا اہتمام اسی اسکول کے سکنڈ ماسٹر پریم زائن کے ہاتھوں میں ہے۔“

مسٹر ملٹن اور مہاراجہ اندور اس اخبار کی کامیابی سے جیسی رکھتے ہیں کیونکہ اس کی وساطت سے بے حد مفید معلومات کی اشاعت ہوتی ہے مطبع جو کچھ حد تک مدرسہ اندور سے متعلق ہے پنڈت دھرم رائے کے زیر اہتمام ہے اور ترقی کر رہا ہے ۱۱

۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل

مطبوعات کی تفصیلات ملتی ہیں :

- ۱۔ ونک ٹیس ستور وشنو کی توصیف میں مراٹھی نظم ۵۰۰
- ۲۔ بالوپ دلش کتھا نوجوانوں کیلئے اخلاقی مراٹھی نظم ۱۰۰
- ۳۔ بکر رامائن کے منتخب حصوں کا ترجمہ ۱۰۰
- ۴۔ انک لپ مراٹھی زبان مگر دیوناگری خط میں علم حساب ۲۵۰
- ۵۔ شیولیل امرت مراٹھی میں شیوجی کے حالات ۲۴۰
- ۶۔ وشنو سہسرنام وشنو کے ہزار نام پوجا کی کتاب ۲۵۰
- ۷۔ پن چانگ سمبت ۱۹۰۶ء کی جنتری ۱۰۰۰
- ۸۔ ۱۹۰۷ء کی جنتری ۱۰۰۰
- ۹۔ پنچ رتن ویدوں اور مہا بھارت کا انتخاب ۲۰۰
- ۱۰۔ مہن ستور سنسکرت میں پوجا کی کتاب ۵۰۰
- ۱۱۔ بیتال پچسی ۲۴۰
- ۱۲۔ سنگھاسن بتسی ۲۴۱
- ۱۳۔ سمدریک سنسکرت میں نجوم کی کتاب ۳۰۰
- ۱۴۔ دینتی سوکبر مراٹھی میں دینتی رانی کی شادی کا قصہ

- ۱۵۔ پنج پچھیوں مراٹھی میں راج نیت کا ترجمہ ۲۰۰
- ۱۶۔ شوک بھتری مراٹھی توتا کہانی ۲۵۰
- ۱۷۔ رسالہ علم نحو امام بخش صہبائی ۲۰۰
- ۱۸۔ گوپی گیت مراٹھی سنسکرت سے گوانوں کے گیتوں کا ترجمہ ۲۰۰
- ۱۹۔ شلی دہناچی بکھار مراٹھی بکراجیت کے ہم عصر راجہ شلی داہن کی تاریخ ۳۰۰
- ۲۰۔ مراٹھی جغرافیہ ہندوستان ۱۰۰
- ۲۱۔ اننگ رنگ ۱۵۰
- ۲۲۔ مہرن گر عورتوں کے خصائل ۲۰۰
- ۲۳۔ فارسی قاعدہ ۱۰۰
- ۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات درج ہیں :

- ۱۔ پترہ ہندی جتتری ۶۰۰
- ۲۔ تذکرہ شال دہن مراٹھی مہاراجہ بکراجیت کے جانشین شال دہن کے عہد کی تاریخ ۱۰۰
- ۳۔ تذکرہ خاندان سندھیا اردو مرتبہ دھرم نرائن ۲۰۰
- ۴۔ تذکرہ خاندان سندھیا اردو مرتبہ دھرم نرائن ۲۰۰
- ۵۔ گن پاجی ۳۰۰
- ۶۔ کاش خرد سنسکرت لغت ۱۰۰
- ۷۔ نیتی ونوڈے ہندی قدیم برطانیہ کے حالات ۲۰۰

۸۔ مثنوی سوختہ جگر (اردو) منشی بال مکہ سکندر آبادی ۲۰۰

۹۔ رگھوونش سنسکرت، راجہ رگھو کے جانشینوں کے

۲۰۰ منظوم حالات

۱۰۔ سبھا بلاس ہندی شاعری کا انتخاب ۲۰۰

۱۱۔ تایخ راون ۲۰۰

۱۲۔ رسالہ حساب ۱۰۰

۱۳۔ کمار سنسکرت نظم مع حواشی ۳۰۰

۱۴۔ ماگھ " دوسرا حصہ ۲۳۰

۱۵۔ کرت " پہلا حصہ ۲۰۰

۱۶۔ گونت بدیا ۱۶۰۰

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ میں مندرجہ ذیل مطبوعات

کا اندراج ملتا ہے :

۱۱

۱۔ پترہ جنتری سمیت ۱۹۰۸ء ۱۲۰۰

۲۔ وی درینتی (مراٹھی) مہا بھارت کی کہانی ۲۰۰

۳۔ مارگ کنیا ۲۰۰

۴۔ گیان پرکاش ۱۵۰

۵۔ وشنوپن چر (سنسکرت) پوجا کی کتاب ۴۰۰

۶۔ برزندست سوہی ۳۰۰

۷۔ مناجی اشلوک ۲۰۰

۸۔ بھگول درپن (ہندی) جغرافیہ ۲۰۰

۹۔ راج نیت ۳۰۰

- ۶۔ مہی من شیوپوجا ۲۰۰
- ۸۔ وشنو سہسرنام ۱۵۰
- ۹۔ سہاس چکر سنسکرت قواعد ۲۰۰
- ۱۰۔ منوانجن اتہاس ۲۰۰
- ۱۱۔ نل راجہ ایک تاریخی قصہ ۲۰۰
- ۱۲۔ سبھا بلاس ہندی شاعری کا انتخاب ۳۰۰

مطابع متھرا :

۱۸۵۶ مطبع متھرا اخبار
اخبار سحر سامری لکھنؤ (۱۸۵۶ء) سے منکشف ہوتا ہے کہ
اس مطبع سے ایک اردو اخبار بنام "متھرا اخبار" طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا۔

۱۸۵۶ متھرا پریس
محلہ بازار سوامی گھاٹ متصل پرانی کوتوالی مالک بابو
سمپت رام سکل مہتمم لالہ رام نرائن، ایک پندرہ روزہ
اردو اخبار بنام "نیرنگ مضامین" ۵ ورق اوسط پر
طبع ہو کر جمعہ کو شائع ہوتا تھا اجرائے یکم جولائی ۱۸۵۸ء

۱۸۶۴ مطبع منبع العلوم
محلہ منڈی رام داس مالک منشی کنھیا لال اجرائے ۱۸۶۴ء
یکم جون ۱۸۸۵ء سے ہفتہ وار متھرا اخبار ۶ ورق اوسط
پر پنڈت دین دیال کی ادارت میں جاری ہوا، گورنمنٹ
گزٹیر کے اندراج کے مطابق یہ مطبع ۱۹۱۱ء میں بھی
برسر کار تھا۔

۱۸۶۶ء مطبع اردو

۱۸۷۷ء متھراپریس

آزاد لائبریری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

محلہ بازار سوامی گھاٹ مالک بابو ہنسی دھرمہتم پنڈت

رام زائن بھارگو اجر لائے ۱۸۷۷ء

یکم دسمبر ۱۸۸۲ء سے آریہ سماج متھرا کے اسٹنٹ

سکرٹری بابو دوار کا پرشاد کی ادارت میں ماہانہ متھرا

سماچار ۱۰ ورق خرد پر طبع ہو کر جاری ہوا جس میں علوم و فنون

معاملات ملکی سیاست مدن، قوانین گورنمنٹ امور مذہبی، لطائف و

اشعار اور دلچسپ اور ضروری خبریں شائع ہوتی تھیں۔

یکم جنوری ۱۸۸۶ء کو شعر و سخن کا ماہوار گلدستہ

”تصویر سخن“ ۸ ورق خرد پر طبع کرا کے وسیع الدین شوخ

نے جاری کیا۔

مطابع مدراس :

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب حل و عقد ایک طرف

ہندوستانی اراکین دولت اور عمائدین سلطنت سے

برسر پیکار تھے تو دوسری طرف حریف بیرونی قوتوں

سے نبرد آزما تھے چنانچہ سرایر کورٹ نے ۱۷۶۱ء میں

فرانسیسی نوآبادی پانڈیچیری پر یلغار کر کے فتح کر لیا

فتوحات میں جو مال غنیمت مدراس لایا گیا اس میں

ایک پریس مشین اور متعلقہ ٹائپ بھی تھے اس وقت

تک مدراس میں حکومت یا عیسائی مبلغین کا نہ کوئی

پریس تھا اور نہ کوئی فن طباعت سے واقف شخص موجود

تھا اس لئے یہ سارا ساز و سامان تامل کے مشہور

عالم فیبریس مقیم دیسری کو اس شرط پر دیا گیا کہ وہ اپنے ذاتی کام کے علاوہ کمپنی کا کام بھی کریں گے چنانچہ فیبریس نے اسی مطبع سے ۱۷۸۶ء میں اپنے انگریزی تامل اور تامل انگریزی لغات طبع کر کے شائع کئے ان کے علاوہ دعار کی ایک کتاب بھی طبع کی ہے

تلگو زبان کی ایک کتاب ”جنتو زبان کی قواعد جیسا کہ اس زبان کو مدراس کے شمال و شمال مغرب کے رہنے والے جنتو بولتے ہیں“ مصنفہ ڈبلو براؤن مدراس میں ۱۸۰۷ء میں طبع ہوئی۔

تلگو زبان کی قواعد مرتبہ اے ڈی کمپیل ۱۸۱۶ء میں مدراس ہی سے طبع ہو کر شائع ہوئی اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۲۰ء اور تیسرا ۱۸۴۹ء میں شائع ہوا۔ کنٹری زبان کی ایک قواعد مصنفہ جے میکمل ۱۸۲۰ء میں مدراس میں طبع ہو کر شائع ہوئی۔

۱۸۲۷ء میں بی براؤن نے تلگو اور سنسکرت کے عروض کا تقابلی مطالعہ اور ۱۸۳۲ء میں تلگو اور انگریزی محاورات پر مشتمل ایک کتاب مدراس ہی سے طبع کرا کے شائع کی ہے

جب فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے انداز پر مدراس میں سینٹ جارج کالج قائم کیا گیا تو حکومت نے ۱۸۱۲ء میں

اس کی مجلس عالمہ مقرر کی یہ کالج شہری حکام کو صوبائی زبان میں تعلیم دیتا تھا منشیوں اور ان اشخاص کو لہجہ بطور قانونی افسر اور بحیثیت وکیل مقامی عدالتوں میں مقرر ہوتے تھے ان کی تعلیم کی نگرانی کرتا تھا — کالج کی نصابی ضروریات اور سرکاری کاغذات کی طباعت کے لئے ایک مطبع بھی نصب کیا گیا لیکن یہ مطبع کب قائم کیا گیا پردہ خفا میں ہے البتہ پروکر کا بیان ہے کہ ”ایسا قیاس کیا جاسکتا ہے کہ کنٹری اور تنگو میں چھپائی کی ابتدا مدراس میں فورٹ سینٹ جارج کالج کے مطبع سے ہوئی“ چنانچہ موصوف نے دو کتابوں کے بارے میں خصوصیت سے لکھا ہے کہ ”مصنف ہذا (پروکر) کے ذاتی کتب خانے میں اے ڈی کیمپل کا تنگو زبان کی قواعد کے دوسرے ایڈیشن کا ایک نسخہ جو اسی مطبع (فورٹ سینٹ جارج کالج) سے ۱۸۲۰ء میں طبع ہوا“ دوسرے ایک کنٹری لغت مرتبہ ”معزز ولیم ریو (جو لندن کی ایک تبلیغی انجمن کے پروتستانی مبلغ تھے) فورٹ سینٹ جارج کالج کے مطبع سے ۱۸۲۴ء میں چھپی موجود ہیں۔ باقی مذکورہ بالا تمام کتابیں لنگوٹک سروے آف انڈیا مرتبہ گیرسن سے ماخوذ ہیں جو یقیناً مدراس ہی سے چھپی ہیں مگر کسی کتاب کے ساتھ مطبع کی صراحت نہیں ملتی،

کا ترجمہ شائع کرایا تھا ترجمہ کا نام حکایت الجلیلہ رکھا گیا تھا
اس میں صرف دو سورتوں کی حکایتیں ہیں۔ یہ کتاب
مدرسہ کے کالج کے طلباء کے لئے لکھی گئی تھی۔

۱۸۴۱ء مطبع سی، وی مالک ڈپٹی ولیم "رفیع البصر" مملوکہ آزاد لائبریری ۱۲۵۷ھ مطابق ۱۸۴۱ء
اسی مطبع میں طبع ہوئی۔

۱۸۴۲ء مطبع ڈپٹی کشن راج مالک ڈپٹی کشن راج، "رفیع الحساب" مملوکہ آزاد لائبریری
۱۲۵۸ھ مطابق ۱۸۴۲ء مطبوعہ محفوظ ہے۔

۱۸۴۲ء مطبع جامع الاخبار مالک سید رحمت اللہ، ہفتہ وار اردو اخبار بنام
جامع الاخبار ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ کو
شائع ہوتا تھا کتاب رفیع الصنعت مملوکہ آزاد لائبریری
۱۲۵۹ھ مطابق ۱۸۴۳ء مطبوعہ محفوظ ہے۔

۱۸۴۸ء مطبع اعظم الاخبار تزل کھڑی، اسی مطبع سے کرناٹک کے نواب غلام غوث
خاں بہادر المتخلص بہ اعظم کی مناسبت سے ۱۸۴۸ء میں
ہفتہ وار اردو اخبار بنام اعظم الاخبار جاری کیا گیا۔

۱۸۴۹ء مطبع تیسیر الاخبار مطبع ہذا سے اسی نام کا ایک ہفتہ وار اردو اخبار بھی
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

مطبع آفتاب عالم تاب ۱۸۴۹ء کے اخبار اسعد الاخبار اگرہ میں اخبار الحقائق
اگرہ کے حوالے سے اخبار آفتاب عالم تاب مدرسہ
سے ماخوذ خبر ملتی ہے۔

۱۸۵۱ء مطبع العلوم مہتمم سید اشرف علی واسطی، آزاد لائبریری فتح العزیز
مطبوعہ ۱۲۶۷ھ مطابق ۱۸۵۱ء محفوظ ہے۔

آزاد لائبریری میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۵۲ء کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

۱۸۵۲ مطبع عزیز یہ

آزاد لائبریری میں ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء اور ۱۸۷۴ء
کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۵۴ مطبع اسلامیہ

متصل مسجد والا جاہی مالک شاہ محمد صادق شریف چشتی،
مہتمم جعفر حسین حریف چشتی پرنٹر غلام محی الدین حنیف،
ہفتہ وار اردو اخبار بنام صبح صادق طبع ہو کر شائع ہوتا
تھا اختر الدولہ نے سن اجراء ۱۸۵۹ء درج کیا ہے
حالانکہ اخبار سحر سامری لکھنؤ مورخہ ۵ جنوری ۱۸۵۷ء میں
اخبار صبح صادق مدراس سے ماخوذ خبریں درج ہیں۔

۱۸۵۶ مطبع صبح صادق

متصل مسجد والا جاہی مالک شاہ محمد صادق شریف، مہتمم
جعفر حسین حریف پرنٹر محی الدین حنیف، ۱۸۵۷ء کی
جنگ آزادی کے دوران مطبع اور اخبار صبح صادق دونوں
بند ہو گئے تھے شاہ صاحب نے دوبارہ ۱۸۵۹ء میں مطبع
مشرقیہ کے نام سے جاری کیا اسی سے ہفتہ وار طلسم حیرت
جاری کیا تو مطبع کا نام مطبع طلسم حیرت ہو گیا بعد میں جب
پنجاب اخبارات کا سلسلہ شروع ہوا تو اس کے ضمیمے کے طور
پر مدراس پنج بھی شائع ہونے لگا۔ چنانچہ اختر الدولہ نے
غلط فہمی کی وجہ سے چاروں کا الگ الگ ذکر کیا ہے
اور سب کا سن اجراء ۱۸۵۹ء درج کیا ہے۔ آزاد
لائبریری میں دیوان حریف ۱۳۰۱ھ مطابق ۱۸۸۴ء
مطبوعہ محفوظ ہے۔

۱۸۵۹ مشرقیہ

اجرائے ۱۸۵۹ء

مطبع شمسیہ

مالک حاجی سید عبدالقادر قادری مہتمم سید شاہ حسین ۔

۱۸۶۰ مطبع قادری

اجرائے ۱۸۶۰ء

محلہ جام بازار مکان نمبر ۱۵ مالک محمد اکبر اجرائے :

۱۸۶۳ مطبع اکبری

یکم جنوری ۱۸۶۳ء

محلہ تزل کھیری مسجد والا جاہی ماؤنٹ روڈ مالک مولوی

مطبع منظر العجائب

ابو اکامہ سلطان محمود حنفی حمد مہتمم مصطفیٰ حسین پرنٹر غلام

دستگیر، اختر الدولہ نے سنہ اجراء ۱۸۶۹ء درج کیا ہے

حالانکہ آزاد لائبریری میں ۱۲۸۰ھ مطابق ۱۸۶۳ء کی مطبوعہ

کتاب محفوظ ہے اور دوسری کتاب ۱۳۰۸ھ مطابق

۱۸۹۱ء موجود ہے ۔

عمدۃ الاخبار ہفتہ وار ۴ ورق کلاں پر طبع ہو کر ہر یکشنبہ

۱۸۶۸ مطبع عمدۃ الاخبار

کو شائع ہوتا تھا بقول گارساں دتاسی ۱۸۶۸ء میں

جاری ہوا لے

محلہ چام بازار، ۲۳ جولائی ۱۸۷۴ء کے قاسم الاخبار

۱۸۷۴ مطبع انوری

بنگلور میں تذکرہ ملتا ہے ۔

تزل کھیری ہائی روڈ مکان نمبر ۹ مالک حکیم محمد حسین مہتمم

۱۸۷۴ مطبع اعجاز محمدی

محمد حسن اجرائے یکم جنوری ۱۸۷۴ء مطبع ہذا ۱۸۸۴ء میں

جاری تھا، اسی مطبع سے یکم جولائی ۱۸۸۱ء کو احسن الجرائد

کے نام سے ہفتہ وار اردو اخبار جاری ہوا جو ۶ ورق کلاں پر

طبع ہو کر ہر یکشنبہ کو شائع کیا جاتا تھا پھر ۵ اپریل ۱۸۸۴ء

کو گلدستہ شعراء بنام حدیقہ شعراء ۶ ورق خود پر طبع ہو کر

جاری کیا گیا۔

۱۸۷۵ء مطبع حیدری یا
مطبع جریدہ روزگار

محلہ رائے پٹہ مکان نمبر ۳۴ پطرس روڈ مالک و مہتمم
سید مرتضیٰ شاہ قادری آفندی اجرائے ۱۸۷۵ء اسی مطبع
سے اخبار جریدہ روزگار اولاً ۶ ورق کلاں پرتیسرے
روز شائع ہوتا تھا بعد کو ہفتہ وار طبع ہو کر ہر شنبہ کو
شائع ہونے لگا۔ ۲۰ ستمبر ۱۸۷۵ء کے قاسم الاخبار
بنگلور میں تذکرہ ملتا ہے۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۷۵ء
اور ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۸۹۲ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

۱۸۷۶ء مطبع نظام المطابع

اندرون کمان دروازہ علاقہ تزل کھیری مالک نظام الدین
کاتب جمال الدین واعجاز، سید غلام مصطفیٰ و عبدالواجد
اجرائے ۱۸۷۶ء

۱۸۸۲ء مطبع اتحاد

تزل کھیری، ہائی روڈ کوچہ اعز الدین مکان نمبر ۱۸،
مالک انجن احباب، سکریٹری عبد الوہاب، مہتمم غلام عوث
ہفتہ وار اخبار اتحاد ۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر دو شنبہ
کو شائع ہوتا تھا اجرائے، جنوری ۱۸۸۲ء

مطبع انجن اسلامیہ

تزل کھیری ہائی روڈ کوچہ اعز الدین مکان نمبر ۱۳،
مالک محمد عظیم الدین اجرائے ۹ جون ۱۸۸۲ء

مطبع حسنی

محلہ باغ حسام الدین مالک حسن رضا خاں آتشی اجرائے
۱۳ جنوری ۱۸۸۲ء

مطبع ہدایت

محلہ باغ حسام الدین مالک مرزا قاسم بیگ مہتمم منشی
محی الدین نسیم کاتب شیخ عبدالرحمن اجرائے یکم اکتوبر
۱۸۸۲ء آزاد لائبریری میں ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۳ء کی

مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

اجر لائے ۱۸۸۴ء

مالک مولوی شاہ عزیز الدین قادری مہتمم محمد مرتضیٰ گھٹالہ
پرنٹر سید حسین اجر لائے یکم جنوری ۱۸۸۶ء

آزاد لاہری میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کی مطبوعہ
کتاب موجود ہے۔

جام نگر، آزاد لاہری میں ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء کی
مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

آزاد لاہری میں ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لاہری میں نظم گراں مایہ مصنفہ مردان علی خاں رنار
مطبوعہ ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۹ء محفوظ ہے۔

مطبع حسینی

۱۸۸۶ مطبع شوکت الاسلام

۱۸۹۴ مطبع محمدی

۱۸۹۵ مطبع غوثیہ

۱۸۹۶ مطبع لٹری سوسائٹی

۱۸۹۹ نامی پریس

مطابع مراد آباد

۱۱

آزاد لاہری میں ۱۲۷۰ھ مطابق ۱۸۵۴ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

محلہ شفا خانہ مالک لالہ ہرنام سروپ مہتمم ہر دھیان سرپ
پرنٹر سید ضیاء الدین حسین اجر لائے ۱۸۶۶ء-۱۸۷۲ء
میں اس کے مالک شام سروپ تھے آزاد لاہری میں
موخر الذکر سن کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مجاہد ابیوسی ایشن مہتمم داروغہ احتشام الدین اجر لائے
۱۳ ستمبر ۱۸۶۸ء

محلہ سنہلی دروازہ مالک قاضی سید جمشید علی جم مہتمم سید
مہدی حسن پرنٹر عبد العلی۔ ہفتہ وار اردو اخبار بنام

۱۸۵۴ مطبع حسن المطالع

۱۸۶۶ مطبع خورشید ہند

۱۸۶۸ ابیوسی ایشن پریس

۱۸۷۰ مطبع آفتاب ہند

جام جمشید ۴ ورق اوسط پر ہر شنبہ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
اختر الدولہ نے اس کا اجراء ۵ ستمبر ۱۸۷۰ء درج کیا ہے
حالانکہ مئی ۱۸۷۰ء کو جاری ہوا ہے

مطبع ریاض نور

محلہ امام بارگاہ مرزا محمد قلی خاں مرحوم مجاریہ منشی مہدی حسن
خاں اجرائے ۱۸۷۰ء

۱۸۷۲ مطبع خورشید عالم

مالک حکیم سید زین العابدین اجرائے یکم جولائی ۱۸۷۲ء
ہفتہ وار اسٹریکی گزٹ ۴ ورق اوسط پر ہر شنبہ کو
شائع ہوتا تھا۔

۱۸۷۶ مطبع نیر غنیم

مالک مولوی امجد علی مدرس فارسی مشن اسکول مہتمم منشی
ابن علی پرنٹر اشفاق علی کاتب واجد علی، ہفتہ وار
اردو اخبار نیر غنیم ۴ ورق اوسط پر ہر دو شنبہ کو قاسم علی
ذکاء کی ادارت میں طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد
لابریری میں ۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء اور ۱۸۹۵ء کی
مطبوعات محفوظ ہیں۔ اجرائے ۱۸۷۶ء

مطبع نجم الہند

محلہ بازار بادشاہی کوٹھی مرزا محمد عسکری، مالک پنڈت
اوتار کشن نجم مہتمم پنڈت شام کشن کاتب الہی بخش پریس
مین واجد علی، اختر الدولہ نے سن اجراء جنوری ۱۸۸۱ء
درج کیا ہے حالانکہ گزٹیئر میں اس کا اجراء ۱۸۷۶ء
درج کیا گیا ہے آزاد لابریری میں ۱۸۸۷ء کی مہبوء

۱۔ اخبار کوہ نور لاہور مورخہ ۲۵ مئی ۱۸۷۰ء

۲۔ گورنمنٹ گزٹیئر مراد آباد ۱۹۱۱ء ص ۸۳

۳۔ گورنمنٹ گزٹیئر مراد آباد ۱۹۱۱ء ص ۸۳

کتاب موجود ہے۔ ہفتہ وار اردو اخبار نجم الہند ۶ ورق
اوسط پر ہر پنجشنبہ کو پنڈت پرتاب کشن کی ادارت میں
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

محله مغل پورہ کہنہ مکان میر احمد علی مالک ہادی حسن
مہتمم حکیم ہادی حسین خاں پرنس محمد علی خاں اجرائے

مطبع ہادی المطابع

۱۸۷۶ء

محله تمباکو والا مالک مولوی امجد علی مہتمم اشفاق علی۔
پرنس ابن علی اجرائے ۳ جنوری ۱۸۷۷ء آزاد لائبریری
میں ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء ۱۲۹۹ھ مطابق ۱۸۸۲ء

۱۸۷۷ء مطبع مطلع العلوم

۱۳۰۲ھ مطابق ۱۸۸۵ء ۱۳۰۴ھ مطابق ۱۸۸۷ء

۱۸۸۸ء ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۳ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

امروہہ ضلع مراد آباد مالک سید علی خاں مہتمم سید ابوالحسن
اجرائے ۱۸۸۰ء

۱۸۸۰ء مطبع عمدة المطابع

محله نئی بستی مالک شیخ خدائش مہتمم شیخ نظام الدین

۱۸۸۱ء مطبع اقبال قیصری

۱۱

اجرائے ۱۸۸۱ء

محله کارواں سرائے مالک مولوی دلاور علی مہتمم اشرف علی
اجرائے یکم اپریل ۱۸۸۱ء ہفتہ وار اردو اخبار عین الاخبار
۶ ورق اوسط پر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا یہ مطبع، مطبع
عین الاخبار کے نام سے بھی مشہور تھا چنانچہ آزاد
لائبریری میں اسی نام سے ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء کی
مطبوعہ کتاب موجود ہے اس کے علاوہ آزاد لائبریری
میں ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء
کی مطبوعات بھی محفوظ ہیں۔

مطبع امداد الہند

مطبع ودیا بھوشن

مالک پنڈت بنواری لال مہتمم منشی عزیز الدین احمد خاں
اجرائے ۱۸۸۱ء ابتداء یہ مطبع چندوسی میں تھا لیکن ۲ مئی
۱۸۸۲ء کو محلہ نواب پورہ شہر مراد آباد منتقل کر لیا گیا۔
آزاد لاہوری میں ۱۸۸۲ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۲ مطبع تہذیب آفاق

عنایت حسین اجرائے ۱۸۸۲ء

مطبع عزیزی

محلہ کسرول متصل مسجد مولسری مالک عزیز الدین مہتمم نور اللہ
اجرائے ۱۸۸۲ء نور الاخبار کے نام سے ایک اردو اخبار
مہفتہ میں دو بار شنبہ اور چہار شنبہ کو ۶ ورق اوسط پر
طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

۱۸۸۴ مطبع سدرشن

مالک منشی نرائن داس مہتمم منشی ہر میر سہائے اجرائے
یکم مارچ ۱۸۸۴ء

مطبع احتشامیہ

محلہ قاضی ٹولہ مالک قاضی فہیم الدین مہتمم قاضی احتشام
الدین اجرائے جنوری ۱۸۸۴ء آزاد لاہوری میں ۱۴۳ھ
مطابق ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔ ۱۵ فروری
۱۸۸۴ء سے مہفتہ وار اردو اخبار بنام نظام الاخبار
۶ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا اس
کے بعد یکم جولائی ۱۸۸۶ء سے ماہانہ تفسیری رسالہ
اکسیر عظم بھی جاری کیا۔

۱۸۸۶ مطبع دھرم پرکاش

(چندوسی) ضلع مراد آباد مالک گر سہائے اگر وال ،
اخبار بنام دھرم پرکاش مہفتہ وار ۵ ورق اوسط پر
طبع ہو کر ہر پنج شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ اجرائے

آزاد لائبریری میں ۱۳۰۳ھ مطابق ۱۸۸۶ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع العلوم

محلہ پیر غیب مالک منشی کشن سروپ مہتمم احمدیگ تسخیر
اجرائے ۲۳ رجوری ۱۸۸۸ء۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۸۸ء
کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۸ء مطبع گلزار علوم

مالک سید احمد حسن مہتمم سید آل احمد اجرائے ۱۸۸۸ء
گلدستہ آفتاب سخن ۱۴ ورق خرد پر اور ہفتہ وار
نسیم سنبل ۴ ورق خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔

سنبل پریس

آزاد لائبریری میں ۱۸۸۸ء ۱۳۰۶ھ مطابق ۱۸۸۹ء
اور ۱۳۱۵ھ مطابق ۱۸۹۷ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع گلزار ابراہیم

آزاد لائبریری میں ذخیرہ اختر مطبوعہ ۱۸۸۸ء کے علاوہ
۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۶ء کی
مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع گلزار احمدی

آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
آزاد لائبریری میں سنہ ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۷ء مطبع نکستی زائن

۱۸۹۸ء مطبع الہند

مطابع مرزا پور :

ابتداً مرزا پور کا عیسائی رسالہ خیر خواہ ہند پبلسٹ
مشن پریس کلکتہ میں طبع ہوتا تھا مگر بعد کو اپنا مطبع
قائم کر لیا پادری مصباح (ماہر) اس لئے مہتمم تھے
مولف ہندوستانی اخبار نویسی نے اس کے سنہ
اجراء سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے لیکن مطبع مذکورہ ۱۸۳۸ء
میں یقیناً موجود تھا۔ اختر الدولہ نے سن ۱۸۷۶ء

۱۸۳۸ء مطبع آرفن اسکول

غلط درج کیا ہے ۱۸۳۸ء کی مطبوعہ کتاب آزاد لاہری کی
زینت ہے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد بھی مطبع
جاری تھا چنانچہ آزاد لاہری میں ۱۸۳۸ء ۱۸۴۶ء ۱۸۶۰ء
۱۸۶۱ء ۱۸۶۳ء اور ۱۸۷۰ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مالک منشی ہنومان پرشاد شاہ جہان آبادی اجرائے
یکم مارچ ۱۸۵۶ء۔

۱۸۵۶ بند پریس

مالک مولوی محمد اصغر مدرس مدرسہ دارالعلم مہتمم قاضی
یاد حسین خاں کاتب مولابخش، ایک پندرہ روزہ
اخبار "دارالعلم" ناگری مشترک ۸ ورق خود پر ہر ماہ
یکم و ۱۵ کو شائع ہوتا تھا۔

۱۸۶۷ مطبع دارالعلم

محلہ وسیلی گنج مہتمم شیخ عبدالرحمن کاتب عبدالواحد،
اجرائے ۱۵ ستمبر ۱۸۶۹ء

۱۸۶۹ مطبع طبع نور

آزاد لاہری میں سن ہذا کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۷۰ مرزا پریس

مطبع ریڈنگ روم چار ضلع مرزا پور مالک ابو ہنومان پرشاد مہتمم منشی محمد علی خاں سعیدی

۱۸۸۴

لکھنوی، کاتب راحت حسین خاں پرنٹر رجب علی
خاں اجرائے ۳۰ ستمبر ۱۸۸۴ء اخبار چار مہنت وار
۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔
آزاد لاہری میں سنہ ہذا کی کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۹۶ اسی پریس

مطابع مظفر پور :

سائنٹی ٹک سوسائٹی مظفر پور کا اپنا پریس تھا جس سے
اخبار الانبیار پندرہ روزہ ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر
شائع ہوتا تھا میر مجلس سید محمد تقی خاں بہادر آنریری

۱۸۶۸ مطبع چشمہ نور

مجسٹریٹ سکریٹری مولوی سید امداد علی خاں مہتمم وائڈیئر
منشی قربان علی خاں، اس کو مطبع سوسائٹی بہار بھی کہتے
ہیں۔ گورنمنٹ گزٹیئر سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے
گاڑساں دتاسی نے بھی اپنے انیسویں خطبے میں اس کا
تذکرہ کیا ہے۔

- ۱۸۷۷ مطبع انجمن تحصیل اخلاق گورنمنٹ گزٹیئر بنگال مرتبہ ہنٹر ۱۶۵
لو تھرن مشن پریس گورنمنٹ گزٹیئر بنگال مرتبہ ہنٹر ۱۶۵
مطبع دھرم سماج سوسائٹی گورنمنٹ گزٹیئر بنگال کے اندراج کے مطابق سند
مذکورہ سوسائٹی کے دو مطابع برسر کار تھے۔
۱۸۸۴ مطبع مشرق نور مالک شیخ محمد جان عروج مہتمم شیخ محمد حسن ضیا اجرائے
۱۰ جون ۱۸۸۴ء - آزاد لائبریری میں ۱۸۹۲ء کی مطبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطابع مظفر نگر:

- ۱۸۶۷ مطبع گلشن فیض مالک و مہتمم محمد زکریا اجرائے ۱۸۶۷
۱۸۸۱ مطبع بہار ارم مالک نور احمد مہتمم رام بھج داس اجرائے ۱۸۸۱

مطابع مملتان:

- ۱۸۵۱ مطبع ریاض نور مالک منشی مہدی حسین خاں، آغاز کار میں بابو
امانت علی شریک کار تھے لیکن زیادہ عرصہ تک نباہ

۱۔ A Statistical account of Bengal, by Hunter

Turner & Co. London 1877 pp. 165

نہ ہو سکا اس لئے اپنا حصہ زرے کر الگ ہو گئے۔

یہ مطبع ۱۸۵۱ء کے اوائل میں سیالکوٹ میں جاری کیا گیا تھا اور ریاض الاخبار کے نام سے ایک ہفتہ وار اردو اخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا لیکن ۱۸۵۲ء میں مطبع و اخبار ملتان منتقل ہو گئے اور اخبار کا نام بدل کر ریاض نور کر دیا گیا۔ سرکاری رپورٹ سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے یہ اختر الدولہ نے سن اجراء نومبر ۱۸۵۵ء غلط درج کیا ہے۔

۱۸۵۳ مطبع شعاع الشمس

مالک غلام نصیر الدین، اسی نام کا ایک ہفتہ وار اردو اخبار بھی طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ سرکاری رپورٹ اور گارساں دتاسی کے بیانات مماثل ہیں اور سن اجراء ۱۸۵۳ء درج کیا گیا ہے بلکہ اخبار سحر سامری لکھنؤ جلد اول شمارہ ۱۲، ۱۳ میں اخبار شعاع الشمس سے ماخوذ خبریں محفوظ ہیں جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فوری ۱۸۵۴ء تک مطبع و اخبار دونوں موجود تھے۔

۱۸۶۹ مطبع نوبہار

محله کٹرہ افغاناں بیروں لاہوری دروازہ مالک منشی محمد حسین ہتھم امین الدین۔ ایک ہفتہ وار اردو اخبار بنام "نوبہار" ۸ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر شنبہ کو شائع ہوتا تھا۔ اجراء یکم جنوری ۱۸۶۹ء

۱۔ پنجاب ہسٹاریکل سوسائٹی جرنل جلد ۲ نمبر ۱۹۱۲ء

۲۔ صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات ص ۱۳۱

۳۔ صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات ص ۱۳۳، خطبات گارساں دتاسی ص ۱۸۶

چھاوئی ملتان مالک منشی جگت سنگھ مہتمم بھائی فتح سنگھ اجرے

۱۸۸۲ مطبع قیصر ہند

یوم چہار شنبہ یکم اگست ۱۸۸۲ء

مالک پنڈت راج ناتھ مہتمم محمد الدین، ہفتہ وار اردو

۱۸۸۶ مطبع دانش ہند

اخبار "دانش ہند" ۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر چہار شنبہ

کو شائع ہوتا تھا اجرے یکم جنوری ۱۸۸۶ء

مطابع مونیگیر :

مالک منشی رام پرشار المتخلص بہ دلشاد اجرے ۱۸۷۲ء

۱۸۷۲ مطبع مراۃ الہند

مطابع میرٹھ :

مستر سیم دیل گرین ولے نے ۱۸۲۲ء کانپور میں اپنا
مطبع قائم کیا اور کانپور ایڈورٹائزر کے نام سے
انگریزی اخبار جاری کیا اس کے بعد ۱۸۲۸ء میں
ایک اور اخبار آم فی بس کے نام سے نکالا ۱۸۳۰ء
میں اس کی ایک شاخ میرٹھ میں قائم کی گئی اور دوسرے
ہی سال میرٹھ آب زرور کے نام سے اخبار جاری
کیا اس کے بعد مطبع کا نام آب زرور پریس ہو گیا۔
۱۸۳۵ء میں ماہانہ رسالہ میرٹھ یونیورسل میگزین بھی
جاری کیا۔

۱۸۳۰ میرٹھ آب زرور پریس

۱۸۴۶ مفصل لائٹ پریس

۱۸۴۷ مطبع جام جمشید

مالک و مہتمم بابو شب چندر ناتھ، اختر الدولہ نے
سن اجراء ۱۸۵۷ء غلط درج کیا ہے۔ موصوف
نے ایک مطبع و اخبار بنام جام جمشید ۱۸۵۰ء میں

آگرہ سے بھی جاری کیا تھا منشی ہر سکھ رائے اخبار کوہ نور کے اجراء سے قبل اخبار جام جمشید میرٹھ ہی کے عملہ ادارت سے منسلک تھے ۱۸۴۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ ”مطبع کار گزار معلوم ہوتا ہے جو کتابیں شائع ہونے والی ہیں ان کے اشتہاروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ مطبع کے پاس کام کی کثرت ہے“ ۱۸۴۹ء کی سرکاری رپورٹ کے مطابق حسب ذیل کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں تھیں

- ۱۔ قوانین دیوانی ترجمہ منصف مارش مین ۱۰۰
- ۲۔ دہ مخزن مسلمانوں کی ابتدائی تاریخ ۲۰۰
- ۳۔ کثیر الافادہ یا خلاصہ احکام فوج داری ۴۰۰
- ۴۔ معدن فیض ریاضی، جبر و مقایسہ مولفہ شیورپشاد
- ۵۔ تقویم ۴۸ - ۱۸۳۷ء ۱۰۰
- ۶۔ ” ۱۸۴۹ء ۷۰۰
- ۷۔ ” ۱۸۵۰ء ۵۰۰
- ۸۔ نقشہ ضلع میرٹھ ۵۰

۱۸۵۰ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ شب چندر نے مطبع سے کنارہ کشی اختیار کر لی ہے اب رام شنکر اس کو چلا ہے ہیں مطبع نے اس سال حسب ذیل کتابیں طبع کی ہیں تھیں

۱۔ صوبہ شمالی و مغربی کے اخبارات و مطبوعات ص ۲۲۰

۲۔ ” ” ” ” ” ص ۲۲۰

۳۔ ” ” ” ” ” ص ۲۲۱

۵۲۵

۲ پونکھی آدت ہر دے

५००

۳. تقویم ۶۱۸۵۰

۴۹.

٢ - ٥٨١

12.

۵۔ نقشہ پنجاب

۱۸۵۱ء میں نامساعد حالات کے باعث مطبع بند ہو گیا

تھا ۱۸۵۲ء میں دوبارہ سنی مبلغ کے بعد جاری ہوا۔

لیکن ۱۸۵۳ء میں مطبع و اخبار دونوں بند ہو گئے۔

مالک و مہتمم حکیم محبوب علی، مئی ۱۸۴۹ء سے ایک ہفتہ وار

اردو اخبار بنام مفتاح الاخبار بھی جاری کیا لیکن قلت

اشاعت کے باعث ۱۸۵۲ء میں بند ہو گیا۔ سرکاری

ریورٹ کے مطابق ۱۸۴۹ء کی مطبوعات حبائیل ہیں۔

۲۰۰

۱۔ تفسیر یوسف

۲۔ ہدایت المعلمین محمد نور اللہ خان بکھریونی ۳۰۰

۵. ۳. گلدسته فراست میر علی نجش

۲۰۰. مفرح القلوب فارسی طب

۵۔ کلید دانش اشرف علی خاں ۴۰۰

۳۰۰

۶۱۸۵۰. ۴. جنتی

۴. مرآة المخلوقات تاریخ عالم (فارسی) ۲۰۰

۱۸۵۰ء میں حسب ذیل کتابیں طبع ہو کر شائع ہوئیں تھیں۔

۱۸۴۹ مطبع قادری

۳۵۰ ۱۔ بحر الحقیقت منظوم قصص

۴۰۰ ۲۔ جنتری سود

۴۰۰ ۳۔ کریمیا

۴۰۰ ۴۔ نامہ حق فارسی نظم (اسلامیات)

۴۰۰ ۵۔ خالق باری

۴۰۰ ۶۔ سی پارہ الم

۴۰۰ ۷۔ سی پارہ عم

۴۰۰ ۸۔ محمود نامہ فارسی نظم (عشقیہ)

۴۰۰ ۹۔ انشائے فائق

۴۰۰ ۱۰۔ انشائے دل کشا

۱۸۵۱ء کی سرکاری رپورٹ کے اندراج کے مطابق

مطبع نے صرف ایک کتاب طبع کی ہے

۳۰۰ ۱۔ جنتری ۱۸۵۱ء

۱۸۵۲ء میں بھی مطبع نے صرف ایک کتاب مہیا کی ہے

۱۔ جنتری ۱۸۵۲ء

۱۸۵۱ء مطبع جام جہاں نما

ایشوری پرشاد اور چمن لال (چنی لال) نے اگست ۱۸۵۱ء

مطبع جام جہاں نما کے نام سے ایک مطبع قائم کیا اور

اسی نام کا ایک ہفتہ وار اردو اخبار ۳ ورق اوسط پر

طبع کر کے شائع کرتے تھے چنانچہ سرکاری رپورٹ

میں ہے کہ :

گزشتہ اگست (اگست ۱۸۵۱ء) ہی میں مطبع جام

۱۸۵۳ء کی سرکاری رپورٹ میں حسب ذیل مطبوعات
ملتی ہیں:

- ۱۔ پوتھی بھگت مل ۱۵۰
- ۲۔ صدر دیوانی کے فیصلوں کا خلاصہ ۲۵۰
- ۳۔ جنتری ۱۸۵۴ء ۳۰۰
- ۴۔ گنگا لہری ۵۰۰
- ۵۔ وشنو سہسرنام ۵۰۰

۱۸۵۸ء کی سرکاری رپورٹ میں ہے کہ
اس وقت میرٹھ سے صرف ایک اخبار جام جہاں نما
اسی نام کے مطبع سے شائع ہوتا تھا۔ فسادات کے
ایام میں سرکاری اعلانات و اشتہارات طبع کر کے
مالکان مطبع مقامی حکومت کے لئے بیحد کارآمد ثابت
ہوئے، آغاز فسادات میں اس کے علاوہ سات
اور چھاپہ خانے موجود تھے ان میں سے کسی نے بھی
ابھی تک کام شروع نہیں کیا، تین چھاپہ خانوں سے
اخبار بھی شائع ہوتے تھے۔

مالک مولوی ہاشم علی مرحوم، اجرائے ۲۴ اکتوبر ۱۸۵۹ء
اختر الدولہ نے سن اجراء ۱۸۶۴ء غلط درج کیا ہے۔
مولانا مرحوم مولانا محمد قاسم نانوتوی کے ہم عصر اور
دوست تھے چنانچہ حضرت نانوتوی دس گیارہ سال

۱۸۵۹ء مطبع ہاشمی

مطبع ہاشمی سے منسلک رہے اور دینی کتب کی تصحیح پر مامور تھے۔

مولوی ہاشم علی مرحوم نے اپنے عین حیات ہی میں مطبع کا سارا کاروبار اپنے بڑے بیٹے مولانا حکیم محمد عمر مرحوم کے سپرد کر دیا تھا لیکن موصوف کا ۱۸۸۸ء میں اچانک انتقال ہو گیا اس صدمہ جاں کاہ کی تاب نہ لا کر مولوی ہاشم علی بھی ۲۱ جنوری ۱۸۸۹ء کو چل بسے۔

مولوی ہاشم علی مرحوم کے وصال کے بعد مطبع کا سارا نظام منجھلے صاحبزادے محمد سراج نے سنبھالا، تحریک خلافت میں قومی خدمات کے صلے میں مطبع ضابطی کا شکار ہو گیا لیکن مولانا محمد سراج نے بالآخر حکمت عملی سے دوبارہ "جدید ہاشمی پریس" کے نام سے اجازت حاصل کر لی۔

دینی کتب کے ضخیم تراجم، اور صحت طباعت کے لئے یہ مطبع ملک بھر میں امتیاز رکھتا تھا اور اس مطبع کی مطبوعات اب بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ آزاد لائبریری میں ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۸۶۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۶۰ء مطبع آئینہ سکندر

آزاد لائبریری میں ۱۸۶۰ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

گبن پریس

مالک نجف علی اجرا سے ۱۸۶۰ء

مطبع منظر العجائب

مہتمم منشی وجاہت علی خاں ۱۸۶۰ء سے اس مطبع میں

مطبع نوید الابصار

اخبار عالم میرٹھ چھپنا شروع ہوا اور ۳۱ مئی ۱۸۶۵ء

تک برابر مطبع ہوتا رہا۔ آزاد لائبریری میں ۱۲۸۰ھ مطابق

۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

کیمپ میرٹھ گنیش گنج مالک رائے گنیشی لال مہتمم بابر بن
بھدر رائے پرنٹر شمشہو ناتھ۔ دو ہفتہ وار اردو اخبارات
ایک جلوہ طور ۴ ورق کلاں پر طبع ہو کر ہر جمعہ کو شائع
ہوتا تھا اور دوسرا میور گزٹ ۴ ورق اوسط پر طبع ہو کر
ہر چار شنبہ کو تقسیم ہوتا تھا اجرائے یکم جنوری ۱۸۶۱ء
گارساں دتاسی کے بیان کے مطابق یہ مطبع ۱۸۶۹ء
میں بھی موجود تھا بلکہ

۱۸۶۱ مطبع سلطان المطابع

سنبلستان مصنفہ منشی ہرگوپال تفتہ کا پہلا ایڈیشن،
آزاد لائبریری کی زینت ہے۔

مطبع مراۃ الصوائف

مطبع منشی عبدالحکیم
مطبع محب کوثر ہند

محلہ بڈھانہ دروازہ مجاریہ منشی جمیل الدین ہجر مرحوم مالک
سید اقبال الدین احمد مہتمم سید ہدایت علی اجرائے ۱۸۶۱ء
اخبار محب ہند ہفتہ وار ۲ ورق اوسط پر طبع ہو کر ہر
جمعہ کو شائع ہوتا تھا۔

۱۸۶۱

مالک محمد امیر، مہتمم محمد حیات، اس مطبع سے نجم الاخبار
ہفتہ وار طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ آزاد لائبریری میں ۱۸۶۲ء
اور ۱۸۶۶ء کی مطبوعات کے علاوہ نجم الاخبار مورخہ
۲۴ جولائی ۱۸۶۹ء کا شمارہ بھی محفوظ ہے۔

۱۸۶۲ مطبع ضیائی

مالک و کاتب منشی ممتاز علی موصوف بہادر ظفر نے
زرین رقم کا خطاب بھی عطا فرمایا تھا۔ آزاد لائبریری میں

۱۸۶۵ مطبع مجتباتی

۱۲۸۲ھ مطابق ۱۸۲۵ء ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء ۱۲۸۷ھ مطابق ۱۸۶۹ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مالک مہتمم منشی وجاہت علی خاں، اخبار عالم پہلے مطبع نور الاخبار میں طبع ہوا تھا یکم جون ۱۸۶۵ء سے ذی مطبع دارالعلوم کے نام سے قائم کیا گارساں داسی نے سن اجار ۱۸۶۸ء غلط درج کیا ہے۔ آزاد لائبریری میں ۱۲۶۸ھ مطابق ۱۸۶۵ء ۱۸۶۵ء اور ۱۹۰۴ء کی مطبوعات محفوظ ہیں۔

مطبع دارالعلوم

اخبار عالم مورخہ ۹ مارچ ۱۸۶۵ء میں تذکرہ ملتا ہے۔

اجرائے ۱۵ ستمبر ۱۸۶۶ء

آزاد لائبریری میں ۱۸۶۷ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
مالک نختن لال جوالا پرشاد کاتب وزیر علی اجرائے ۱۸۷۰ء آزاد لائبریری میں ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع احمدی

مطبع احباب

۱۸۶۶

مطبع جہانگیری

۱۸۶۷

مطبع جوالا پرشاد

۱۸۷۰

مطبع چشمہ فیض

۱۸۷۲

مطبع کریم المہتاب

برم پریس

مطبع عثمانی

۱۸۷۵

محلہ قصابان واقع گزری بازار مالک شیخ رحیم اللہ مہتمم حسین بخش پرنٹر عبدالکریم کاتب فخر الدین اجرائے ۱۸۷۲ء مہتمم کریم بخش بلہ مہتمم بھگوان داس نے مالک علیم الدین خان۔ اختر الدولہ نے اس کا سن اجار ۱۵ اپریل ۱۸۸۲ء غلط درج کیا ہے۔ آزاد لائبریری

میں ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۵ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔
 محلہ گنیش گنج مالک رائے گنیشی لال مہتمم بابو بن بھدر رائے
 برنٹر بابو خوش وقت رائے اجرائے ۱۸۷۷ء

۱۸۷۷ء مطبع شاہنشاہی

مالک حافظ محمد اکبر مہتمم عبدالصمد خاں اجرائے جنوری
 ۱۸۷۷ء

اعلیٰ پریس

آزاد لائبریری میں ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۹۷۷ء کی مطبوعہ
 کتاب محفوظ ہے۔

مطبع ممتاز المطابع

مالک مہتمم کلیان رائے اجرائے جنوری ۱۸۷۹ء۔
 آریہ سماچار ماہانہ ۱۶ ورق خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا
 گورنمنٹ گزیٹ کے اندراج کے مطابق ۱۸۹۶ء میں
 اس کے مہتمم کشن سروپ درما تھیلے آزاد لائبریری میں
 ۱۸۸۰ء ۱۸۹۳ء اور ۱۸۹۵ء کی مطبوعات ملتی ہیں۔

۱۸۷۹ء مطبع ودیا درپن

محله اندر کوٹ سپٹ بازار مہتمم فخر الدین اختر الدولہ نے
 اس کا سن اجراء یکم جنوری ۱۸۸۷ء درج کیا ہے حالانکہ
 آزاد لائبریری میں ۱۲۹۸ھ مطابق ۱۸۸۱ء کی مطبوعہ
 کتاب محفوظ ہے۔

۱۸۸۱ء مطبع فخر المطابع

مالک سید محمد ترضی خاں بیان ویزدانی کاتب شوکت علی
 لوح نویس قائم علی اجرائے یکم جنوری ۱۸۸۱ء آزاد لائبریری
 میں ۱۸۸۹ء کی مطبوعہ کتاب محفوظ ہے۔

مطبع حدیقۃ العلوم

مالک منشی گھاسی رام کاتب مشتاق اجرائے ۱۵ جنوری

۱۸۸۲ء مطبع کاشی پرکاش

۱۸۸۲ء

- ۱۸۸۳ مطبع جماعت تجارت متفقہ اسلامیہ ، محلہ لہساڑی دروازہ اندر کوٹ مکان مرزا حسین علی خاں مہتمم حافظ محمد اکبر مطبع ہذا اصلاً مجلس اسلامیہ کی ملکیت تھا اجراءے ۲۰ جنوری ۱۸۸۳ء
- مطبع شوکت المطابع مالک مولوی احمد حسن شوکت میرٹھی مالک و مدیر اخبار شمعہ ہند ، اخبار مذکور ۴ ورق اوسط پر ہر ماہ یکم ، ۸ ر ۱۶ ۲۴ تاریخ کو طبع ہو کر شائع ہوتا تھا ۔ اجراءے ۲۰ جنوری ۱۸۸۳ء
- میرٹھ پریس محلہ سہراب دروازہ مالک باسدیو ، اجراءے ۱۸۸۳ء اولاً مطبع کا نام میرٹھ پریس تھا لیکن ۱۸۹۰ء میں گیان پرکاش میں بدل گیا ۔
- ۱۸۸۵ میڈیکل ہال پریس مالک پنڈت ہوشیار سنگھ کاتب محمد حسن پریس مین پیارے لال اجراءے ۱۸۸۵ء
- ۱۸۸۶ مطبع گلزار محمدی مالک محمد خلیل مہتمم محمد رفیع اس کو مطبع قیصر ہند بھی کہتے تھے اجراءے یکم فروری ۱۸۸۶ء
- ۱۸۹۰ مطبع جگت پرکاش آزاد لائبریری میں ۱۸۹۰ء اور ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۸۹۵ء کی مطبوعات محفوظ ہیں ۔
- مطبع چین ہند مہتمم علامہ الدین بارہ الہ بخش مملوکہ آزاد لائبریری ۱۸۹۰ء میں طبع ہو کر شائع ہوا ۔
- مطبع شگوفہ فیض آزاد لائبریری میں ۱۳۰۷ھ مطابق ۱۸۹۰ء کی مطبوعات کتاب محفوظ ہے ۔
- مطبع افضل المطابع آزاد لائبریری میں ۱۸۹۶ء اور ۱۸۹۷ء کی مطبوعات محفوظ ہیں ۔
- مطبع نامی مالک منشی محبوب علی مہتمم منشی محمد نذیر اجراءے ۱۸۹۶ء

آزاد لائبریری میں ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۹۰۰ء کی مطبوعہ کتاب
محفوظ ہے۔

۱۹۰۰ مطبع فیض عام

مطابع ملیسور :

مالک سید قادر بادشاہ قادری اجرائے ۱۸۸۰ء

۱۸۸۰ مطبع نبوی

مطابع مین پوری :

مالک منشی پیارے لال مہتمم ہرکرن داس اجرائے ۱۸۷۰ء
آزاد لائبریری میں عنایت نورس مطبوعہ محفوظ ہے۔

۱۸۷۰ مطبع شرمند

۱۸۹۰ مطبع ضیاء

مطابع ناگپور :

محلہ صدر بازار چھاپہ آہنی، مالک عثمان خاں مہتمم محمد یعقوب
اجرائے یکم مارچ ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ مطبع عثمانی

مہتمم جہانگیر خاں بصیر اجرائے یوم دوشنبہ ۳ جولائی، ۱۸۸۷ء

۱۸۸۷ البرٹ پریس

مطابع نینی تال :

اجرائے جنوری ۱۸۷۳ء

۱۸۷۳ نینی تال پریس

۱۱

مطابع ہردوئی :

منصوم پورہ مالک منشی ہزاری لال منصوم مہتمم شیخ منیر احمد
بابولی تاریخ اجراء ۱۸۶۷ء

۱۸۶۷ ہردوئی پریس

ہردوئی پریس کے اجراء کے چند سال کے بعد سید قدرت علی

مطبع انوار احمدی

شاہ جہاں پوری نے خرید لیا تھا اور ۱۸۷۹ء تک سی نام

سے جاری رکھا، سنہ مذکور میں سید صاحب اللہ کو
پیارے ہو گئے تو ملکیت سید احمد علی اور سید رفعت علی
کی طرف منتقل ہو گئی لیکن عنان اختیار سید احمد علی کے
ہاتھ میں پہنچی تو مطبع انوار احمدی ہو گیا اس کے بعد سید
رفعت علی نے اپنا ذاتی پریس قائم کیا دونوں پریس
۱۸۹۵ء تک موجود تھے۔

آزاد لاہوری میں ۱۸۸۸ء اور ۱۸۹۸ء کی مصبوعات
محفوظ ہیں۔

۱۸۸۸ مطبع مرقع عالم

مالک کنور درگا پرشاد اجرائے ۱۸۹۲ء

۱۸۹۲ کوئین پریس

مالک مطاع اللہ خاں اجرائے ۱۹۰۰ء

۱۹۰۰ کوکس پریس

ستی پرچارک پریس

مطابع ہوشنگ آباد:

مالک ابو الفضل مرزا عبدالکریم، ہفتہ وار اردو اخبار
۴ ورق اوسط پر ہر ماہ طبع ہو کر ۱۵، ۲۲، ۲۹ تاریخ
کو شائع ہوتا تھا۔ اجرائے ۸ مئی ۱۸۸۴ء

۱۸۸۴ مطبع موج زبدا

مطابع ہوشیار پور:

مالک لالہ نرائن داس وکیل ایک پندرہ روزہ اخبار آتالیق
زمینداران ۱۶ ورق خرد پر طبع ہو کر شائع ہوتا تھا۔ اجرائے
یکم اپریل ۱۸۷۷ء

۱۸۷۷ آتالیق زمینداران پریس

مالک سندھی خاں صفی کاتب سلطان علی۔ اجرائے
یکم جون ۱۸۸۴ء آزاد لاہوری میں ۱۸۸۶ء کی مصبوعہ
کتاب محفوظ ہے۔

مطبع سفیر پنجاب

قوانینِ پریس

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی نادارہ روزگار بدعہدی، لا قانونیت اور جور و ستم کا عجیب و غریب مرکب تھی چنانچہ اٹھارہویں صدی کے اواخر میں جس نے صدائے عدل بلند کی یا کمپنی کے جبر و استبداد کا پردہ چاک کیا سر زمین ہند اس پر تنگ ہو گئی۔ اگرچہ کمپنی کا دامن قانونِ صحافت سے خالی تھا لیکن برسوں لا قانونیت ہی قانون بنی رہی۔ ولیم بولٹس جیمس کئی اور ڈوآن جیسے زور آور حریف جبراً ملک بدر کئے جاتے رہے۔

قانونی حیثیت سے اولاً سنسر کا آغاز ہوا تو مدراس کے اخبارات اس کی گرفت میں آ گئے اور آزادی رائے کا دامن ہاتھ سے جاتا رہا۔ اگر بھولے بسرے کسی صحافی کا قلم بہک گیا تو فوراً دستِ تادیب بلند ہو گیا اور غریب اڈیٹر نے فوراً معذرت کر لی لیکن بنگال پریسیڈنسی کا حال نسبتاً مختلف تھا سرکاری اور نیم سرکاری اخبارات سنسر کی غیر قانونی حیثیت کے باوجود محتاط تھے اور ہر لحظہ کمپنی بہادر کا دم بھرتے تھے۔ اگر کبھی شعوری یا غیر شعوری طور پر منشاء مبارک کے خلاف کوئی جملہ نکل جاتا اظہارِ ندامت سے گریز نہ کرتے تھے چنانچہ ۱۰ فروری ۱۸۵۷ء کے کلکتہ گزٹ میں ہے کہ :

گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ہم کو (کلکتہ گزٹ) ہدایت کی ہے کہ ولایتی اخبارات کے بعض اقتباسات جو اس اخبار میں شائع ہوئے ہیں ان کے متعلق ہم ان (گورنر جنرل باجلاس کونسل) کی ناپسندیدگی کا

اظہار کریں یہ اقتباسات اس وقت شائع ہو گئے تھے جب اڈیٹر اخبار کی ذمہ داریاں ایک دوسرے شخص کے سپرد کر کے ضرورتاً باہر گیا تھا۔ لیکن آزاد منش، مطلق العنان اور نبرد آزما صحافی حدود قانون سے بے نیاز شخصی اور اجتماعی، سیاسی اور اخلاقی، معاشی اور معاشرتی فرو گذاشت اور کوتاہی، سفاکی اور چیرہ دستی، حق تلفی اور نا انصافی شرفروشانہ انداز سے عوام تک پہنچاتے رہتے تھے اور پتہ پتہ بوطا بوطا فکر و عمل کی ہر لغزش اور قلب کی ہر دھڑکن سے باخبر رہتا تھا۔

لارڈ ویلزلی نے زمام اختیار سنبھالی تو ہر سمت سے مصائب اور آزمائش کے بادل امنڈ آئے اگر ایک طرف فرانسیسی اہل فکر و اقتدار حریفانہ مستعد اور برسرِ پیکار تھے تو دوسری طرف ٹیپو سلطان شہید کی وطن دوستی، جاں نثاری اور سرفروشی بلائے ناگہانی بنی ہوئی تھی مزید برآں اپنے ہم جنس اور ہم وطن اقتدار کے رسیا، ثروت کے طالب، کبر و پندار کے دشمن ہر لحظہ تنزل و تذلیل پر کمر بستہ تھے ویلزی شیر دل سلطان ٹیپو سے نبرد آزما تھا کہ چارلس برنس (اڈیٹر ایشیاٹک میر) نے اپنے اخبار میں سرکارِ کمپنی بہادر کی عسکری قوت اور روسائے ہندوستان کی فوجی طاقت کا موازنہ کر کے بعض اعداد و شمار بھی شائع کئے چونکہ یہ انکشاف کمپنی کے منافع اور اقتدار کے منافی تھا اس لئے ویلزی جوش غضب سے بے تاب ہو گیا اور کمانڈر انچیف کے نام نجی خط میں لکھا کہ :

میں عنقریب مدیرانِ اخبار کے سارے قبیلے کو قابو میں لانے کے لئے ضوابط مرتب کر کے روانہ کروں گا اس اثناء میں اگر آپ اس قسم کے اخبارات کو شراٹگیزی نہ روک سکیں تو جبراً بند کر دیں اور ان کے اڈیٹروں کو یورپ روانہ کر دیں،

(۱ اپریل ۱۷۹۹ء)

چنانچہ دوسرے ہی مہینے (مئی ۱۹۹۹ء) مذکورہ افکار نے قانونی صورت اختیار کر لی اور پینج نکاتی ضوابط کے روپ میں جاری ہو گئے :

- ۱۔ ہر اخبار کے ناشر (پرنٹر) کے لئے لازم ہے کہ پرنٹ لائن پر اپنا نام درج کرے۔
- ۲۔ ہر اخبار کے مالک و مدیر کا فرض ہے کہ حکومت کے سکریٹری کو اپنے نام اور جائے قیام سے مطلع کریں۔

۳۔ اتوار کے روز اخبار شائع نہ کیا جائے۔

۴۔ کوئی اخبار اس وقت تک ہرگز شائع نہ کیا جائے جب تک حکومت کا سکریٹری اس کے تمام اندراجات کا معائنہ نہ کرے۔

۵۔ مذکورہ قواعد میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی پر فوراً یورپ کو روانگی کی سزا دی جائے گی بلکہ

اسی کے ساتھ ضوابط کی تکمیل کی غرض سے سکریٹری کی رہنمائی کے لئے ہدایات جاری کی گئیں کہ :

کوئی اخبار کمپنی کی مالیات کی تفصیلات ، افواج کی آمد و رفت ، بحری جہازوں کی نقل و حرکت ، عسکری و بحری تنظیم ، اور فوجی اسباب کے نقل و حمل کی خبریں نہ چھاپے نیز یورپ کے اخبارات کے ایسے اقتباسات شائع نہ کرے کہ جس سے مقامی روساء کے ساتھ کمپنی کے تعلقات اور مفاد کو نقصان پہنچے ، ایسی کوئی خبر نہ چھاپی جائے جس سے غنیم کو نفع پہونچے ، یا کمپنی کے مقبوضات میں اشتعال یا بے حسنی پھیلنے کا امکان ہو ، کمپنی اور دیسی ریاستوں کی صلح یا جنگ کے بارے میں قیاس آرائی نہ کی جائے سرکاری افسروں کے طرز عمل اور افراد کے ذاتی کردار پر تبصرہ نہ کیا جائے ۷

ویلیزلی کی آرزو تھی کہ سرکاری اطلاعات اور اشتہارات کی اشاعت کے لئے سرکاری اخبار اور گزٹ جاری کیا جائے اور عوام الناس کی ذہنی تربیت کے لئے سرکاری قوانین کا انتخاب بھی شائع کیا جائے تاکہ بے مہار صحت کے مضر اثرات کا ازالہ ہو سکے، لیکن اخراجات کے غیر معمولی بار کے باعث یہ خیال ترک کرنا پڑا اس کے علاوہ مشنریوں کو کلکتے میں مطبع قائم کرنے سے صاف انکار کر دیا اور انھیں سیرام پور کی ہجرت پر مجبور کر دیا۔

فتوحات دکن کی وجہ سے ویلیزلی کی عظمت و ہیبت قلوب پر کچھ اس طرح مسلط اور غالب تھی کہ تمام شہرہ پشت اخبار نویسوں نے تسلیم خم کر دیا حتیٰ کہ ایک فرد بھی اس کے خلاف احتجاج کی جرأت نہ کر سکا۔ اس وقت بنگال پریسیڈنسی میں سات ہفتہ وار اخبار جاری تھے بلکہ سب نے بالاتفاق بے چون و چرا اطاعت کا وعدہ کر لیا اس سے قبل ۱۷۸۶ء میں چار ہفتہ وار اخبارات اور ایک ماہانہ رسالہ جاری تھا لیکن موجودہ قوانین کے اجراء کے وقت (۱۷۹۹ء) صرف کلکتہ گزٹ باقی رہا باقی چل بسے، لیکن کلکتہ گزٹ کی حیثیت سرکاری گزٹ کی تھی کوئی آزاد اخبار نہ تھا غالباً اس لئے سرکاری رپورٹ میں اخبارات کے ذیل میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا بلکہ

ویلیزلی کی عزیمت و جبروت کا سلسلہ سلطان شہید کے خلاف فتوحات سے شروع ہو کر قلعہ بھرت پور کی ہزیمت تک پہنچا کرنل مانسن اور لارڈ لیک نے پے درپے حملے کئے اور ناکام ہی واپس آئے اور فوج کا بڑا حصہ میدان کارزار میں کام آگیا چنانچہ راجپوتانہ کی شکست ہی ویلیزلی کے زوال کا سبب بنی اور سارا کبر و پندار خاک میں مل گیا اور بالآخر ۱۸۰۵ء میں نامراد انگلستان بلایا گیا۔ انجام کار میدان صحت کے شہ شوار، ضوابط و قوانین سے بے نیاز اشتہاب قلم کے جوہر دکھانے لگے

۱۔ بنگالی ہرکارو، مارنگ پوسٹ، ٹیل گراف، کلکتہ کوریئر اور نیٹل اسٹار، انڈیا گزٹ اور ایشیاٹک میرر۔

اشاعت سے قبل سنسر کا سلسلہ بڑی حد تک منقطع ہو گیا افواج کی نقل و حرکت اور دوسرے اہم اسرار منصفہ شہود پر آگئے۔ اخبارات و کتب میں ممنوعات کی اشاعت عام ہو گئی چنانچہ گورنر جنرل باجلاس کونسل نے ۹ اپریل ۱۸۰۷ء کو کلکتے کے ساتھ اخبارات میں سے چھ کے نام استغائی احکامات جاری کئے۔ اخبارات اور مطابع پر مزید پابندیاں عائد کیں اور تمام پبلک جلسے ممنوع ہو گئے لیکن ان قیودات کا نتیجہ یہ ہوا کہ ممنوعات کی اشاعت اخبارات کے بجائے اشتہارات کے ذریعے عام ہو گئی۔ مصنف اور ناشر کے ناموں کا اظہار یکسر معدوم ہو گیا۔ سیرام پور کے مشنریوں نے بعض ایسے کتابچے شائع کئے جن میں ہندو مسلم عقائد پر جارحانہ حملے کئے گئے تھے چنانچہ ۱۸۱۱ء میں لارڈ منٹو (گورنر جنرل باجلاس کونسل) نے ان کتابچوں کو اشتعال انگیز قرار دے کر مشنریوں کو حکم دیا کہ وہ اپنا پریس سیرام پور سے کلکتہ منتقل کر لیں لیکن ان لوگوں نے نقل و حمل کے مصارف کا عذر کیا اور سنسر کے ضوابط کو قبول کر لیا، اس کے علاوہ کلکتے کے تمام مطابع کو انتباہ کیا گیا کہ ہر گونہ اشاعت پر طابع اور ناشر کا نام ضرور دیا جائے مزید براں جان ایڈم کو اس محکمے کا افسر اعلیٰ مقرر کیا لیکن جب صورت حال اس طرح درست نہ ہوئی تو ۱۸۱۲ء میں یہ حکم نافذ ہوا کہ خرید و فروخت اور کرایے پر مکانات کے اعلان کے سوا جتنے اشتہارات طبع ہوں ان کے مسودات پہلے سنسر کرائے جائیں۔

مذکورہ قوانین کے نفاذ اور ایڈم کے تقرر نے اخبارات اور مطابع کی بے راہ روی (آزادی) کا خاتمہ کر دیا چنانچہ ۱۸۱۳ء میں جب لارڈ سیٹنگر برسر اقتدار آئے تو کلکتہ، مدراس اور بمبئی کے تمام اخبار نویس اور ناشر جادۂ اعتدال پر گامزن تھے لیکن موصوف نے حسب ذیل ہدایات جاری کیں :

۱۔ تمام اخبارات ضمیمے اور ضمنی مطبوعات کے مسودات طباعت سے قبل چیف سکرٹری کو دکھائے جائیں۔

۲۔ اسی طرح تمام اشتہارات کے مسودات بھی چیف سکرٹری سے سنسر کرائے جائیں۔

۳۔ جو کتابیں چھاپنی مقصود ہوں ان کے نام چیف سکریٹری کو بھیج دے جائیں، چیف سکریٹری چاہے گا تو اشاعت کی اجازت دے دے گا اور اگر مناسب سمجھے گا تو کتاب کا مسودہ معائنہ کے لئے منگوائے گا۔

۴۔ پہلے سب صحافتی قوانین قائم رہیں گے۔

اگرچہ جان ایڈم قوانین صحافت کے نفاذ میں متشدد تھے لیکن لارڈ ہسٹنگز آزادی صحافت کے قائل تھے ایڈم بیمار ہو گئے تو بیل نے سنسر کی خدمات انجام دیں۔ اسی اشار میں ان کا مارنگ پوسٹ کے ایڈیٹر ہٹیل سے مناقشہ ہو گیا۔ یہ اخبار کے بعض پاروں کا اخراج چاہتے تھے۔ ایڈیٹر نے عذر کیا تو انھوں نے اصرار کیا اس پر ایڈیٹر نے صاف انکار کر دیا اور مزید یہ بھی کہا کہ میں ہندوستانی نژاد ہوں (موصوف کے والد انگریز اور ماں ہندوستانی تھیں) اس لئے آپ میرا ہندوستان سے اخراج بھی نہیں کر سکتے۔ اس پر لارڈ ہسٹنگز نے سنسر کا حکم ختم کر دیا لیکن کورٹ آف ڈائریکٹرس کی رضا بھی مقصود تھی (جو آزادی صحافت کی مخالف تھی) اس لئے ۱۹ اگست ۱۸۱۸ء کو ایک ہدایت نامہ جاری کیا جس میں حسب ذیل امور اور معاملات کی اشاعت کی ممانعت کر دی گئی:

۱۔ آئزبل کورٹ آف ڈائریکٹرس یا انگلستان کے وہ دوسرے افسران جن کا حکومت ہند سے تعلق ہو ان کے رویے پر اظہار ملامت کرنا یا مقامی حکومتوں کی سیاسی سرگرمیوں کا تجسس کرنا یا کونسل کے ممبران، عدالت عالیہ کے جج یا کلکتے کے لاٹ پادری کی شان میں اہانت آمیز جملے استعمال کرنا۔

۲۔ ایسے معاملات پر بحث کرنا جن سے ہندوستانیوں کے دلوں میں خوف و ہراس یا شبہات پیدا ہونے کا احتمال ہو یا جن سے ہندوستانیوں کے مذہبی عقائد اور رسوم میں دخل اندازی ہوتی ہو۔

۳۔ انگریزی یا دوسری زبانوں کے اخبارات سے ایسے اقتباسات شائع کرنا جو مذکورہ بالا واقعات کے ذیل میں آتے ہوں یا جن سے ہندوستان میں برطانوی شہرت اور وقار کو ٹھیس پہنچنے کا احتمال ہو۔

۴۔ کسی فرد کے بارے میں اشتعال انگیز یا اہانت آمیز جملے لکھنا یا شخصی فضیحتوں کو شائع کرنا، جس سے سماج میں نفرت کے پھیلنے کا احتمال ہو رہا ہے

لیکن باہمی اعتماد کی فضا کو بحال کرنے اور مدیرانِ اخبار میں احساسِ خود نگری کو عام کرنے کے لئے مذکورہ ضوابط کے ساتھ ساتھ تمام اخبار نویسوں کو مطلع کیا گیا کہ :

ان قواعد کی پابندی کے سلسلے میں ایڈیٹروں کی فہم اور ان کی مال اندیشی پر اعتماد کر کے گورنر جنرل باجلاس کونسل اخبارات کی طباعت سے قبل ان کے مسودات کو سرکاری افسروں کے سامنے معائنہ کے لئے پیش کرنے کے طریقے کو بخوشی منسوخ کرتے ہیں اب کسی ایسی بات کی اشاعت کے جواب دہ وہ خود ایڈیٹر ہوں گے جس سے احکام بالا کی یا اس برطانوی قانون کے اصولوں کی کوئی خلاف ورزی ہو جو اس ملک میں نافذ ہیں۔ ان قواعد سے اگر انحراف کیا گیا تو گورنر جنرل باجلاس کونسل جبرم کی نوعیت کے اعتبار سے جو کارروائی مناسب سمجھیں گے عمل درآمد ہوگا مزید براں ایڈیٹروں کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اخبار یا رسالے یا ضمیمے کی ایک کاپی چیف سکریٹری کے دفتر میں التزام سے بھیجا کریں !

جے۔ ایڈم

چیف سکریٹری گورنمنٹ

۱۹ اگست ۱۸۱۸ء

اسی اثنائے دو عظیم شخصیات آفتاب و مہتاب بن کر نمودار ہوئیں ایک جان ملک بکھنگم اور دوسرے راجہ رام موہن رائے۔ دونوں ہی ہوش مند، باخبر اور دیدہ و صحافی تھے لیکن طبائع میں زبردست اختلاف اور تضاد تھا۔ اول الذکر جرأت و تہور سے سترہا، سیما پا اور ناقابلِ تسخیر اور موخر الذکر زیر قلم سے آراستہ، نرم خواہ اور مستقیم الاحوال تھے لیکن دونوں نے آزادی صحافت کی خاطر جرأت و بصیرت کا اظہار کیا اور اپنے وجود باوجود سے بیش بہا خدمات انجام دیں، بنگلہم نے میدانِ صحافت میں قدم رکھا

تو پہلے ہی شمارے میں آزادی صحافت کا صنور پھونکا اور اخبار کے سرورق پر دستور العمل درج کیا۔
 اخبار نویس کا فرض ہے کہ وہ عمائدین سلطنت کو ان کے فرائض برابر یاد دلانا
 رہے اور ان فرد گزشتوں پر شدت سے فہمائش کرتا رہے اور تلخ حقائق
 کو منظر عام پر لاتا رہے۔ کیونکہ اگر کوئی قانون ساز ادارہ موجود نہ ہو تو حکومت
 غیر ذمہ دار ہوتی ہے اس لئے اس پر صحافتی تنقید ضروری ہے۔

۱۸۱۸ء کی فتوحات اور عظیم واقعات میں سے کلکتہ جنرل کا اقرار ہے۔ یہ سہ روزہ اخبار
 تھا جو آٹھ صفحات پر طبع ہوتا تھا چونکہ اہل دول کے اشتراک سے جاری کیا گیا تھا اس
 لئے اقتصادی بحران سے بے نیاز اور دھگ پاڑی کے اراکین اور زعماء کی سرپرستی
 کے باعث جرأت زندان کا علم بردار تھا بکنگھم اپنی ذات کے اعتبار سے بھی بحری کمانڈر
 تھا اس لئے تلامذہ خیز بحری اسفار میں سمندر کے جلال و جبروت سے مستغنی منزل جاناں
 تک پہنچنے کا عادی تھا چنانچہ اخبار کا پہلا شمارہ منظر عام پر آیا تو کلکتہ کی صحافتی فضا
 میں زلزلہ آگیا لیکن تمام اہل نظر نے اس کے حسن ترتیب و انتخاب کی داد دی اور اخبار کی
 مقبولیت کا بازار گرم ہو گیا معاصر اخبارات معرض خطر میں آ گئے۔ حزب مخالف کے
 صحافی پادری سیمول جمیس برائس نے اپنے اخبار ایشیاٹک میرر کے ذریعہ زبردست
 دفاع کیا لیکن بالآخر ناکام ہو کر اخبار بند ہو گیا۔

بکنگھم کی حق گوئی اور بے باکی نے اخبار کی مقبولیت اور شہرت میں چار چاند
 لگا دئے تین سال کے قلیل عرصے میں سہ روزہ سے روز نامہ ہو گیا ۱۸۲۲ء میں خریداروں
 کی تعداد ایک ہزار تک پہنچ گئی اور مالیت کا اندازہ چالیس ہزار پونڈ سالانہ آمدنی

۱۸۱۸ء اخبار ۲ اکتوبر ۱۸۱۸ء

۲۷ جمیس سلک بکنگھم بحری کمانڈر کی حیثیت سے ہندوستان پہنچا اثنائے راہ میں مدعا کرے
 حبشی غلام بھی جہاز پر سوار کئے گئے اس کے خلاف موصوف نے سخت احتجاج کیا اور
 اپنے عہدے سے مستعفی ہو گئے اس اصول پرستی نے نہ صرف کلکتہ کے عوام بلکہ گورنر جنرل اور لاٹ پادری کو بھی
 بیدار کیا۔

آٹھ ہزار پونڈ سے کم نہ تھی۔

بکنگھم آزادی صحافت کا زبردست داعی اور حکومت کے لامحدود اختیارات کا زبردست دشمن تھا چنانچہ اس نے ارباب اقتدار کی ذخیرہ اندوزی، اقربا پروری اور ظالمانہ روش کا پردہ چاک کیا حتیٰ کہ ایک کالم صرف شکایات کے لئے مخصوص تھا، وہ رستم صحافت اور پیکر شجاعت، عظمت و ہیبت اور قوت و صلابت سے بے نیاز شمشیرِ قلم کے جوہر دکھاتا رہا چنانچہ آزادی صحافت کے زبردست مخالف مسٹر ایلٹ (گورنر مدراس) کی میعاد ملازمت میں تین سال کی توسیع کی گئی تو بکنگھم نے لکھا کہ:

ہماری پاس مدراس سے ایک خبر گھرے سیاہ حاشیے میں موصول ہوئی ہے یہ مخصوص حاشیہ غالباً اسی خبر کے لئے بنایا گیا ہے اسی تحریر سے یہ افسوسناک خبر معلوم ہوئی کہ مدراس میں مسٹر ایلٹ کی مدت حکومت میں تین سال کی توسیع کر دی گئی ہے۔ اس توسیع کو مدراس میں مصیبتِ عامہ سے تعبیر کیا جا رہا ہے اور ہمیں اندیشہ ہے کہ اسے سارے ملک میں اسی نظر سے دیکھا جائے گا۔

اس پر مسٹر ایلٹ نے مرکزی حکومت سے احتجاج کیا لیکن فہمائش کے باوجود بکنگھم نے اپنی روش سے سرمو انحراف نہ کیا اس کے بعد چیف جسٹس اور لارڈ پشپ کی باری آئی تو انھوں نے بھی کاری زخم کھائے حکومت موخر الذکر کے بارے میں بے حد حساس تھی اس لئے تنبیہ کی گئی کہ اگر آئندہ ایسی نازیبا حرکت سرزد ہو گئی تو قیام ہندوستان کا اجازت نامہ منسوخ کر کے فوراً انگلستان واپس کر دیا جائے گا مگر موصوف نے اس حکم امتناعی کو بھی ناقابلِ اعتنا سمجھا اور بے خوف و خطر اپنی آرا کا اظہار کرتے رہے۔

بکنگھم کے پے درپے حملوں سے اراکین دولت کا ناطقہ بند تھا اور کونسل کے تین ممتاز ممبران جان ایڈم، جان فینڈل اور ولیم بڑورتھ ہیلی موصوف کے خونخوار حریف

تھے صرف ایک ہسٹنگز کی ذات تھی جو ہر نازک موڑ پر دفاع کا کام دیتی تھی چنانچہ عاجز آکر جان ایڈم نے ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا مگر منہ کی کھائی البتہ بکنگھم کے چھ سو پونڈ پر پانی پھر گیا اس کے بعد ایڈووکیٹ جنرل نے عدالت فوجداری میں استغاثہ کیا، وہاں جسٹس میکناٹن کی عظیم شخصیت اڑے آگئی اور بکنگھم کا بال بیکانہ ہوا۔

مذکورہ حادثات کے بعد کلکتہ جنرل میں کسی فوجی افسر کی طرف سے ایک گم نام خط شائع ہوا جس میں دعویٰ کیا گیا کہ کمپنی کے حکام برسر عدالت دیسی باشندوں کو خوفزدہ کرتے ہیں حکومت نے نامہ نگار کا نام دریافت کیا تو موصوف نے لیفٹیننٹ کرنل رابن کا حوالہ دیا چنانچہ جو بیس گھنٹے کے اندر اخراج عمل میں آ گیا۔ ایڈم نے اس موقع پر بکنگھم کے اخراج کی پھر زبردست تحریک کی مگر حسب معمول مسترد ہو گئی بالآخر سارے حریف لارڈ ہسٹنگز کا بردباری اور اغماض اور جسٹس میکناٹن کی قانون دانی سے عاجز ہو کر دوبارہ میدان صحافت میں اتر آئے اور جان بل ان دی ایسٹ کے نام سے اخبار جاری کیا اور بکنگھم کے زخم خوردہ دیرینہ رقیب پادری جمیس براس کو اڈیٹر مقرر کیا۔ حریفوں میں زبردست رن پڑا مگر بکنگھم ہی کا پالا بھاری رہا۔

جمیس براس نے دعویٰ کیا کہ لارڈ ہسٹنگز کو خواہ مخواہ آزادی صحافت کا حامی قرار دیا جاتا ہے حالانکہ ان کا یہ مقصد کبھی نہیں رہا کہ اخبارات آزادی کی فضا میں سانس لیں اس پر بکنگھم نے لارڈ ہسٹنگز کے موقف کی فصیح و بلیغ انداز سے تصریح کی اور لکھا کہ ۱۸۱۸ء میں جو ضوابط جاری کئے گئے تھے ان کی حیثیت ردی پرزے سے زیادہ نہیں۔ کیونکہ وہ قانونی حیثیت نہیں رکھتے جان ایڈم کو اس پر غصہ آیا اور اس نے دوسرے ممبران کی معیت میں گورنر جنرل سے استدعا کی کہ ایسا قانون بنایا جائے جس کی رو سے چھاپے خانے کے مالکوں کے لئے لائسنس لینا ضروری قرار دیا جائے اور حکومت کو اختیار ہو کہ وہ جب چاہے لائسنس ضبط کرے لیکن لارڈ ہسٹنگز کی عالی ظرفی نے سکوت ہی پر اکتفا کیا۔

اس اثناء میں ایک حادثہ اور پیش آ گیا کہ ڈاکٹر جمیس کاسپرٹنڈنٹ کی حیثیت سے میڈیکل اسکول میں تقرر کیا گیا بکنگھم نے اسے نا عاقبت اندیشی اور اقربا

پروری پر محمول کیا اور زبردست نکتہ چینی کی اور لکھا کہ ڈاکٹر صاحب موصوف^{۱۱} اس منصب کے علاوہ تین اہم منصب پر فائز ہیں اس لئے ایسا موصوف انسان اس محل پر مناسب نہیں ہے۔ ڈاکٹر جیمسن فرط غضب سے بے قابو ہو گئے جان ایڈم نے پھر اخراج کی تجویز پیش کی اور جان فینڈل اور سیلی نے پر زور تائید کی مگر لارڈ ہسٹنگز نے حکمت سے پھر عذر کر دیا۔

بلنگھم نے اپنی حق گوئی کی خاطر زخم کھائے لمقدمات لڑائے اور مالی نقصانات برداشت کئے لیکن عزیمت میں سر مو فرق نہ آیا لیکن یہ ساری حق گوئی اور بے باکی لارڈ ہسٹنگز کی چشم پوشی، دریا دلی اور عفو و درگزر کا کرشمہ تھی اگر موصوف کی ذات والا صفات اپنی عالی ظرفی کا اظہار نہ کرتی تو نہ جانے کب کا اخراج ہو چکا ہوتا چنانچہ بعد کے حادثات سے اس مفروضہ کی تصدیق ہو گئی۔

لارڈ ہسٹنگز کا دور درجہ اتمام کو پہنچا تو بلنگھم کا ستارہ اقبال گردش میں آ گیا۔ کیونکہ موصوف کی تشریف بری کے بعد ۱۳ جنوری ۱۸۲۳ء کو عنان اختیار ایڈم کی طرف منتقل ہو گئی انھوں نے گورنر جنرل کی حیثیت سے پادری جیمس برائس کا اسٹیشنری کلرک کی اسامی پر سو پونڈ سالانہ پر تقرر کیا بلنگھم نے اس پر زبردست نکتہ چینی کی ایڈم کو حیلہ باھٹ آ گیا اور فوراً لائسنس ضبط کر کے اخراج کا حکم نافذ کر دیا۔

بلنگھم اپنی جرأت اور حق گوئی کے علاوہ ذہین فہیم انسان تھا وہ خود تونہدوستان کو خیر باد کہہ کر رخصت ہو گیا لیکن سینڈیز کی ادارت میں کلکتہ جنرل جاری رہا۔ موجودہ ایڈیٹر ہندوستانی نشراد تھا اس لئے قانوناً اس کا اخراج ممکن نہ تھا اس لئے صداقت اور جرأت کے دریا بہتا رہا لارڈ امہرسٹ کے دور میں جب ایڈیٹر پر بس نہ چلا تو اسٹنٹ ایڈیٹر مسٹر سینڈ فورڈ آرنٹ کی بے خطا گرفت ہو گئی اور اخراج

۱۱ ۱۸۱۹ء میں مذہبی تقاریب کے ذیل میں بلنگھم نے جرأت زندان سے کام لے کر بعض تلخ حقائق کا انکشاف کیا تو در وال نے برسر راہ حملہ کر کے دو وار کئے اور زخمی کر دیا۔

کر دیا گیا۔

لارڈ اسٹینگز کے دور حکومت میں جان ایڈم کی مسرتوں کا خون ہوتا رہا، عزائم پامال ہوتے رہے اور تدابیر ناکامی کا منہ دکھتی رہیں لیکن جیسے ہی عنان اختیار سنبھال جذبہ انتقام ابھر آیا، مردہ افکار زندہ ہو گئے اور خوابیدہ حسرتیں بیدار ہو گئیں تو سب سے پہلا وار آزادی صحافت پر کیا اور لکھا کہ :

چونکہ ۱۸۱۸ء کے ضوابط کو آئینی حیثیت حاصل نہیں ہے اس لئے
اب (۱۸ دسمبر ۱۸۲۳ء) پریس آرڈیننس جاری کیا جاتا ہے جسے
قانونی حیثیت حاصل ہے۔

جان ایڈم نے جو آرڈیننس جاری کیا اس کے اہم نکات کا خلاصہ یہ ہے :

- ۱۔ گورنر جنرل باجلاس کونسل سے لائسنس لئے بغیر کوئی اخبار یا رسالہ شائع نہیں کیا جاسکتا۔

- ۲۔ لائسنس کی درخواست پر مالک و مدیر اور اخبار و ناشر کا نام اور دفتر کی کیفیت کا اندراج ضروری ہے۔

- ۳۔ عملہ اخبار کے تغیر و تبدل اور اخراج کی اطلاع گورنر جنرل باجلاس کونسل کو کرنا ناگزیر ہے۔

- ۴۔ کسی وقت بھی لائسنس ضبط کیا جاسکتا ہے۔

- ۵۔ بلا اجازت اخبار جاری کرنے یا فروخت کرنے اور دکھانے پر چار سو روپے جرمانہ کیا جائے گا۔

- ۶۔ قانون صحافت کی خلاف ورزی پر عدالت میں مقدمہ چلایا جائے گا۔

جان ایڈم اسکاٹ لینڈ کے لارڈ ہائی کمشنر کا نور نظر، باصلاحیت منتظم اور باوقار شخصیت کا حامل تھا چونکہ وہ کمپنی کی ادنیٰ ملازمت سے اعلیٰ منصب پر پہنچا تھا اس لئے کمپنی کے اصرار سے واقف اور باخبر تھا چنانچہ اس نے صحافت کے شہر بے مہار ہو کہ مقید ہی نہیں کیا بلکہ قوانین طباعت کا بھی اجرا کیا :

۱۔ بغیر لائسنس اخبار یا کتاب کی طباعت پر ایک ہزار روپے جرمانہ اور چھ ماہ تک سزا دی جاسکے گی۔

۲۔ مجسٹریٹ کو اختیار ہوگا کہ بغیر لائسنس کے جو پریس قائم ہوں ضبط کر لئے جائیں۔
۳۔ اجراءے مطابج سے قبل لائسنس ناگزیر اور لازمی ہے اور حصول کے بعد کسی وقت بھی ضبط ہو سکتا ہے۔

۴۔ مطبوعہ اخبار و کتاب کے پہلے اور آخری صفحہ پر چھاپنے والے کا نام اور مقام کا اندراج ہوگا اور اس کی ایک کاپی قیمتاً حکام کو مہیا کرنا ہوگی۔

مذکورہ قوانین کے نفاذ سے ایوان صحافت میں زلزلہ آگیا اخبار نویسی کی عالی شان اور مشید عمارت زیر و زبر ہو گئی۔ راجہ رام موہن رائے نے سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل دائر کی اور لکھا کہ :

۱۔ اس آرڈی نینس کی وجہ سے اُن ذہین دسی باشندوں کی حوصلہ شکنی ہوگی ، جو انگریزوں کے اچھے نظم و نسق کے متعلق معلومات عوام تک پہنچانا چاہتے ہیں۔
۲۔ اس سے اخبارات کے ذریعہ علم کا فروغ رک جائے گا۔

۳۔ مقامی باشندے اس قابل نہ رہیں گے کہ حکومت کو حکام کی غلطیوں اور نا انصافیوں سے آگاہ کریں اور انھیں کوئی ایسا موقع نہ ملے گا کہ وہ صاف اور دیانت دارانہ طریقے سے وفا دار رعایا کے اصل حالات حکام تک پہنچا سکیں۔
اور آخر میں لکھا کہ :

ہر اچھا حکمراں جو انسانی فطرت کی کمزوریوں کا قائل ہے اور اس دنیا کے ابدی حکمراں کی عظمت کا احترام کرتا ہے اسے یہ احساس بھی ضروری ہوتا ہے کہ ایک وسیع سلطنت کے انتظام میں غلطی بھی ہو سکتی ہے اس لئے وہ اس امر کے لئے مضطرب رہتا ہے کہ ہر فرد کو ایسے مواقع حاصل ہوں کہ وہ ایسے امور کی طرف اس کی فوری توجہ دلا سکے جن میں اس کی مداخلت ضروری ہو، اس اہم مقصد کے حصول کے لئے واحد مؤثر ذریعہ یہی ہو سکتا

ہے کہ اشاعت کی کامل آزادی دی جائے بلکہ

پیریم کورٹ نے یہ اپیل مسترد کر کے لکھا کہ جتنی عملی آزادی کلکتے کو حاصل ہے اتنی شاید دنیا کے کسی اور شہر کو حاصل نہیں، راجہ رام موہن رائے نے اس فیصلے سے ہمت نہیں ہاری بلکہ اپنے جذبہ حب الوطنی، انسان دوستی اور خدمت خلق سے مجبور ہو کر شاہ انگلستان کی بارگاہ میں اپیل کی کہ جس کے ایک ایک لفظ سے راجہ صاحب کی مورخانہ بصیرت، دقت نظر اور جرأت اظہار کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے چنانچہ آزادی صحافت کی تائید میں یہ بھی لکھا کہ :

مسلمانوں کے زمانے میں ہندوؤں کو خود مسلمانوں کی طرح سارے سیاسی حقوق اعلیٰ مناصب، افواج کی کمان اور صوبوں کی گورنری حاصل تھی کسی شخص کو صرف اس بناء پر حقوق و مراعات سے محروم نہیں کیا جاتا تھا کہ اس کا مذہب یا مقام حاکم کے مذہب و مولد سے مختلف ہے اب ہندوستانیوں کو وہ مراعات حاصل نہیں آزادی صحافت سے ان کی کچھ تلافی ہو جاتی تھی اس آزادی کے سلب ہو جانے سے تو ہندوستانی بے یار و مددگار ہو گئے۔

مغل سلاطین خواہ کتنے ہی مطلق العنان کیوں نہ رہے ہوں اور گاہ بگاہ ان کا طرز عمل کیسا ہی جاہلانہ اور آمرانہ رہا، ہو یہ حقیقت ہے کہ ان میں جو ہوش مند اور صالح افراد تھے وہ ہمیشہ اپنے صوبائی مرکزی مقامات پر دو اخبار نویس متعین کرتے تھے ان میں ایک وقائع نگار ہوتا تھا جو سارے واقعات قلم بند کرتا تھا اور دوسرا خفیہ نویس، جو ہر قابل ذکر واقعہ کی خفیہ رپورٹ لکھتا تھا بسا اوقات صوبہ دار سلطان کا عزیز یا دوست بھی ہوتا تھا لیکن سلطان اس کی تحریر پر پورا یقین نہیں کرتا تھا بلکہ اس کے برخلاف خفیہ نویس کی رپورٹ پر انھیں یا ان کے متوسلین

کو معزول کر دیتا تھا۔

ملک معظم کی وفادار رعایا عاجزانہ درخواست کرتی ہے کہ مذکورہ بالا قواعد آرڈی نینس اور ریگولیشن کا نفاذ روک دیا جائے اور اس ملک کے حاکموں کو حکم دیا جائے کہ آپ کی وفادار رعایا کو جو مراعات حاصل ہیں ان میں تخفیف کرنے اور ان کے حقوق کو پامال کرنے کے لئے قوانین نہ بنائیں اور حضور اپنی لاکھوں کی تعداد میں رعایا کو وحشیانہ طور پر پامال اور برباد کرنے کی اجازت نہ دیں بلکہ

بالآخر یہ اپیل بھی شرف قبولیت سے محروم رہی اور مسترد کر دی گئی تو راجہ رام موہن رائے نے مہنگم کا اتباع کرنے کے بجائے سر تسلیم خم کر دیا لیکن احتجاجاً اپنا فارسی اخبار (مراۃ الاخبار) بند کر دیا اور لکھا :

وہ یورپین حضرات جو چیف سگریٹری سے شناسائی رکھتے ہیں ان کے لئے تو لائسنس حاصل کر لینا آسان ہے لیکن مجھ جیسے حقیر انسان کے لئے ایک بڑے آدمی کے حشم و خدم کے موافقات سے گزر کر رسائی حاصل کرنا یا پولیس اور عدالت کے دفاتر میں جہاں ہر طبقے کے لوگوں کاجوم ہوتا ہے داخل ہو کر اجازت نامہ حاصل کرنا بے حد دشوار ہے۔

آبروئے کہ بصد خون جگر دست دہ

بہ امید کرم خواجہ بہ دربان مفروش

دوسرے یہ کہ عدالت کے کھلے اجلاس میں حاضر ہو کر حلفیہ بیان دینا ایک نازیبا اور ذلیل بات سمجھی جاتی ہے اگرچہ ہر شخص کے لئے ضروری نہیں ہے کہ عدالت میں وہ خود حاضر ہو بلکہ کسی شخص کو اخبار کا فرضی مالک بنا کر اس سے یہ کام بیا جاسکتا ہے لیکن یہ بات قانون کے خلاف اور دیانت کے منافی ہے۔

درخواست اور بیان حلفی کی ذلت انگیز کرنے کے بعد بھی ہر لمحہ اس بات کا کھٹکا رہے گا کہ کہیں حکومت لائسنس واپس نہ لے لے جس سے جگ ہنسائی ہو یہ وہ باتیں ہیں جن سے انسان سکون قلب سے یکسر محروم ہو جاتا ہے۔ غلطی کرنا انسان کی فطرت میں داخل ہے اور حق بات کہنے میں انسان کی زبان سے ایسے الفاظ یا فقرے بھی نکل سکتے ہیں جو حکومت کو ناگوار ہوں یہی وجہ ہے کہ میں تقریر پر سکوت کو ترجیح دیتا ہوں گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش رموز مملکتِ خویش خسرواں دانند

ایران و ہندوستان کے ان اصحابِ جہنوں نے مراۃ الاخبار کو اپنی سرپرستی کا اعزاز بخشا تھا میں یہ التجا کرتا ہوں کہ وہ مذکورہ بالا اسباب پر نظر کر کے مجھے معاف فرمائیں گے کیونکہ میں نے اخبار کے پہلے نمبر میں واقعات اور حالات سے مطلع کرتے رہنے کا جو وعدہ کیا تھا اب اس کے ایفا سے معذور ہوں اس کے علاوہ مجھے ان کے الطاف و کرم سے اس کی قوی امید ہے کہ میں جہاں اور جس حال میں بھی ہوں گا وہ مجھے اپنا خادم جانیں گے۔

کلکتہ میں آزادی صحافت کے نقیب اور علمبردار کلکتہ جنرل نے اس اقدام پر اظہارِ افسوس کیا اور لکھا کہ :

یورپ اور ایشیا دونوں براعظموں کے لئے یہ خوشی کا مقام تھا کہ۔ ہندوستان کے کچھ باشندوں نے اپنے ہم وطنوں کو روشن خیال بنانے کے لئے اخبار کو آلہ کار بنایا تھا چنانچہ جب فارسی، بنگالی اور دوسری ملکی زبانوں کے اخبارات کا اجراء ہوا تو ہمارے پیش رو (مسٹر بنگھم) نے حصولِ علم کی راہیں کھولنے کے لئے کوشاں رہا کرتے تھے۔ اخبار (کلکتہ جنرل) کے دفتر میں ایک مترجم کا اضافہ کیا جس کا کام یہ تھا کہ دسی

زبانوں کے اخبارات کے مفید مضامین اور خبروں کا انگریزی میں ترجمہ کرے اسی مقصد کے پیش نظر آج بھی ایک آدمی کلکتہ جنرل سے وابستہ ہے لیکن مندرجہ بالا مضمون سے عوام کو معلوم ہو گا کہ دیسی اخباروں سے ہم نے جو توقعات وابستہ کی تھیں اب ان کا خاتمہ ہو گیا ہے

مذکورہ اخبار کے مالک مسٹر فرگوسن نے بھی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا اور مسترد کر دی گئی مزید براں فاضل جج نے اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بھی لکھا کہ :

میں کہوں گا کہ آزاد اخبار نویسی اور اس طرز کی حکومت جیسی کہ یہاں قائم ہے متضاد چیزیں ہیں جو نہ تو یکجا ہو سکتی ہیں اور نہ مل کر ایک ساتھ چل سکتی ہیں مسٹر بنگلم کو ملک بدر کرنے کا نتیجہ کیا نکلا ؟ ایک دوسرے صاحب نے اخبار کی ادارت کے فرائض سنبھال لئے اور فرماتے ہیں کہ ان کو ہندوستان سے نہیں نکالا جاسکتا، کیا اس طرح کی صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے قانون نہ بنایا جائے ؟ میں پھر یہی کہوں گا کہ یہ حکومت اور آزاد اخبار نویسی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں اور نہ ایک ساتھ مل کر چل سکتی ہیں بلکہ

بمبئی حکومت کے چیف سکریٹری، کونسل کے ممبر اور سنسر آفیسر فرانس وارڈن نے بمبئی گزٹ اور بمبئی کوریئر کے نام سے دو انگریزی اخبارات جاری کئے مگر نہ تعلق کے علاوہ اخبارات کی ادارت کے فرائض بھی خود انجام دیتے تھے لیکن بمبئی گزٹ پر ایڈیٹر کی حیثیت سے مسٹر فیئر کا نام طبع ہوتا تھا ۱۸۲۲ء میں بمبئی گزٹ نے سپریم کورٹ کے فیصلے پر معاذانہ تبصرہ کیا تو ایڈیٹر ہندوستان بدر کر دیئے گئے اس کے بعد فرانس وارڈن نے آب تلخ

کے دریا بہاؤ نے اور سپریم کورٹ کے اراکین کے بارے میں مردانہ وار لکھا، حکومت ششدر اور حیران بالآخر بورڈ آف ڈائریکٹرز کو لکھا تو غور و فکر کے بعد ایڈم کے آرڈی نیس میں حسب ذیل دفعہ کا اور اضافہ ہو گیا:

کوئی سرکاری افسر نہ کسی اخبار کا مالک بن سکتا ہے نہ ایڈیٹر، اور نہ کسی اخبار میں کچھ لکھنے کا مجاز ہے، یہ قانون کمپنی کے تمام مقبوضہ علاقوں پر نافذ ہے اگر سرکاری ملازمین جن کا اخبارات سے تعلق ہے فوراً رجوع نہ کریں گے تو برطرف کر دیئے جائیں گے۔ البتہ وہ رسائل اس سے مستثنیٰ ہیں جو علمی اور ادبی نوعیت کے حامل ہیں۔

اس جدید قانون کی زد میں پادری بھی آتے تھے چنانچہ جان بل کے ایڈیٹر ڈائریکٹرز نے اس کے خلاف اپیل کی جو مسترد کر دی گئی بالآخر ان کو بھی اخبار فروخت کرنا پڑا۔ ایڈم نے رخت سفر باندھا تو آرڈی نیس کا زور بھی کم ہو گیا مگر بلی جیسے افراد موجود تھے جو ایڈم کے حلیف اور زبردست وکیل تھے چنانچہ امہر سٹ کے دو حکومت میں بلی نے اسکاٹس مین اور جان بل کے خلاف آواز بلند کیا تو امہر سٹ نے اس کو ناپسند کیا اور لکھا کہ :

۱۔ یہ نہایت نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ اخبار و رسائل کے باب میں حکومت اپنے اختیارات کا بار بار استعمال کرے یا یہ کہ جو قواعد و احکام اخباروں کے لئے نافذ ہیں ان کی اتفاقیہ اور ادنیٰ خلاف ورزی پر بھی سرکاری طور پر توجہ دی جائے۔

۲۔ دراصل حکومت کی یہ خواہش ہے کہ (اخبارات کے مروجہ) قواعد کی گرفت بتدریج ڈھیلی کی جائے اور عملاً اخباروں پر کم سے کم اور صرف اسی قدر پابندی عائد کی جائے جس قدر مفاد عامہ کے لئے ضروری ہو۔

۳۔ چنانچہ اسی خواہش کے پیش نظر اخبارات کے مروجہ قواعد کی مختلف خلاف ورزیوں کی طرف بلا کسی قسم کی توجہ دیتے ہوئے حکومت ان کو

نظر انداز کرتی رہی ہے اگرچہ ان قواعد کی اہم خلاف ورزی کے لئے سرزنش بھی
کی گئی ہے بے

لارڈ امہرسٹ نے آزادی صحافت کی تجدید کی تو ولیم بینٹنک نے اسے درجہ تکمیل تک
پہنچا دیا وہ آزادی صحافت کا زبردست داعی اور حامی تھا لیکن اس کے عہد حکومت میں
جنگ برما کا حادثہ رونما ہوا اور معاشی نظام میں اختلال پیدا ہو گیا تو کپنی کے ارباب حل و
عقد نے توازن قائم رکھنے کے لئے فوجی افسروں کے الاؤنس میں نصف کی تخفیف کر دی
کلکتے کے اخبارات نے اس طرز عمل کی زبردست مذمت کی اس کے بعد متعلقہ افسران نے
اس کے خلاف اپیل کی تو مسترد کر دی گئی موجودہ حالات میں اس کا غالب امکان پیدا
ہو گیا کہ اخبارات سے ہنگامہ کا رزار گرم ہو گا تو موصوف نے چیف سکرٹری کے ذریعے
مدیران اخبار کے نام ایک حکم جاری کیا کہ وہ اپنے اخبارات میں سرکاری دستاویز کی
اشاعت کے سلسلے میں کسی قسم کے اظہار خیال کو جگہ نہ دیں۔

۶ فروری ۱۸۳۵ء کو کلکتے کے نو ممتاز اخبار نویسوں نے جن میں چھ انگریز اور
تین ہندوستانی تھے لارڈ بینٹنک کی خدمت میں ایک عرضداشت پیش کی جس کے ابتدائی
حصے میں ایڈم کے نافذ کردہ قوانین کا موثر انداز میں رد کیا گیا تھا اور لکھا تھا کہ :
کلکتے میں اخبارات کی اشاعت پر جو پابندیاں ہیں اور کلکتے کے باہر بنگال
اور آگرے کی پریسیڈنسیوں میں ویسی زبانوں کی جملہ مطبوعات پر جو بندشیں
ہیں وہ صرف بے سود ہی نہیں بلکہ شرانگیز بھی ہیں اس لئے ان کو منسوخ ہونا
چاہیے چنانچہ ہم درخواست کنندگان مستعدی ہیں کہ اخبارات پر جو پابندیاں
مختلف احکامات کی شکل میں نافذ کی گئی ہیں واپس لی جائیں۔
آرڈی ننس کی تنسیخ کے علاوہ یہ بھی مطالبہ کیا کہ اخبارات کے لئے ایک نیا قانون مرتب

کر کے رائے عامہ کے لئے مشتہر کیا جائے اخبارات کے لئے ڈاک کے محصول میں کمی کی جائے اور ۱۸۵۷ء کا وہ حکم منسوخ کر دیا جائے جس کی رو سے کلکتے میں حکومت کی اجازت کے بغیر جلسوں کا انعقاد ممنوع قرار دیا گیا تھا اس کے ایک ماہ بعد ولیم بینٹنگ کو خرابی صحت کی بنا پر مستعفی ہونا پڑا اور اس کی جگہ چارلس مٹکاف گورنر جنرل ہوئے جو آزادی صحافت کے بڑے حامی تھے اور مدت سے پریس آرڈیننس کی تفسیح کے لئے دفتری جدوجہد کر رہے تھے چنانچہ انھوں نے گزشتہ سارے ضوابط منسوخ کر کے پریس ایکٹ نافذ کیا جس کی رو سے اخبارات پر حسب ذیل پابندیاں رہ گئیں :

۱۔ اخبار جاری کرنے کے لئے صرف ایک ڈیکلریشن کی ضرورت ہوگی۔ اگر مقام اشاعت تبدیل کیا جائے تو نیا ڈیکلریشن داخل کرنا ہوگا۔

۲۔ پرنٹر اور پبلشر اخبار میں چھپے ہوئے سارے مواد کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔

۳۔ اخبار کے ہر شمارے پر مطبع، پرنٹر، اور پبلشر کا نام اور مقام اشاعت درج کیا جائے گا۔

۴۔ ان قواعد کی خلاف ورزی پر پانچ ہزار تک جرمانہ اور دو سال تک کی سزا دی جائے گی۔

پریس ایکٹ کے اجراء سے نہ صرف اخبار نویس بلکہ عامۃ الناس میں بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی اور سب نے مل کر زبردست خیر مقدم کیا لیکن چارلس مٹکاف آزادی صحافت کی پاداش میں اپنے عہدے سے معزول کر دے گئے موصوف کے جانشین لارڈ آکلینڈ نے پریس ایکٹ کو بدستور قائم رکھا اور صحافت کی ترقی کے لئے دروازے کھل گئے۔

فروری ۱۸۵۷ء کے آغاز ہی سے کارتوسوں کا مسئلہ جنگاری کے روپ میں ابھر اور دیکھتے ہی دیکھتے بن کی آگ کی طرح ساری فضا میں پھیل گیا اور اخبارات نے اس خبر کی تشہیر و اشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، مسئلہ کی نوعیت، نزاکت اور اہمیت کے پیش نظر اپنے زور قلم سے مضامین کے دریا بہا دیئے اور مردہ دلوں کو حب الوطنی کی حرارت اور غیرت ملی کی سوزش سے شعلہ بداماں کر دیا حتیٰ کہ ۱۸۵۷ء کا وہ نادر الورود سانحہ پیش آیا جسے انگریز مورخین غدر اور ہندوستانی پہلی جنگ آزادی

کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

سارا ملک خانہ جنگی کے شعلوں سے خاکستر ہو رہا تھا اور غیر ملکی اقتدار معرض خطر میں تھا ایسے روح فرسا اور زہرہ گداز حالات میں ارباب حل و عقد نے محسوس کیا کہ پریس کی آزادی سم قائل ہے اور اس نے نظام حکومت کو یکسر مختل کر دیا اگر بروقت انسداد اور تحفظ کی تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو عنان حکومت ہاتھ سے جاتی رہے گی چنانچہ جون ۱۸۵۷ء میں پریس ایکٹ وجود میں آیا اس کے جواز میں لارڈ کیننگ نے بیان کیا:

”میرا خیال ہے کہ ہم اس بات کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکے ہیں کہ گزشتہ چند ہفتوں میں اشاعت اخبار کے بہانے ہندوستانی عوام کے دلوں میں کس حد تک حکومت کے خلاف بغاوت اور سرکشی کے بیج بوئے گئے ہیں یہ کام انتہائی چالاکی اور حکمت عملی سے کیا گیا ہے کہ تعلیم یافتہ اذہان کو ان مسخ شدہ حقائق کی نہ تک پہنچنے میں دشواری نہ ہونی چاہیے۔ حقائق کے سلسلے میں دروغ بافی کے علاوہ اخبارات کے ذریعے حکومت کو مطعون کیا گیا ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ عوام حکومت کے مقاصد کو نہ سمجھ سکیں ان کے دلوں میں حکومت کی طرف سے نفرت پیدا کی گئی ہے۔

مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یورپی پریس نے مجموعی طور پر حکومت کے ساتھ ونا داری کا ثبوت دیا ہے لیکن اسی کے ساتھ مجھے یہ کہنے پر بھی مجبور ہونا پڑتا ہے کہ میں نے بحشم خود یورپی اخبارات میں اسی عبارتیں دیکھی ہیں جو بظاہر بے ضرر نظر آتی ہیں لیکن جن کو موجودہ پر آشوب حالات میں بد امنی اور نفاق پھیلانے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے زیر نظر قانون کے مسودے میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس سے یہ احساس ہو کہ مجوزہ قانون یورپی پریس کے خلاف استعمال کیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ اس امر کا اظہار بھی ضروری

ہے کہ میری رائے میں یورپی اخبارات کو دسی اخبارات سے مکمل طور پر علیحدہ نہیں کیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ اس قانون کے دائرے میں تمام یورپی اور غیر یورپی اخبارات آجائیں گے خواہ ان کی زبان اشاعت کوئی بھی ہو یا ان کے ناشرین کسی بھی زمرے سے تعلق رکھتے ہوں۔^{۱۱}

میں کونسل کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجوزہ قانون کو ان کے سامنے پیش کرتے ہوئے مجھے خوشی نہیں ہو رہی ہے جس شخص کی تربیت انگلستان کی ذہنی فضا میں ہوئی ہو تو وہ کسی بھی ایسے قانون کو مجلس قانون ساز کے سامنے پیش کرتے ہوئے جھجک محسوس کرے گا اس کے باوجود میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ بعض حالات میں اس آزادی کو جو کسی بھی مہذب ریاست کے شہریوں کا حق ہے محدود کیا جاسکتا ہے آج کل ہندوستانی ریاست ایسے ہی پر آشوب حالات سے گزر رہی ہے اور ان حالات میں پریس اور اخبارات کو مستثنیٰ نہیں کیا جاسکتا بلکہ

اس طرح ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ۵ جس کا مقصد چھاپہ خانوں کے قیام کو ضابطے میں لانا اور اشاعت کتب پر چند پابندیاں عائد کرنا تھا مجلس قانون ساز سے پاس ہو گیا اس قانون کے تحت بغیر لائسنس کے چھاپہ خانوں کا قیام موقوف ہو گیا اور حکومت کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ وہ اپنی مرضی سے چھاپہ خانوں کے لائسنس جاری کرے یا عذر کر دے اور کسی بھی اخبار یا کتاب کی اشاعت پر پابندی عائد کر دے۔ انگریزی اور دیگر السنہ کی مطبوعات کا امتیاز ختم ہو گیا اگرچہ اس کی میعاد ایک سال تھی (یعنی ۱۳ جون ۱۸۵۸ء تک) مگر تنفیذ ہندوستان گیر تھی اور اس میں ۱۸۲۳ء کے ایڈم کے نافذ کردہ ضوابط کے اساسی عناصر موجود تھے لائسنس کے حصول کا طریقہ کار اور شرائط نفاذ حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا تھا:

۱۔ ان چھاپہ خانوں میں شائع ہونے والی کسی بھی کتاب، کتابچہ یا اس طرح کی کسی دوسری تحریر میں بھی کوئی ایسی عبارت یا بیان شائع نہیں ہو سکتا جس سے انگلستان یا ہندوستان میں برطانوی حکومت کے مقاصد یا اغراض پر حملہ کیا گیا ہو یا جس کے ذریعے کسی بھی طرح مذکورہ حکومت کے خلاف حقارت یا نفرت پھیلانی گئی ہو یا جو حکومت کے امکانات کے خلاف بغاوت کی تلقین کرے یا جو اس کے شہری یا فوجی ملازمین کے اقتدار کو کمزور کرے۔

۲۔ کسی بھی کتاب، کتابچے، اخبار یا اسی طرح کی کسی دوسری تحریر میں ایسی عبارت یا بیان شائع نہیں کیا جاسکتا جس کے ذریعے دسی عوام میں حکومت کے لئے ایسے اندیشے اور شبہات پیدا ہوں کہ وہ ان کے مذہبی امور میں مداخلت کرنا چاہتی ہے۔

۳۔ کسی بھی کتاب، کتابچے، اخبار یا ایسی کسی دوسری تحریر میں کوئی ایسی عبارت شائع نہیں ہوگی جس کے ذریعے برطانوی حکومت اور دسی حکمرانوں سربراہوں یا حکومتوں کے درمیان دوستی کو کمزور کرنے کا رجحان پایا جاتا ہو بلکہ

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے تقریباً ایک سال بعد برطانوی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی کے جبروتی پنجے سے نکل کر ملکہ وکٹوریہ کے شفیق ہاتھوں میں پہنچ گئی اور لارڈ کیننگ کے اولین وائسرائے نامزد کئے گئے جو رحم دل کیننگ کے نام سے موسوم کئے گئے۔ جدید دستور ہند اور ملکہ کے اعلان عام کے باعث عوام میں حسن اعتماد کی فضا کی تجدید ہوئی اور امن و آشتی کا غلغلہ بلند ہوا اسی کے ساتھ ہی پریس کی آزادی کے نئے دور کا آغاز ہوا۔ وائسرائے نے بیت المدیران

(Edmond House) کی بنا ڈالی جہاں اہم سرکاری کاغذات اخبار نویسوں کے مطالعے کے لئے رکھ دیئے جاتے تھے۔

جب ۱۸۶۰ء میں تعزیرات ہند مرتبہ لارڈ میکالے کا قانونی صورت میں نفاذ کیا جانے لگا تو لارڈ کیننگ نے مشورہ دیا کہ غداروں سے متعلق دفعہ کا اخراج کر دیا جائے کیونکہ اس سے سوئے ظن ہو گا کہ یہ دفعہ پریس کی آزادی سلب کرنے کا حیلہ ہے چنانچہ وائسرائے کے ایما پر اس دفعہ کو تعزیرات ہند (ایکٹ نمبر ۲۵) سے خارج کر دیا گیا۔ اس کے تقریباً دس سال کے بعد جیمس فٹنر جیمس اسٹون کو تعزیرات ہند میں ترمیم کی خاطر مسودہ تیار کرنے کا کام سپرد کیا گیا جس میں غداروں (بغاوت) پر اکسانے والی تحریروں اور تقریروں سے متعلق ایک دفعہ موجود ہو چنانچہ ۱۸۷۰ء ایکٹ ۲۷ میں ایک دفعہ کا اضافہ کیا گیا جس کو تعزیرات ہند کی مشہور دفعہ ۱۲۴ الف کے تحت حسب ذیل الفاظ میں پیش کیا گیا:

جو شخص تقریر، تحریر، اشارات یا مرنی اور دیگر علامات کے ذریعے ہندوستان میں قانون کے ذریعے قائم شدہ برطانوی حکومت کے خلاف عوام کے جذبات کو برانگیختہ کرے گا اس کو تمام عمر یا کسی دوسری مدت کے لئے جلا وطنی کی سزا دی جائے گی سزا میں جرمانے کا بھی اضافہ ہو سکتا ہے یا اس کو تین سال کی مدت کے لئے قید کی سزا دی جائے گی جس میں جرمانے کا اضافہ بھی ہو سکتا ہے یا صرف جرمانے کی سزا دی جائے گی بلکہ

۱۸۶۱ء میں ”نیل درپن“ کے قضیے کے باعث اخبارات میں شورش پیدا ہو گئی بالآخر نیل کمیشن مقرر کیا گیا جس نے عصیت سے لبریز رپورٹ پیش کی، اس سے قبل ”نیل کی کاشت“ ہندوستانی اخبارات اور رسائل میں شدید اختلاف کی حامل اور

منظہرہ چکی تھی دراصل قابلِ نقد بات یہ تھی کہ ہندوستانی رعایا کے لئے نیل کی کاشت اختیاری نہیں تھی اکثر کاشت کار بہترین زرخیز زمین میں تخم ریزی سے فارغ ہو چکے تھے مگر زبردستی نیل کی کاشت پر مجبور کیا گیا انجام کار رعایا فیکٹری کی مقروض ہو گئی آزادی سے محروم، اذیت کا شکار ہوئی، اغوا کی گئی حتیٰ کہ جیل خانے کی الم ناک زندگی سے دوچار ہوئی۔

اسی اثناء میں اس موضوع پر ایک بنگالی ڈرامہ "نیل درپن" کے نام سے شائع ہوا۔ پادری جے لانگ (J. Long) نے اس ڈرامے کا انگریزی ترجمہ شائع کیا جو حکومت کے سکریٹری کی اجازت سے سرکاری حکام میں تقسیم کیا گیا۔ زمین داروں اور تجارت کی انجمنوں نے طبائع (Printers) مینول (Manual) اور پادری جے لانگ کے خلاف ازالہ حیثیت عرفی کا دعویٰ کیا عدالت نے طبائع پر صرف جرمانہ کیا لیکن پادری صاحب موصوف جرمانے کے علاوہ ایک ماہ قید کے بھی سزاوار قرار دیئے گئے حتیٰ کہ اس جرم کی پاداش میں حکومت کے سکریٹری (W. S. Seton-Karman) کو اپنے منصب سے مستعفی ہونا پڑا۔

بنگالی اخبار نویسوں کی ریتِ فکر اور قوتِ استدلال نے حکومت کی پاپسی کو غیر معمولی طور پر متاثر کیا بالخصوص ہندو پٹرائٹ (Hindu Patriot) جو ۱۸۵۳ء میں گریش چندر گھوش نے جاری کیا تھا زیادہ اہم، موثر اور ممتاز تھا ابتداءً اس کی حالت غیر یقینی اور ناقابلِ التفات تھی مگر دو سال کے بعد ہریش چندر مکر جی اس سے منسلک ہو گئے موصوف صاحب قلم، عالی حوصلہ اور بے باک صحافی تھے اس لئے اپنی جراتِ اظہار اور طرزِ استدلال سے حکومت کے عمال اور فرنگی تجارت کے لئے بلا بے درماں ثابت ہوئے۔ اخبار مذکور میں "نیل کی کاشت" کے مسائل پر کالم کا آغاز ہوا تو من موہن گھوش کی تحریروں نے حکومت کو کمیشن کی تعیین پر مجبور کر دیا موصوف نے کمیشن کی کوئی نشست نہیں چھوڑی اور تمام روئے د بے کم و کاست زینتِ اخبار بنی۔

۱۴ جون ۱۸۶۱ء کو ہریش چندر کر جی فوت ہو گئے تو عنان اختیار بابو کالی پرودمانہ سنہا کی طرف منتقل ہو گئی موصوف مختلف وجوہ کے باعث اس کے بارگراں کو انگیز نہ کر سکے اخبار چند ماہ مالی خسران سے دوچار ہو کر پنڈت ایثور چند وڈیا ساگر کے ہاتھوں میں پہنچ گیا۔ موصوف نے نومبر ۱۸۶۱ء میں بابو کرسٹو داس پال (Krishto Das Pal) کو عنانِ ادارت سپرد کی بالآخر جولائی ۱۸۶۲ء میں ملکیت ٹرسٹ کی طرف منتقل ہو گئی اور کرسٹو داس پال اپنی وفات (۱۸۸۴ء) تک ادارت کے فرائض انجام دیتے رہے۔

اگرچہ کرسٹو داس معتدل مزاج اور سنجیدہ طبیعت کے صحافی تھے لیکن گاہ بگاہ نکتہ چینی میں تیر و نشتر کے استعمال کو جائز سمجھتے تھے چنانچہ مہار راؤ گا نگوار کے مقدمے میں جرائت کے ساتھ حکومت پر تنقید کی، ہندوستانیوں کے سرکاری ملازمتوں میں دخول و شرکت کی وکالت کی، ورنایکولر پریس ایکٹ (۱۸۷۸ء) سے مدلل اختلاف کیا انجام کار کچھ عرصے تک بنگال لفٹنٹ گورنر سرجارج کیمپبل (George Campbell) سے تعلقات ناخوش گوار رہے۔

۱۸۶۷ء میں مطابع اور اخبارات کو آئینی حدود و قیود کا پابند کرنے کے لئے ۱۸۳۵ء کے مٹکاف ایکٹ نمبر ۱۱ کے بجائے نیا ایکٹ وجود میں آیا جس میں مٹکاف کے ضوابط کے تمام عناصر کے تحفظ کے علاوہ دیگر ضروری قواعد کا بھی اضافہ تھا جو بعد میں پریس اینڈ رجسٹریشن آف بکس ایکٹ (Press and Registration of Books Act) کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ۱۸۹۰ء کی ترمیم و ترمیم کے بعد ایکٹ ۱۱ اور ۱۹۱۴ء کے تغیر کے بعد ایکٹ ۳ اور ایکٹ ۱۰ کے نام سے مشہور ہوا بالآخر ۵۳ - ۱۸۵۲ء میں نوک پلک درست ہو کر درجہ اتمام کو پہنچا۔ اس عرصے میں تین مرتبہ (۱۸۶۰ء ۱۸۶۴ء اور ۱۸۶۹ء) میں ایک سرکاری اخبار کے اجراء کی تجویز پیش کی گئی اور مسترد ہو گئی اولاً جمیس ولسن نے اس کی تحریک کی اس کے بعد ۱۸۶۴ء میں سرجان لارنس نے اس کی تجدید کی اور بطور دلیل اپنے اور

حکومت ہند سے متعلق اخبارات کے جارحانہ اقتباسات پیش کئے پھر ۱۸۶۹ء میں لارڈ منٹون نے حکومت ہند کے سکریٹری سراسٹیفورڈ نارٹھ کوٹ (Sir Stafford Northcote) سے مذاکرہ کیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ جان لارنس کے مجوزہ نظام کا تجدیدی اقدام تھا۔ ۱۸۶۵ء میں اخبار پانیر (الہ آباد) کا اجراء ہوا اگرچہ یہ سرکاری اخبار نہیں تھا لیکن اعلیٰ سرکاری حکام کی سرپرستی اور قلمی معاونت سے یقیناً بہرہ مند تھا چنانچہ اس میں حکومت کے اعلیٰ اور موثر حکام اجرائے قوانین سے قبل حکومت کے اقدام اور تنفیذ احکام کے بارے میں اظہار خیال کرتے تھے تاکہ ہندوستانیوں کا انداز فکر اور طرز عمل معلوم ہو سکے۔

لارڈ کیننگ کی عارضی قدغن (۵۸ - ۱۸۵۷ء) کے ماسوا ہندوستانی پریس ۱۸۳۵ء سے ۱۸۷۰ء تک عموماً آزاد اور بے مہار رہا لیکن ۱۸۷۲ء میں قوانین صحافت کا مسئلہ پھر رنگ لایا کیونکہ رابرٹ نائٹ جو ٹائمز آف انڈیا کے نام سے بمبئی سے ایک انگریزی اخبار نکال رہے تھے ۱۸۶۴ء میں انگلستان چلے گئے چار سال کے بعد واپس آئے مگر شریک کار میتھیازمل (Mathias Mull) سے بعض اختلافات کی بنا پر اپنا حصہ فروخت کر کے بمبئی سے کلکتہ آ گئے اور ایک ماہانہ رسالہ انڈین اکنومسٹ (Indian Economist) جاری کیا۔

اس اثنا میں حکومت کے ارباب حل و عقد کی نظر انتخاب پڑی تو نہ صرف ایگری کلچر ڈپارٹمنٹ میں اسٹنٹ سکریٹری کے منصب پر فائز ہوئے بلکہ ایگری کلچر گزٹ آف انڈیا کی عنانِ ادارت بھی ہاتھ میں آ گئی۔

۱۸۷۵ء میں بہار میں غلے کی قلت ہو گئی۔ ہندوستان اور یورپ کے سربراہانہ اخبارات نے اسے قحط سے تعبیر کیا اور حکومت کو ریلیف کے لئے متوجہ کیا۔ امرت بازار پتیریکا کے نامہ نگار ہیمانت کمار (Hemant Kumar) نے بہار کا دورہ کر کے لکھا کہ بہار میں قحط تو نہیں ہے البتہ ناگزیر فطری اسباب کی بنا پر معمولی قلت ضرور ہے، حکومت بنگال کا انداز فکر نسبتاً مختلف تھا چنانچہ اس نے چھ کروڑ روپیہ ریلیف

کے کاموں کے لئے وقف کر دیا، اسی اثنا میں بنگال کے لفٹنٹ گورنر سر جارج کیمبل (Sir George Campbell) نے بنگال سے غلے کی برآمد پر پابندی عائد کی، اور رابرٹ نائٹ نے بھرپور تائید کی مگر گورنر جنرل لارڈ نارٹھ بروک (Lord Northbrook) اور وزیر مالیات (Sir Richard Temple) نے اختلاف کیا تو رابرٹ نائٹ نے دونوں کی بھرپور تردید کی۔ چونکہ موصوف سرکاری افسر تھے اور سرکاری رسالے کے مدیر بھی اور اپنا ذاتی رسالہ (انڈین اکونومسٹ، حکومت کی امداد سے نکال رہے تھے اس لئے حکومت نے اولاً امدادیں تخفیف کی پھر بالکل ختم کر دی۔ انجام کار دو اہم مسائل کھڑے ہو گئے۔ ایک پریس کی آزادی دوسرے اخبارات سے سرکاری حکام کا تعلق اور رابطہ۔

بنگال کے گورنر سر جارج کیمبل نے آزادی صحافت کے بارے میں اپنے افکار کا صاف صاف اظہار کیا شاید اس لئے کہ ہندوستانی اخبارات بالعموم اور امرت بازار پتھریکا بالخصوص موصوف پر حملہ آور تھے۔ موصوف نے اپنے دیرینہ افکار کی تجدید کی کہ مطلق العنان حکومت اور آزاد پریس کا اتصال اور ارتباط محال ہے کیونکہ اخبارات بالعموم حکومت کے خلاف ہی راگ لاتے ہیں اور حکومت کے پاس کوئی اخبار نہیں کہ ترکی بہ ترکی جواب دے سکے۔ مزید براں حکومت کا قانون (Law) اس مسئلہ کا حل نہیں۔

بالآخر حکومت کے اربابِ بست و کشاد نے اس موضوع پر مسلسل غور و فکر کے بعد سرکاری حکام کے لئے ضوابط کی تشکیل کی اور ۱۰ جولائی ۱۸۷۵ء کے سرکاری گزٹ میں اس کی تنفیذ کا اعلان کیا گیا جس کی رو سے

۱۔ کوئی سرکاری افسر حکومت کی سابقہ تحریری اجازت کے بغیر کسی اخبار یا رسالے کا مالک یا شریک کار، اور مدیر یا مہتمم نہیں بن سکتا البتہ ایسے اخبارات اور مطبوعات جن میں سیاسی مباحث کے علی الرغم آرٹ، سائنس اور لٹریچر پر مشتمل علمی سرمایہ ہو گا اجازت ہو سکتی ہے اور یہ اجازت کسی وقت بھی سلب ہو سکتی ہے۔

۲۔ حکومت کے عمال کو پبلک پریس میں شرکت کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کے مناصب کا مقتضی یہ ہے کہ وہ اپنے اسالیب بیان میں اعتدال اور استدلال کا دامن ہاتھ سے نہ دیں البتہ اپنے دفاتر سے متعلق سرکاری کاغذات اور دفتری اسرار کے انکشاف کی ممانعت ہے۔

چونکہ جرأت اظہار کے ساتھ منصب حکومت کی رعایت ممکن نہ تھی اس لئے رابرٹ نائٹ نے اپنے سرکاری عہدہ سے دست بردار ہو کر جنوری ۱۸۷۵ء میں اسٹیس مین (Statesman) کا اجراء کیا۔ اپنے ذاتی وسائل کے علاوہ چوبیس تجار کی شرکت نے سونے پر سہاگے کا کام کیا، نائٹ کے قلب میں فرینڈ آف انڈیا (Friend of India) کے اسلوب نگارش کا بڑا احترام تھا چنانچہ موصوف نے اس کے حصول کی بھرپور کوشش کی اور بالآخر تینس ہزار کی خطیر رقم ادا کر کے خرید لیا اور سیرام پور سے کلکتے لے آئے۔

۱۸۷۷ء تک روزنامہ اسٹیس مین اور ہفتہ وار فرینڈ آف انڈیا الگ الگ شائع ہوتے رہے لیکن اس کے بعد فرینڈ آف انڈیا ہفتہ وار بیرون ہند اسٹیس مین میں ضم ہو گیا اور (The Statesman & Friend of India) کے عنوان سے شائع ہوتا رہا رابرٹ نائٹ نے اسٹیس مین کے اجراء کے وقت کسی پالیسی کا اعلان نہیں کیا تھا کیونکہ یہ فرینڈ آف انڈیا کے نہج پر جاری ہوا اور اس کی اپنی ممتاز پالیسی تھی۔ ادارت کی جامعیت اور اظہار خیال کی جرأت کے علاوہ اپنے ہم عصر اینگلو انڈین اخبارات (Englishman, Indian Daily News) کے برخلاف بجائے چار آنے کے ایک آنہ قیمت مقرر تھی اس لئے دونوں اخبارات انتشار اور خلفشار کے گرداب میں آ گئے۔ اس اثنا میں حکومت صحافت کی بڑھتی ہوئی آزادی سے مضطرب اور خائف تھی بالخصوص ہندوستانی پریس کے بارے میں ۱۸۵۷ء کے غدر کی تجدید و تکرار کا گمان برابر بڑھ رہا تھا اور محسوس ہو رہا تھا کہ گویا اخبارات کے پس پردہ کوئی فساد متحرک ہے ۱۸۵۹ء میں لانگ (Long) نے دعویٰ کیا تھا کہ اگر ۱۸۵۶-۵۷ء کے

ہندوستانی اخبارات کا اعلان نظر سے مطالعہ کیا جاتا تو غدر کا انسداد یقینی تھا چنانچہ اس عرصے میں سرکاری حکام نے ہندوستانی اخبارات کی بطور خاص نگرانی کی اور ہر سال سالانہ رپورٹ کی ترتیب و تشکیل کے وقت محسوس کیا جاتا کہ خطرات میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے حتیٰ کہ ایک مہیب دستاویز تیار ہو گئی جو ہر لحظہ سرکاری حکام کے سروں پر معلق رہتی تھی۔

۱۸۷۶ء میں لارڈ لٹن نے زمام اختیار سنبھالی تو ہندوستانی پریس سے متعلق سر جارج کیمیل کا مرتبہ تحقیقی سرمایہ پیش نظر تھا موصوف نے حکومت اور اخبار نویسوں کے مابین خوشگوار فضا کی بحالی کے لئے تجاویز اور آراء طلب کیں اکثر حکام کی آرا قدغن کے جواز میں تھیں مگر رابرٹ نائٹ اور آرتھر ہوب ہاؤس (Arthur Hobbs House) کو قدرے اختلاف تھا بالخصوص اول الذکر کا خیال تھا کہ صحافت حکومت کے انداز فکر اور تنفیذ قوانین کے تابع ہے اس لئے حکومت کا جیسا رویہ اور طرز فکر ہوگا بعینہ اخبار نویس اپنا رویہ متعین کریں گے اس کے علاوہ زمانہ ماضی میں حکومت نے اخبار نویسوں کے ساتھ نہ کسی ہمدردی کا اظہار کیا اور نہ اہم مسائل میں ان سے رجوع کو ضروری سمجھا حتیٰ کہ موجودہ مسائل میں اخبارات کی خبر کو ناقابل اعتبار تصور کیا اور عوام الناس کے سلسلے میں اس کی افادیت کو نظر انداز کیا، موصوف نے تجویز پیش کی کہ حکومت کو چاہیے کہ اپنی فتوحات اور کارگزاری کی تفصیلات اخبارات کو بہم پہنچائے اور اپنے مقاصد اور موانعات کی وضاحت کرے اور ان تمام مقاصد کے حصول کے لئے ڈائریکٹر کی نگرانی میں پریس بورو (Press Bureau) کے قیام کی پر زور دیا جو تمام اخبارات کے مشمولات سے باخبر اور ہر اخبار نویس کے لئے مسئول ہو نیز حکومت اور صحافت کے مابین رابطے کو باقی رکھے۔

بالآخر تمام تجاویز اور آرا کی روشنی میں ایک دستاویز تیار کی گئی جس میں ہندوستانی صحافت کی مہیب صورت پیش کی گئی تھی شوریٰ کے لوگوں میں دو افراد اخبارات پر کسی نہ کسی درجے کی پابندی کے زبردست حامی اور داعی تھے ایک الیکٹرک ڈرائیو آرتھر نوٹ

(Alexander Ashworth not) اور دوسرے بنگال کے لفٹنٹ گورنر سر آشلے ایڈن (Sir Ashley Eden) موخر الذکر کی آمد سے قبل سابق لفٹنٹ گورنر بنگال سر جارج لیبل نے پر زور الفاظ میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ موجودہ قوانین صحافت (یعنی ۱۸۵۷ء کا ایکٹ ۱۵ اور تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ الف جو ترمیم و اضافہ کے بعد ۱۸۷۰ء کے ایکٹ کی صورت میں رونما ہوئے) کے مقابلہ میں زیادہ موثر قوانین کی شدید حاجت ہے مرکزی حکومت نے اس مسئلے میں تمام صوبہ جاتی حکومتوں سے رجوع کیا چنانچہ مدراس کے علاوہ تمام حکومتیں اس کی جدید تشکیل و تنفیذ پر مہم تھیں البتہ گورنر مدراس کی کونسل کے ایک لائق ممبر سر ڈبلو روبن سن نے معنی خیز اور فکر انگیز دلائل کے ساتھ اس تجویز سے اختلاف کیا اور کہا کہ اس سلسلے میں کسی فوری اقدام کی یکسر حاجت نہیں ہے۔

الغرض مذکورہ مذاکرات اور مباحث سے تشکیل و تنفیذ قانون کے لئے زمین ہموار ہو گئی اور گزشتہ ۱۵ سال کے ناگفتنی حوادث اور واردات کا منتخب تحریری سرمایہ ہندوستان اور انگلستان کے سرکاری حکام اور برطانوی پریس کو پیش کیا گیا بالآخر ایک بن کی تشکیل کی گئی اور اس کا خلاصہ سکریٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں پیش کر کے منظوری حاصل کر لی گئی لیکن یہ کچھ اس طرح ہوا کہ ہندوستانی پریس کو کانوں کان خبر نہ ہوئی۔

سریندر ناتھ بنرجی نے ہندو پٹراسٹ کے نامہ نگار کی حیثیت سے ۱۸۷۷ء میں دہلی اسمبلی میں شرکت کی اور تمام ہندوستانی اخبار نویسوں کے صلاح و مشورہ سے ایک پریس ایسوسی ایشن قائم کی ایک سپاس نامہ مرتب کیا اور منتخب افراد پر مشتمل ایک وفد کی معیت میں وائسرائے سے ملاقات کی مگر بے سود۔

”اگلے سال ورنائیولر پریس بن گورنر جنرل کی کونسل کے سامنے پیش کیا گیا جو بالآخر ۱۸۷۸ء کے ایکٹ نمبر ۹ کی صورت میں پاس ہو گیا۔ مختصراً اس بل کا مقصد دیسی زبانوں کے اخبارات کو بہتر طریقے سے دائرہ اختیار میں لانا تھا اور حکومت کو ایسے ذرائع فراہم کرنا جن کے ذریعے سے وہ دیسی اخبارات میں شائع ہونے والی بغاوت پر اکسانے والی تحریروں کو جن کا مقصد عوام کے جذبات کو برا بھلا بگاڑنا تھا

شائع ہونے سے روک سکے اس قانون کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ اس کے ذریعے ان تحریروں کا احتساب کیا جاسکے جن کے ذریعے بے ایمان مصنفین دوسروں کو ڈرانے دھمکانے اور ان سے روپیہ وصول کرنے کا کام لیتے ہیں۔

اگرچہ بل کی تنفیذ الیکزنڈر آر بٹھ نوٹ کی وساطت سے ہوئی مگر اختلاف کی گھنگھور گھٹائیں لفٹنٹ گورنر بنگال سر آشلے ایڈن کے خلاف بریس، ہندوستان میں آباد فرنگیوں کو لارڈ کیننگ سے یہ گلہ تھا کہ موصوف نے وفادار فرنگیوں اور باغی ہندوستانیوں کو ایک ہی صف میں لا کھڑا کیا (خواہ قوانین پریس ہوں یا قوانین مسلم) مگر موجودہ قانون نے عدل کیننگ کی مشید عمارت ہی مسمار و ویران کر دیا۔

مطلق العنانوں کا امام سر آشلے ایڈن جلال و جبروت اور فریب و حکمت کے ساتھ بنگال کا نظام حکومت چلانا چاہتا تھا لیکن امرت بازار پتھریکا اسے ایک آنکھ نہ بھاتا تھا اور ہر لحظہ کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا لہذا اس نے بابو بشیشکرمار گھوش کو رام کرنے کی تدبیر سوچی اور طے کیا کہ اگر احسان و سنوک سے کام نہ چلے تو قوت و جبروت سے زیر کیا جائے اور اس نے حکمت عملی سے ہندو پٹرائٹ کے ایڈیٹر بابو کرسٹو داس پال کو اپنا مداح اور ثنا خواں بنایا پھر بابو بشیشکرمار گھوش کو نشانہ بنایا چنانچہ اس نے ایک تقریب سے موصوف کو بلا بھیجا، شاندار استقبال کیا اعزاز و اکرام سے پیش آیا، پر تکلف ضیافت کی اور بے تکلف حکومت بنگال کے نظم و نسق میں شرکت کی دعوت دی بشرطیکہ موصوف (سر آشلے ایڈن) کے احساسات و افکار کا پاس کرے اور کہا ہم تینوں (یعنی لفٹنٹ گورنر بنگال، بابو کرسٹو داس پال اور بابو بشیشکرمار گھوش) مل کر اس صوبے پر حکومت کریں کرسٹو داس نے میری ہدایات کے مطابق اپنے اخبار کی ترتیب و اشاعت کا التزام کر لیا ہے آپ کو بھی اس کا اہتمام کرنا ہوگا جس طرح ہندو پٹرائٹ میں میرے مضامین شائع ہوتے ہیں اس طرح آپ کے

اخبار کی بھی زینت بنیں گے۔ اگر حکومت پر تنقید کرنا چاہیں تو مجھے مسودہ ضرور دکھلائیں۔ اس کے عوض حکومت آپ کے اخبار کی معتد بہ کاپیاں خریدے گی اور میں حکومت کے اہم مسائل میں آپ سے اس طرح مشورہ کروں گا جس طرح کرسٹو داس پال سے کرتا ہوں۔ اگرچہ بابو بیشنکار گھوش اس زمانے میں فلاکت کا شکار تھے اور کلکتے کی نضا میں انھیں کوئی امتیاز حاصل نہیں تھا اور غالب گمان یہ ہے کہ حاکم اعلیٰ کی طرف سے ایسی ترغیب پر اگر کوئی دوسرا فرد ہوتا تو یقیناً دام تزویر میں آجاتا لیکن گھوش اس گون کے آدمی نہ تھے چنانچہ انھوں نے اپنے کو سنبھالا پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ جناب میری استدعا یہ ہے کہ آپ اپنے صوبے میں ایک دیانت دار صحافی کو ضرور باقی رکھیں، گورنر جو ش غضب سے بے تاب ہو کر بولا کہ شاید آپ بھول گئے ہیں کہ آپ کس سے بات کر رہے ہیں میں آپ کو جیل بھجوا سکتا ہوں، آبائی وطن کی واپسی پر مجبور کر سکتا ہوں۔

یہ محض ایک جلال خسرانہ کا مظاہرہ ہی نہیں تھا بلکہ دراصل وزنا کیولر ایکٹ اسی حادثے کی صدا سے باز گشت ہے اور یہ سر آشلے ایڈن کا جذبہ انتقام ہی تھا کہ جس نے لارڈ لٹن کو ایک ہی نشست میں ایسا مہلک اور مہیب قانون نافذ کرنے پر ابھارا، اس کا اصل ہمت تو امرت بازار پتربیکا تھا جو اپنی ساخت اور ترتیب کے اعتبار سے قانون کی زد میں آتا تھا لیکن اس سے قبل کہ قانون کا نفاذ ہو اخبار نے اپنا چولا بدل کر انگریزی کا بھیس اختیار کر لیا اور سر آشلے ایڈن حسرت و تاسف سے ہاتھ ملتے ہی رہ گئے۔

لارڈ لٹن نے لارڈ کیننگ کے مرام خسرانہ اور مساوات عادلانہ کے علی الرغم قومی عصیت اور حاکمانہ سطوت کا بھرپور مظاہرہ کیا چنانچہ ہندوستانیوں کو پرس و سلمہ کے قوانین میں مقید کر کے اپنے ہم قوم اور ہم وطن فرنگیوں کو بالکل بے مہار کر دیا حتیٰ کہ سر آشلے ایڈن کو بھی بے تکلف اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑا۔

وزنا کیولر پرس ایکٹ جامع اور سخت گیر تھا اس نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور

مقامی پولس کمشنر کو اس کا مجاز بنادیا کہ وہ جب چاہیں طابع اور ناشر کو بلا کر کسی تحریر کی اشاعت سے روک دیں یا ضمانت طلب کر لیں یا اجازت نامہ سلب کر لیں یا مواد اور پریس کو ضبط کر لیں اس کے علاوہ جن افراد کے خلاف اقدام کیا جائے گا وہ عدالت میں قانونی چارہ جوئی نہیں کر سکتے البتہ جو طابع اشاعت سے قبل اپنے مسودے سکرٹری آف اسٹیٹ کی خدمت میں پیش کر دیں گے مستثنیٰ قرار دیئے جائیں گے۔

”اس مرحلے پر لارڈ لٹن نے حکومت کی اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ پریس کو مکمل طور سے اور منصفانہ انداز میں روزمرہ کی ایسی تمام اطلاعات فراہم کرنا چاہتی ہے جو حکومت کے عوام اور افعال سے متعلق ہوں اور جن کی عوام تک رسائی ناگزیر ہو لیکن جن کی اشاعت کے ذریعے حکومت کے مفاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے پلے

چنانچہ اس خیال کے عملی اظہار کے لئے سی۔ ای۔ بک لینڈ (C. E. Buckland) عارضی پریس کمشنر مقرر کئے گئے موصوف نے اپنا عہدہ سنبھالتے ہی سوم پرکاش کے خلاف اقدام کیا، طابع سے بونڈ طلب کیا گیا۔ موخر الذکر نے طوعاً و کرہاً بونڈ تو داخل کر دیا لیکن اس کے معاً بعد نواب بھاکر (Navab Bhakar) کے نام سے دوسرا اخبار جاری کر دیا پھر ۱۸۷۹ء میں سوم پرکاش کی تجدید کی درخواست کی جو تحریری معاہدہ کے بعد شرف قبولیت کو پہنچ گئی چنانچہ اس کے بعد دونوں اخبارات الگ الگ پریس اور جدا جدا نظام کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔

پریس ایکٹ کے نفاذ کے بعد امعانِ نظر سے رد عمل کا مشاہدہ ہوتا رہا اور بالآخر بک لینڈ نے لکھا:

اکثر دیسی اخبارات کلکتے ہی سے شائع ہوتے ہیں جن کا مواد طبع زاد کم اور انگریزی اخبارات سے ماخوذ زیادہ ہوتا ہے دوسرے غالباً کلکتہ انگلستان کی سیاست پر مشتمل ہوتا ہے۔ اخبارات کے لب و لہجے،

اسلوب نگارش اور زبان میں معتد بہ تغیر محسوس ہوتا ہے لیکن پھر بھی حکومت اور نظام حکومت سے اختلاف ہی مترشح ہوتا ہے اور ارباب حل و عقد کی نیت پر شبہ کے علاوہ ان کی گرفت سے بھی گریز نہیں ہے۔

۱۸۸۰ء میں انگلستان کی حکومت میں انقلاب آیا اور گلیڈ اسٹون جو قانون صحافت

کے زبردست ناقد تھے برسرِ اقتدار آگئے انھوں نے رپن (وائسرائے ہند) کو ہدایات دیں کہ مذکورہ قانون منسوخ کیا جائے چنانچہ منسوخ کے بعد ۱۸۸۲ء کا ایکٹ نمبر ۳۲ وجود میں آیا جس کی رو سے ڈاک خانے کے ارباب حل و عقد کو اختیار دیا گیا کہ وہ رزنا کیور اخبارات کا تجسس بھی کر سکتے ہیں اور اگر مناسب سمجھیں تو ضبط بھی کر سکتے ہیں، اس کے بعد چند سال تک بنگال کے رزنا کیور اخبارات کے بارے میں کوئی اقدام نہیں کیا گیا۔ البتہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ الف جسے ماضی میں ناقابلِ عمل بتایا جاتا تھا تادیبی اقدام کے لئے اب بھی موجود تھی۔

گلیڈ اسٹون کی عدالت گسٹری و فیاضی اور لارڈ رپن کی لٹینت و سرچشمی نے صحافت کی دنیا میں بے راہ روی اور سیف زانی کو پروان چڑھایا انجام کار ۱۸۹۰ء میں حکومت نے صحافت کے شر بے مہار کو رام کرنے کے لئے ترمیم و اضافہ کا عمل جراحی اختیار کیا اور ایکٹ ۱۰ کی تنفیذ کی :

۱۔ ہر ایک کتاب یا اخبار جو برطانوی ہند میں طبع ہوگا تو اس پر واضح الفاظ میں طابع و مقام طباعت اور ناشر و مقام اشاعت کا اندراج ناگزیر ہوگا۔
۲۔ برطانوی ہند میں کوئی شخص بغیر اجازت کتاب یا اخبار کی طباعت کے لئے پریس نہیں لگا سکتا۔

۳۔ برطانوی ہند میں کوئی رسالہ یا تحریر طبع یا شائع نہیں ہو سکتی جب تک مقامی مجسٹریٹ کی عدالت میں حاضر ہو کر موضوع اور مقام اشاعت پر مہر اجازت ثبت نہ ہو جائے۔

۴۔ اگر مقام طباعت میں تغیر ہو تو دوبارہ اجازت حاصل کرنا لازم ہوگا۔

۵۔ اگر طابع یا ناشر برطانوی حدود حکومت سے باہر چلا جائے تو پریس سے استفادہ کے لئے دوبارہ اجازت ناگزیر ہوگی۔

۶۔ ہر ڈیکلریشن کی دو اصل کاپیاں پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ایک کاپی متعلقہ مجسٹریٹ کے دفتر میں محفوظ رہے اور دوسری سرکاری محافظ خانے کی نذر ہو سکے۔

۷۔ اگر کوئی طابع یا ناشر اپنے مذکورہ مشاغل سے دست بردار ہو گیا ہے تو متعلقہ مجسٹریٹ کے حضور میں اس کا تحریری اعتراف ضروری ہے۔

کتابوں کا رجسٹریشن (Registration of Books)

مقامی مجسٹریٹ کے دفتر میں مطبوعہ کتابوں کا ایک کیٹا لوگ ہو گا جس میں کتاب سے متعلق حسب ذیل تفصیلات کا اندراج ہے :

۱۔ کتاب کا عنوان اور اس کے دیگر اندراجات کا انگریزی ترجمہ۔

۲۔ کتاب کی زبان۔

۳۔ مصنف، مولف، مترجم یا ایڈیٹر کا نام۔

۴۔ موضوع۔

۵۔ مقام طباعت و اشاعت۔

۶۔ طابع و ناشر کی فرم کا نام۔

۷۔ طباعت و اشاعت کی تاریخ۔

۸۔ تعداد صفحات و اوراق۔

۹۔ سائز۔

۱۰۔ ایڈیشن، اول، دوم یا سوم۔

۱۱۔ ہر ایڈیشن کی تعداد اشاعت۔

۱۲۔ پرنٹ یا الیٹھوگراف

۱۳۔ کتاب کی قیمت جو عوام الناس سے وصول کی گئی۔

۱۴۔ مالک کا نام و پتہ ۔

ہر سہ ماہی مذکورہ تفصیلات سرکاری گزٹ میں طبع ہوں گی جس کی ایک کاپی

سکرٹری آف اسٹیٹ اور دوسری حکومت ہند کے دفتر کو روانہ کی جائے گی ۔

۱۸۹۰ء کے ایکٹ ۱۰ کی تنفیذ کو ابھی سال بھر نہ گزرا تھا کہ اخبار بنگا باہمی کے

مسئلہ میں حکومت کے ارباب بست و کشاد نے محسوس کیا کہ موجودہ قانون پریس

نا قابل اطمینان ہے اور اس میں اخبارات کی نامناسب تنقید پر ارباب حکومت کے

تحفظ کی کوئی مناسب صورت نہیں ہے ۔ مزید براں ہندوستان کے دیگر اقطاع

کے اخبار نویسوں کی بے اعتدالی اور بے راہ روی نے ارباب حکومت کو غور و مال

پر مجبور کیا چنانچہ ۱۸۹۸ء میں تعزیرات ہند کی دفعہ ۱۲۴ الف کے بجائے ایکٹ ۴

وجود میں آیا جس کے ذیل میں دفعہ ۱۵۳ کی تنفیذ ہوئی اور مزید تقویت کے لئے

دفعہ ۵۰۵ کی تشکیل و تنفیذ ہوئی لیکن اس کا ناقابل فراموش پہلو یہ ہے کہ ہندوستانی

اور فرنگی ایک ہی صفت میں آگئے اور کوئی اختصاص و امتیاز باقی نہ رہا ۔

انتباہ : لکھنؤ کے ابتدائی دور کے مطابع کی تاریخ کے سلسلے میں حسب ذیل

سطور کا اضافہ ناگزیر ہے :

” ۱۸۴۸ء میں تقریباً بارہ چھاپہ خانے لکھنؤ میں موجود تھے جن

میں مطبع میر حسن اور مطبع مصطفائی بہت مشہور ہیں ۱۸۴۹ء میں منشی کمال الدین

حیدر مذکور نے جو رصد خانہ شاہی کے میر منشی تھے بادشاہ کی خوشنودی

مزاج کے واسطے خاندان شاہی کی تاریخ لکھنا شروع کی مگر کچھ باتیں بادشاہ

کو پسند نہ آئیں جس کی وجہ سے رصد خانہ توڑ دیا گیا اور کتاب کی طباعت بھی

روک دی گئی اور بہت سے اہل مطبع کا پور چلے گئے “

(تاریخ ادب اردو ، رام بابو سکسینہ حصہ ۴ ص ۳۶)